VOL. 01

افسانویت سے حقیقت کی علیحدگی
صحیح احادیث کے ذریعہ سے سچائی کا اظہار

TOWARDS ISLAM
Success in Duniya & Akhirah
www.IsMahdaviyatRealIslam.com

ریفیوٹنگ مہدویت

(رَدِّ مَہدَوِیَت)

انگریزی سے ترجمہ

سید محمد جونپوری کے دعوائے ”مہدئ موعود“ ہونے کی تنقیح
صحیح احادیث کی روشنی میں ایک مدلل اور گہری تحقیق

بسم اللہ الرحمن الرحیم

ریفیوٹنگ مہدویت

(رَدِّ مَہدَوِیَت)

انگریزی سے ترجمہ

TOWARDS ISLAM

Success in Duniya & Akhirah

www.IsMahdaviyatRealIslam.com

یو.ایس.اے.کی غیر منافع بخش رجسٹرڈ آرگنائزیشن

e-mail: refutingmahdaviyat@gmail.com

info@ismahdaviyatrealislam.com

Cell: +91-9849330310

اشاریے :

قرآنی آیات :

احادیث :

بیانِ صحابۂ کرامؓ :

بیانِ سید محمد جونپوری :

بیان مہدوی مرشدین :

خلاصہ اور خلاصہ بحث :

فہرست مضامین

1	مصنف کے قلم سے		4
2	اعتراف		6
3	تمہید		8
4	تعارف	: مہدی و موعود کی روشن شاہراہ	9
5	پیچیدگیوں کی تلاش	: ضعیف روایات کے ذریعے حقیقت پوشی	13
6	سلسلۂ نسب	: مہدی موعود پیغمبر صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی اولاد میں سے ہوں گے	17
7	نسب کا تعاقب	: سید جون پوری کے نسب کا جائزہ	18
8	شناخت	: محمد بن عبداللہ - وہ نام جس کی پیشین گوئی کی گئی ہے	22
9	مقام	: ظہور مہدی اور اسلام کی بازیابی	26
10	تاریکیوں سے ظہور	: امام مہدی کی یک شبانہ تربیت	39
11	بیعت سازی		45
12	عالم عرب کا اتحاد	: عربوں پر امام مہدی کی خود مختاری	50
13	عالمی توازن کی بحالی	: عدل و قسط کا خدائی وعدہ	54
14	تصادم سے یکجہتی کی طرف	: تبدیل شدہ دنیا	61
15	امام مہدی کا عہد زرّیں	: بے مثال خوش حالی اور معاشی ترقی	67
16	قیامت کی گھڑی	: قرب قیامت پر امام مہدی کی آمد	73
17	نظام دنیا کا خاتمہ	: ظہور مہدی کے وقت زمین پر آنے والی تبدیلیاں	76
18	راہ دِکھانے والی روشنیاں	: عیسیٰؑ اور مہدیؑ شانہ بشانہ	79
19	تاریخ سے متعلق غلط فہمیوں کا ازالہ	: مہدی کے اصل نقطے پر ضعیف احادیث کا جائزہ	103
20	انکشافِ حق	: غزوۂ ہند	109
21	سیاہ جھنڈوں کے نقش قدم پر	: مزید احادیث کی جستجو	115
22	مہدی رپورٹ کارڈ	: سید جون پوری کی سیرت بمقابل مستند علامات مہدی	119
23	جھوٹے مدعیوں کا پردہ فاش	: جھوٹے مہدیوں کا فریب	123
24	تاریخی انکشاف	: سید جون پوری کی دست برداری	131
25	دعوے سے مراجعت تک	: غور و تدبر کی ایک کہانی	135
26	حفاظتِ خداوندی	: مسلم امت باطل پر کبھی متحد نہیں ہو سکے گی	136

مصنف کے قلم سے

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

میں عبدالرحمٰن، آپ کے لیے سلامتی اور اللہ کی رحمتوں کا آرزومند ہوں۔ انتہائی عاجزی اور جذبۂ شکر کے ساتھ میں یہ کتاب آپ کی خدمت میں پیش کررہا ہوں۔ یہ کتاب مہدویت سے متعلق الجھنوں سے گزرتے ہوئے ایک خالص ملاوٹوں سے پاک اور قرآن وسنت پر مبنی اسلامی تعلیمات تک لے جانے والے میرے فکری سفر کا نتیجہ ہے۔

مہدوی خاندان میں پیدائش وپرداخت کی وجہ سے میں اس فرقے کے عقائد اور رسوم ورواج سے بہت متاثر تھا۔ میں پرجوش انداز میں ان تعلیمات ورسومات کے فروغ کے لیے خود کو وقف کیا ہوا تھا جنھیں میرے ذہن ودماغ کے اندر اتنی شدت سے پیوست کردیا گیا تھا کہ معمولی سی غلطی، مثلاً: نادانستہ اور غیر ارادی طور پر کسی غیر مہدوی کے پیچھے نماز پڑھ لینا بھی مجھے سخت تشویش اور الجھن میں مبتلا کردیتا تھا اور اپنی نمازوں کو دہرانے پر مجبور کردیتا تھا تاکہ انھیں قبولیت حاصل ہوسکے۔ میں اس بات سے تقریباً لاعلم تھا کہ ہدایت خداوندی مجھے کشاں کشاں فہم کی وسعت اور مستند راستے کی طرف لے کر جارہی تھی۔

جیسے جیسے میں اسلام کے مطالعے میں غرق ہوتا جارہا تھا، علم کی نہ بجھنے والی پیاس مجھے کھائے جارہی تھی۔ شروع میں اگرچہ میری نیت ان الزامات اور تنقیدوں کے خلاف مہدویت کا دفاع ہی رہا، جن کا سامنا اس فرقے کو پوری دنیا کی طرف سے ہورہا تھا، تاہم جیسے ہی میں نے اس کی تحقیق شروع کی، حیرت انگیز طور پر میں اسلام کی حقیقی تعلیمات میں خود کو غرق کرتا چلا گیا، لاتعداد کتابوں کو اپنے ذہن میں انڈیلتا چلا گیا۔ مختلف پس منظر سے تعلق رکھنے والے افراد سے بحث وگفتگو میں مشغول ہونے کا موقع ملا اور آخرکار میرا نقطۂ نظر تبدیل ہوگیا۔ تلاش حق کی اس مسلسل جدوجہد کے دوران جب میں نے ان کا موازنہ غیر مخلوط اور خالص قرآنی تعلیمات اور مستند احادیث سے کیا تو مجھ پر مہدویت کے دعووں، رسوم ورواج اور عقائد کے اندر واضح تضاد اور عدم مطابقت کا راز کھلتا چلا گیا۔ اس طرح انکشاف خودی اور تلاش حق کے راستے پر میرا سفر شروع ہوا۔

تبدیلی کے اس عمل کے دوران میں نے حضرت یونس علیہ السلام کی کہانی میں پوشیدہ حکمت ومصلحت پر غور وفکر کیا، جو لوگوں کی ہدایت ورہنمائی کے لیے سخت جدوجہد کرنے کے بعد بالآخر ان کے درمیان سے چلے جاتے ہیں۔ البتہ حکم خداوندی کی مرضی ومنشا یہ تھی کہ انھیں اپنی قوم کو چھوڑ کر نہیں جانا چاہیے تھا۔ یہ واقعہ مصیبت وآزمائش کے مقابلے میں مسلسل استقامت اور غیر متزلزل پائے ثبات کے ساتھ جمے رہنے کی اہمیت کو نمایاں کرتا ہے۔ ایسے ہی ایک خود احتسابی کے تجربے کے دوران یوں ہوا کہ اپنے ہی لوگوں۔ یعنی مہدیوں کے تئیں میرے دل کی گہرائیوں میں جاگزیں تشویش وپریشانی میرے

شعور میں ابھر کر آ گئی۔ میرے دل میں جوش وجذبے کی ایک چنگاری بھڑک اٹھی، جو مجھے اس بات کے لیے مجبور کرنے لگی کہ میں اپنے لوگوں کی ہدایت کے لیے بے لوث کوشش کروں تاکہ انھیں گمراہی کے جال سے باہر نکال سکوں۔ میں نے محسوس کیا کہ اگرچہ ہمارے راستے ایک دوسرے سے ہٹے ہوئے ہیں، پھر بھی وہ ہیں تو میری ہی زندگی کا ایک جزو لاینفک۔ اللہ نے اپنی مطلق حکمت سے اس وقت اور مقام کو میرے وجود کے لیے منتخب کیا ہے تاکہ ایک عظیم مقصد کی طرف میری رہنمائی کرے۔

یہ کتاب اس خدائی ہدایت وحکمت کا ایک ثبوت ہے جس کا پرتو اس نے میری تحقیق اور تجزیے کے دوران میرے اوپر ڈالے رکھا ہے۔ میں نے ان صفحات میں ایک پیچیدہ تصور ونظریے کو سادہ اور قابل فہم انداز واسلوب میں پیش کرنے کی کوشش کی ہے۔ میں یقین کے ساتھ یہ بات کہنا چاہتا ہوں کہ یہ کام کوئی منفرد کوشش نہیں ہے، بلکہ بے شمار روشن ضمیر علماء کی دانشورانہ میراث اور علمی کوششوں کی آخری کڑی ہے۔ یہ وہ علماء تھے جنھوں نے اسلام کی حقیقی تعلیمات کے احیا و بقا کے لیے اپنی زندگیاں وقف کر دی تھیں۔ ان کی یہ کاوشیں مشعل راہ کی حیثیت رکھتی ہیں جو شفافیت وحقیقی فکر کی طرف جانے والی راہ کو روشن رکھتی ہے۔

مجھے یہ تسلیم کر لینا چاہیے کہ میں روایتی مفہوم میں کوئی عالم، مفتی یا شیخ نہیں ہوں، بلکہ یہ القاب مہدوی فرقے کے اندر کم ہی کھپ پاتے ہیں، اس لیے کہ وہ اسلامی ادارے جو اس قسم کے القاب سے نوازتے ہیں، انھیں یہاں شکوک وشبہات کی نظر سے دیکھا جاتا ہے کیونکہ وہ غیر مہدوی ہوتے ہیں۔ اس کے بجائے میں خود کو اسلام کا ایک ادنیٰ طالب سمجھتا ہوں، جو امر بالمعروف اور نہی عن المنکر کی نبوی ہدایت پر پورا اترنے کی کوشش کر رہا ہے۔

مجھے امید ہے کہ یہ کتاب ان لوگوں کے لیے مشعل راہ بنے گی جو خلوص وجذبے کے ساتھ حق کی جستجو میں رہتے ہیں۔ یہ کتاب یقیناً گمراہی کے مہیب سایوں کو چھانٹنے کے ایک وسیلے کے طور پر کام کرے گی۔ میں نے معلومات کو واضح اور قابل فہم انداز میں پیش کرنے کی کوشش کی ہے، اور اس کے لیے بنیادی مسائل اور مہدیٔ موعود کے تصور کے حوالے سے پیدا شدہ غلط فہمیوں پر گفتگو کی ہے۔

خدائے شاکر وہادی سے امید ہے کہ وہ اس حقیر سی کوشش کو شرف قبولیت سے نوازے گا اور صراط مستقیم کی طرف ہم سب کی رہنمائی فرمائے گا۔

دعا گو ہوں کہ یہ کتاب فکر کو روشن کرنے کا ایک ذریعہ بنے، اور ان لوگوں کے کام آسکے جو حق وباطل کے درمیان کشمکش کا شکار ہیں۔

خدا کرے کہ یہ کتاب لوگوں کو اسلام کی اصل وقدیم تعلیمات کو قبول کرنے کے لائق بنا سکے۔

وعلیکم السلام ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

عبد الرحمن

جون ۲۰۲۳ء / محرم ۱۴۴۵ھ

رَبَّنَا تَقَبَّلْ مِنَّا ۖ إِنَّكَ أَنتَ السَّمِيعُ الْعَلِيمُ ﴿١٢٧﴾

”اے ہمارے رب ہماری دعا کو قبول فرما۔ بے شک تو سننے اور جاننے والا ہے۔“

(قرآن مجید، سورۃ البقرہ: ۲:۱۲۷)

اعتراف

بحمداللہ، اللہ رحمن ورحیم کا بے پناہ شکرواحسان ادا کرتے ہوئے میں اس کتاب کا آغاز کررہا ہوں، جس کی حکمت لامتناہی اور ہدایت مطلق نے مجھے گمراہی سے باہر نکال کر اسلام کے راستے پر ڈالا۔ اسی کی ذات قوتِ محرکہ کے طور پر اس کتاب کی تیاری وترتیب کے پیچھے رہی ہے۔ اس کی رحمتوں اور نوازشوں کے بغیر، مجھے راہ ہدایت نصیب نہیں ہوسکتی تھی، نہ مجھے علم کی دولت حاصل ہوسکتی تھی، اور نہ اس جدوجہد کو شروع کرنے کی خواہش یا موقع مجھے مل سکتا تھا۔ تمام شکرواحسان صرف اس ذات یکتا کے لیے ہے۔

میں صمیم قلب سے حبیب خدا، نبی محمد ﷺ کی ذات پر درود وسلام بھیجتا ہوں، جو کہ رحمت وشفقت کا مظہر ہیں، اور جن کی سعیِ عظیم اور لامتناہی دعاؤں نے ہماری راہ کو روشن کردیا ہے اور راہِ توحید کی طرف ہماری رہنمائی فرمائی ہے۔ اپنی امت کی ہدایت کے تئیں آپ ﷺ کی کبھی ماند نہ پڑنے والی فکرمندی وبے چینی اس کتاب کی تیاری کے دوران میرے لیے مسلسل تحریک اور حوصلے کا کام کرتی رہی ہے۔

میں ان عظیم علمائے کرام کا مرہون منت ہوں جو ثابت قدمی کے ساتھ باطل کے مدمقابل کھڑے رہے ہیں۔ اس راہ میں انھوں نے اپنا وقت قربان کیا، دولت قربان کی، حتیٰ کہ گمراہی کی تاریکیوں کا پردہ چاک کرنے کے لیے اپنی جانوں کا نذرانہ بھی پیش کیا۔ ان کی عظیم الشان قربانیوں نے میرے لیے اس کام کا راستہ ہموار کیا ہے اور اس پوری کتاب کے اندر میں نے کشادہ دلی کے ساتھ ان کی تحریروں سے استفادہ کیا ہے۔ میری یہ کتاب دراصل ان علمائے کرام کے یادگار کارناموں پر ہی قائم ہے۔ میں عاجزی کے ساتھ کہ ان کی رہنمائی اور حکمت ودانش کا اعتراف کرتا ہوں، جس کے بغیر میری یہ کوشش نامکمل ہی رہتی۔

میں دل کی گہرائیوں سے اپنے والدین کی قدر کرتا ہوں، جن کی غیر متزلزل تائید وحمایت تبدیلی کے اس سفر کے دوران میرا سہارا بنی رہی ہے۔ ان کی رہنمائی اور میری قابلیتوں اور صلاحیتوں پر ان کے اعتماد کا میری موجودہ شخصیت کی تشکیل میں اہم کردار رہا ہے۔ میری تمناؤں اور آرزوؤں پر ان کا اعتماد اور ثابت قدمی کے ساتھ میری زندگی میں ان کی موجودگی مجھے ہمیشہ ان کے احسانات سے زیر بار کیے رہے گی۔

اپنی عزیز ترین اہلیہ کا شکریہ ادا کرنا مجھ پر لازم ہے کہ انھوں نے صبر وشعور کے ساتھ مجھے اپنی غیر متزلزل اور پائیدار حمایت اور تائید سے نوازا۔ اس کتاب کو نتیجہ خیز بنانے کے لیے جس ذہنی سکون اور کسی بھی طرح کے خلل سے پاک یکسوئی کی ضرورت تھی، وہ فراہم کرنے میں انھوں نے اپنا وقت اور اپنی صحبت ورفاقت دونوں کی قربانی دی ہے۔ ان کی مستقل اور غیر متزلزل تائید وحمایت انمول ہے۔

مجھ پر اللہ کی ایک نوازش یہ ہے کہ اس نے مجھے ایک بہن سے نوازا ہے، جو میری ہم راز، میری مؤید، اور تبدیلی کے اس سفر کے دوران

میری آواز کوقوت وطاقت فراہم کرنے والی رہی ہے۔اس کی بصیرت افروز آراء،تعمیری تنقیداورمیری توقعات پراس کے یقین نے میری شخصیت سازی میں بھی اہم کردارادا کیا ہےاوراس کتاب میں پیش کردہ خیالات وتصورات کی تشکیل میں بھی اہم کردارادا کیا ہے۔

دل سے ادا ہونے والے تعریفی الفاظ بھائی عامر اکبر اور ’ٹو وَرڈز اِسلام ٹیم‘ کے تمام افراد کے لئے ہیں،جن کے غیر متزلزل عزم اور ختم نہ ہونے والے جوش وخروش نے دنیا بھر کے بہت سے افراد کے اندر موجود جذبہ وتحریک کوتوانائی فراہم کرنے کا کام کیا ہے۔مہدویہ فرقے کی بہتری اور رہنمائی کے سلسلے میں ان کی بے لوث کوششیں حوصلہ افزائی کا ذریعہ بنی رہی ہیں۔میں دل کی گہرائیوں سے بھائی عامر اکبر کی جانب سے پیش کردہ بیش قیمت تائیدوحمایت کے لیے ان کا ممنون ہوں،جوانھوں نے صرف اسی کام میں نہیں،بلکہ مختلف پلیٹ فارمس کے توسط سے اس پیغام کوعام کرنے میں بھی فراہم کی ہے۔انتہائی خلوص کے ساتھ میں دعا کرتا ہوں کہ محبت کی یہ سعی حوصلہ افزائی کو کے لئے تماسی عامل ثابت ہواور روشن ضمیری کے ہمارے اس مشترکہ سفر میں ہزاروں زندگیوں کو چھوتی چلی جائے۔

سوڈان سے تعلق رکھنے والے حافظ عبدالرحمن کا خلوص دل سے شکریہ ادا کرنا چاہوں گا کہ انھوں متعلقہ احادیث کی عربی نقول فراہم کرنے اور بوقت ضرورت محنت کے ساتھ ان کو درست کرنے میں اپنا تعاون پیش کیا۔

اس کے علاوہ میں ان تمام علمائے کرام کا نہایت شکرگزار ہوں جنھوں نے اس کتاب کی تصحیح واصلاح کے لیے اپنی محنت اور وقت فراہم کیا۔ان کے اس بیش قیمت تعاون نے میرے خیالات وتصورات کو بہتر بنانے،غلطیوں کو سدھارنے،اوراس کتاب کواعتبار فراہم کرنے میں مدد کی ہے۔ان کی حمایت اور تائیدوتوثیق میرے لیے دنیا مل جانے جیسا ہے۔

مزید برآں،میں اپنے ہر سمجھ دار قاری،پرجوش حامی اور مشفق خیرخواہ کے لیے دل سے ممنون اور احسان مند ہوں،جن میں ’ٹو ورڈز اسلام ٹیم‘ کے داعیان بھی شامل ہیں،جنھوں نے کشادہ قلبی کے ساتھ اس کاوش کو قبول کیا ہےاور بڑے جوش کے ساتھ اس عظیم پیغام کی تائیدوحمایت کی ہے۔

اللہ سے دعا ہے کہ وہ ہماری اس اجتماعی کوشش کوشرف قبولیت بخشےاور ہم سب کوراہ حق کی ہدایت دے۔اس کتاب کوتحریر کرنے کے پیچھے میری غرض خالص تعمیری،ہمدردانہ،اور تحقیق پر مبنی رہی ہےاور مجھے امید ہے کہ فرقے کے لوگ اسے کشادہ ذہنی کے ساتھ قبول کریں گے۔

آخر میں،میں خشوع وخضوع کے ساتھ خدائے مطلق کے حضور پوری عاجزی اور خلوص کے ساتھ دست بہ دعا ہوں کہ اس کتاب کی روشنی کے ذریعے دلوں کو مرہم مل جائے اور روحیں ہدایت پا جائیں۔خدا کرے کہ کتاب کا غیر معمولی پیغام ہر قاری میں ایک کمک پیدا کرے جس سے مہدویت کے انحرافات کا ایسا شعور اس کے اندر جاگزیں ہونے لگے جو اس کے اندر انقلاب برپا کردےاور توبہ کی ایسی مسلسل چنگاری اس کے اندر پیدا کردے جو اسے واپس حقیقی اور خالص اسلام کو قبول کرنے پر آمادہ کردے،جیسا کہ اللہ تعالیٰ قرآن میں فرماتا ہے:

إِنَّ الدِّينَ عِندَ اللَّهِ الْإِسْلَامُ

’’بلاشبہ،اللہ کے نزدیک دین صرف اسلام ہے۔‘‘ (سورۂ آل عمران:۱۹)

اپنے جسم کے ایک ایک روئیں کے ساتھ میں سنجیدگی سے اس بات کا آرزومند ہوں کہ ان صفحات کے اندر جو غیر معمولی پیغام پیش کیا گیا ہے،وہ ایک ایک زندگی تک پہنچ جائے تاکہ وہ تمام وقت اور محنت،جو اس کتاب کو تحریر کرنے میں صرف ہوئی ہے،غیر معمولی معانی اور بھرپور کامیابی حاصل کرلے۔

تمہید

امام مہدی، یعنی ایک ایسے رہنما کا تصور جو قیامت برپا ہونے سے پہلے زمین پر حق اور انصاف قائم کرنے کے لیے ظاہر ہوں گے، یہ ایک ایسا موضوع ہے جو پوری اسلامی تاریخ میں دلچسپی اور قیاسات کا موضوع رہا ہے۔ اسلام کی 1400 سالہ تاریخ میں اور ماضی قریب میں بہت سے افراد نے خود کے متعلق مہدی ہونے کا دعوی کیا۔ ان سب کے اپنے اپنے پیروکار بھی ہوئے اور اپنے اپنے حساب سے انھوں نے عقیدۂ آخرت اور مختلف عقائد کی تشریح کی۔

تاریخ کے مختلف ادوار میں بہت سے افراد نے اپنے ذاتی مقاصد اور گمراہ کن عقائد کو تقویت پہنچانے کے لیے یہ دعوی کیا کہ مہدی کا ظہور ہو چکا ہے یا ہونے والا ہے۔ مثال کے طور پر قادیانی (احمدیہ)، بہائی، شیعہ اور دیگر منحرف فرقوں کا ظہور ہوا۔ بعض مورخین نے ان کو شمار کیا ہے اور بتایا ہے کہ مراکش کے ابن تومرت اور سوڈان کے مدعی مہدی کے بشمول تیس سے زیادہ لوگوں نے مہدی ہونے کا دعوی کیا ہے۔

اسی طرح کے ایک مدّعی سید محمد جون پوری بھی تھے، جنھوں نے یہ دعوی کیا کہ وہ مہدیِ موعود ہیں اور مسلم امت کو یہ دعوت دی کہ وہ ان کی پیروی کرے۔ لیکن ان کا یہ دعوی کسی مستند حدیث سے ثابت شدہ نہیں ہے، بلکہ اسلام کی واضح تعلیمات اور ہدایات سے متصادم ہے۔ مہدیِ موعود کی حیثیت سے سید محمد جون پوری پر ایمان نے تنازعات اور مناظروں ومباحثوں کا ایک دروازہ کھول دیا ہے، کیوں کہ سنی فرقے سے تعلق رکھنے والے علماء اور اہل علم نے متفقہ طور پر اس دعوے کو مسترد کر دیا ہے۔

اس کتاب میں ہم ان دلائل کا جائزہ لیں گے جو سید محمد جون پوری نے پیش کیے ہیں اور جو ان کے متبعین اور پیروکاروں کی کتابوں میں مذکور ہیں۔ ہم ان دعووں کو مسترد کرنے کے لیے مستند احادیث (نقلی دلائل) اور عقلی دلائل دونوں پیش کریں گے۔

ہمارا بنیادی مقصد وہدف ان اسلامی روایات کا واضح اور درست مفہوم پیش کرنا ہے جو مزعومہ مہدی سید محمد جون پوری کی زندگی اور مستند احادیث کے درمیان انتہائی تضاد کو بیان کرتی ہیں۔ پیش نظر مقصد یہ ہے کہ مہدوی فرقہ یہ سمجھنے کے قابل ہو جائے کہ [سید محمد جون پوری کا] مہدویت کا دعویٰ بے بنیاد ہے۔ ہمارا حتمی مقصد یہ ہے کہ ہم اس فرقے سے متعلقہ افراد کو دوبارہ مستند مآخذ اور تعلیمات پر مبنی اسلام کی راہ پر لانے کے سلسلے میں ان کی رہنمائی کر سکیں۔

توقع ہے کہ یہ کتاب ان لوگوں کے کام آسکے گی جو تصورِ مہدی کے متعلق اصل حقیقت کو جاننا چاہتے ہیں اور جو حقیقی اسلامی تعلیمات اور بے بنیاد دعووں کے درمیان تمیز اور فرق کرنا چاہتے ہیں۔ آیئے، اب کھلے دماغ اور تلاش حق کے جذبے کے ساتھ اس موضوع پر غور وتدبر کا آغاز کرتے ہیں۔

تعارف: مہدیٔ موعود کی روشن شاہراہ

تمام شکر واحسان اللہ ذوالجلال کے لیے ہے، جس کا ہم شکر بجالاتے ہیں اور اسی سے مدد و مغفرت کے طالب ہیں۔ اللہ جسے ہدایت سے نواز دے وہ کبھی گمراہ نہیں ہوسکتا اور وہ جسے گم کردہ راہ بنادے، اسے کوئی راہ ہدایت پر نہیں لاسکتا۔

میں یہ گواہی دیتا ہوں اور تصدیق کرتا ہوں کہ اللہ کے سوا کوئی عبادت کے لائق نہیں ہے، جس کا کوئی شریک و مددگار نہیں ہے۔ یہ وہ کلمہ ہے جس پر زمین اور آسمانوں کی بنیاد قائم ہے اور جس کے لیے تمام مخلوقات کو وجود بخشا گیا ہے۔ یہ شہادت اور گواہی اللہ کی طرف سے بھیجے جانے والے تمام پیغمبروں کی تعلیمات اور پیغامات کا نچوڑ ہے، تمام آسمانی کتابوں کی تعلیمات اور جملہ قوانین وشریعت کا نچوڑ بھی یہی کلمۂ شہادت ہے۔ اس شہادت کے نتیجے کے طور پر ہی عدل وقسط کی میـزان قائم ہوتی ہے، اعمال کا ریکارڈ رکھا جاتا ہے اور جنت وجہنم کی طرف لے جانے والے راستوں کا ظہور ہوتا ہے۔

اس کے علاوہ میں یہ گواہی بھی دیتا ہوں کہ محمد ﷺ اللہ کے بندے اور رسول ہیں، جن کے سپرد یہ کام کیا گیا ہے کہ وہ اللہ کی وحی کو لوگوں تک پہنچائیں۔ آپ ﷺ خیر الخلائق ہیں۔ آپ ﷺ کو سارے جہاں کے لیے رحمت کے طور پر منتخب کیا گیا ہے، آپ روز محشر تمام ابنائے آدم کے سردار ہوں گے۔ اللہ نے اپنی مطلق حکمت کے ساتھ محمد ﷺ کو ایک رہنما کے طور پر مبعوث کیا ہے، اور آپ پر اس نے مکمل دین حق اور راہِ مستقیم وحی کردی ہے۔

اللہ نے اپنے بندوں کو یہ حکم دیا ہے کہ وہ پیغمبر محمد ﷺ کی اطاعت کریں، ان کا تعاون کریں، ان کا احترام کریں اور ان سے محبت کریں۔ جنت کے دروازے انسانیت کے لیے بند ہیں، سوائے ان راستوں کے جن کی طرف رسولِ کریم ﷺ رہنمائی فرماتے ہیں۔ اور یہ صرف آپ ﷺ کی بدولت ہی ہوا ہے کہ واضح ترین راستہ روشن ہوگیا ہے۔ اللہ نے اپنی خدائی حکمت کے طفیل محمد ﷺ کے مقام ومرتبے کو بلندی عطا فرمائی، انھیں شہرت وعظمت سے نوازا، اور مشکلات ومسائل سے فارغ فرمایا۔ البتہ جو لوگ پیغمبر محمد ﷺ کے احکامات کو مسترد کرنے کی جرأت دکھاتے ہیں اور آپ ﷺ کے ذریعے لائے ہوئے دین کی توہین کرتے ہیں وہ اللہ کی بارگاہ میں ذلت ورسوائی سے دوچار ہوں گے۔ ہم اس بات کی تصدیق و گواہی دیتے ہیں کہ پیغمبر محمد ﷺ نے پوری ایمان داری سے اس پیغام کو پہنچایا، اپنی پیغمبرانہ ذمہ داریوں کو ادا کیا اور انسانیت کو ایسے دانش مندانہ اور مخلصانہ مشوروں سے نوازا جو روزِ جزا تک کے لیے قابل عمل اور رہنما ہیں۔

آغاز کائنات سے ہی تمام انبیاء ورُسل کا اپنی اپنی امتوں کے ساتھ یہ ثابت شدہ عمل رہا ہے کہ انھوں نے مستقبل کے حادثات وواقعات اور ممکنہ خطرات اور آئندہ آنے والے رہنما یا نجات دہندہوں کے بارے میں وہ علم اپنی امتوں تک پہنچایا ہے جو انھیں اللہ کی طرف سے ملا تھا۔ انبیاء کا یہ عمل تورات اور انجیل میں مذکور ان پیشین گوئیوں سے ثابت ہوتا ہے جو پیغمبر محمد ﷺ کے بارے میں ان کتابوں میں کی گئی ہیں۔ خاتم النّبیین ہونے کے

ناطے حضرت محمد ﷺ نے دجّال کے خطرے سے آگاہ فرما کر اور امام مہدی اور نزول عیسیٰ مسیحؑ کی خوش خبری سنا کر اپنی اسی پیغمبرانہ ذمے داری کو ادا کیا ہے۔ ان کی آمد کے سلسلے میں مفصل انکشافات نے بہت سے پہلوؤں کا احاطہ کر رکھا ہے جن میں دجال کے شیطانی منصوبوں، دجالی حربوں، دجال کے جسمانی حلیہ اور دجال کے دور میں پیش آنے والے واقعات شامل ہیں۔ اسی طرح ان پیشین گوئیوں میں امام مہدی کے ظہور کی علامتیں، فضائل، جسمانی حلیہ اور امام مہدی سے متعلق اہم واقعات وحادثات بھی شامل ہیں۔

اس قسم کی جامع معلومات فراہم کرنے کا مقصد انبیائے کرام کے پیش نظر یہ ہوتا تھا کہ وہ اپنے متبعین کے اندر اِن حادثات کے لیے تیاری کرنے کا شعور اور یقین پیدا کر سکیں۔ پیغمبر ﷺ نے خاص طور سے دجال کے ظاہری کردار، منصوبوں اور کرتوتوں کے بارے میں گہری بصیرت عطا فرمائی ہے۔ یہ بصیرت اہلِ ایمان کو اس قابل بناتی ہے کہ وہ دجّال کی فریب کاریوں کو سمجھ کر ان کا مقابلہ کر سکیں۔ اسی طرح آپ ﷺ نے امام مہدی کی علامتوں اور فضائل اور ان سے متعلق مستقبل میں پیش آنے والے واقعات کو بھی واضح فرما دیا ہے۔ یہ واضح علم امت کو اس قابل بناتا ہے کہ حقیقی مہدی کو واضح نشانیوں اور علامتوں کے ساتھ پہچان سکیں اور حق وانصاف پر مبنی سماج کی تشکیل میں سرگرم حصہ لے سکیں۔

یہ پیغمبرانہ تعلیمات حق اور باطل کے درمیان فرق کرنے والے وسیلے کے طور پر کام آتی ہیں، جو اہلِ ایمان کو یہ موقع فراہم کرتی ہیں کہ وہ حق ویقین کو پا سکیں اور سامنے آنے والے چیلنجز کا مقابلہ کر سکیں۔ دجال اور امام مہدی سے متعلق پیغمبر محمد ﷺ کی طرف سے دی جانے والی واضح تفصیلات اور پیشگی تنبیہات اس خدائی رہنمائی کی تصدیق کرتی ہیں جو آپ ﷺ کو حاصل ہوئی ہے۔ یہ تفصیلات وتنبیہات فتنوں اور آزمائشوں کے بالمقابل تیار رہنے اور ایمان وحق کی بنیادوں کو برقرار رکھنے کے لیے علم وفہم کے حصول کی اہمیت کو اجاگر کرتی ہیں۔

اللہ علیم وحکیم نے واضح طور پر ہمیں قرآن میں یہ حکم دیا ہے:

يَاأَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا أَطِيعُوا اللَّهَ وَأَطِيعُوا الرَّسُولَ وَأُولِي الْأَمْرِ مِنْكُمْ ۖ فَإِنْ تَنَازَعْتُمْ فِي شَيْءٍ فَرُدُّوهُ إِلَى اللَّهِ وَالرَّسُولِ إِنْ كُنْتُمْ تُؤْمِنُونَ بِاللَّهِ وَالْيَوْمِ الْآخِرِ ۚ ذَٰلِكَ خَيْرٌ وَأَحْسَنُ تَأْوِيلًا ﴿٥٩﴾

’’اے وہ لوگو جو ایمان لائے ہو، اللہ کی اطاعت کرو اور رسول اور اپنے میں سے اولی الامر کی اطاعت کرو۔ پس اگر تمہارے درمیان کسی معاملے میں تنازعہ ہو جائے تو اسے اللہ اور رسول کی طرف پھیر دو، اگر تم اللہ اور آخرت کے دن پر ایمان رکھتے ہو۔ یہ انجام کے اعتبار سے بہتر اور احسن طریقہ ہے۔‘‘
(سورۃ النساء:۵۹)

نااتفاقیوں اور خیالات ومعاملات میں اختلافات کو حل کرنے کے سلسلے میں یہ حکم ہمارے لیے ایک واضح رہنمائی کی حیثیت رکھتا ہے۔

ہم دوبارہ مہدی کے موضوع پر آتے ہیں۔ یہ بات ہمارے علم میں رہنی چاہیے کہ یہ موضوع تاریخ کے اندر ایک بڑے تنازع اور بحث ومباحثے کا موضوع رہا ہے۔ بہت سے افراد نے یا تو مہدیِ موعود ہونے کا دعوی کیا یا اپنے متبعین کے ذریعے بڑھا چڑھا کر ایسے مقام پر بٹھا دیے گئے یا پھر خود ہی واضح گمراہی کا شکار رہے ہیں۔ اس قسم کے دعوؤں کے پیچھے اکثر ذاتی محرکات، مثلاً سیاسی غلبہ، مذہبی برتری، شہرت ونام وری یا فریب دہی، رہے ہیں۔ تاہم ہمارے لیے اہم یہ ہے کہ ہم فہم وفراست کا استعمال کریں اور خود اللہ تعالیٰ نے جو معیارات قائم کیے ہیں ان کی پابندی کریں۔ وہ ہمیں واضح طور پر یہ ہدایت دیتا ہے کہ جب ہمیں اختلافات کا سامنا ہو، خواہ یہ اختلافات سیاسی ہوں یا مذہبی، ہم [ان کے حل کے لیے] اللہ اور اس کے رسول کی طرف رجوع کریں۔

اللہ کی طرف رجوع کرنے کا مطلب اس قرآن کی طرف رجوع کرنا ہے، جو خدائی رہنمائی اور حکمت کا حتمی ذریعہ ہے۔ رسول کی طرف رجوع

کرنے کا مطلب پیغمبر محمد ﷺ کی احادیث کی طرف رجوع کرنا ہے، جن سے ہمیں تعلیمات، اعمال، اخبار، علامتوں اور جائزہ شدہ کاموں کی تفصیلات معلوم ہوتی ہے۔ یہ بات خود رسولِ کریم ﷺ کے ایک فرمان سے ثابت ہے:

قَالَ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ: "تَرَكْتُ فِيكُمْ أَمْرَيْنِ لَنْ تَضِلُّوا مَا تَمَسَّكْتُمْ بِهِمَا كِتَابَ اللّٰهِ وَسُنَّةَ نَبِيِّهِ".

''اللہ کے رسول ﷺ نے فرمایا: ''میں نے تمہارے درمیان دو چیزیں چھوڑی ہیں، تم گمراہ نہیں ہوگے جب تک ان دونوں چیزوں کو پکڑے رہوگے۔ اللہ کی کتاب اور اس کے نبی کی سنت۔''

روای: عبداللہ بن عباس۔ ماخذ: موطا امام مالک، (۳/۴۶) ۱۴۰۱، ۱۶۶۱، سنن الدارقطنی ۴۶۰۶، ترغیب وترہیب (۱/۶۱)۔ درجہ حدیث: صحیح[1]

ایک اور حدیث ہے جسے حضرت ابو ہریرہؓ نے روایت کیا ہے:

"إني قد تركت فيكم شيئين لن تضلوا بعدهما: كتاب الله وسنتي ولن يفترقا حتى يردا علي الحوض."

''میں نے تمہارے درمیان دو چیزیں چھوڑ دی یں، جن کے بعد تم کبھی گمراہ نہ ہوگے: اللہ کی کتاب اور میری سنت اور یہ دونوں چیزیں کبھی الگ نہیں ہوں گی حتی کہ دونوں حوض کوثر میں مجھ سے آملیں۔'' (مستدرک الحاکم (۱/۱۷۲) # ۳۱۹، درجہ حدیث: صحیح[2])

ان دو حوالوں، قرآن اور صحیح احادیث، کے ذریعے ہم تصور مہدی کے سلسلے کی پیچیدگیوں کو سمجھ سکتے ہیں اور درست رہنمائی اور گمراہ دعووں کے درمیان تمیز کر سکتے ہیں۔ جہاں تک مہدی سے متعلق موضوع کی بات ہے تو اللہ نے اپنی خدائی حکمت کے تحت واضح انداز میں کہیں بھی قرآن میں مہدی کا ذکر نہیں کیا ہے، نہ دور اول کے مسلمان (صحابہ کرام، تابعین اور تبع تابعین) نے ہی مہدی کے تصور کو قرآن کی کسی آیت سے مربوط کیا ہے۔ چنانچہ ایک واحد راستہ حقیقت تک پہنچنے کا صرف سنت ہے، یعنی صحیح احادیث۔

احادیث کا گہرا مطالعہ کرتے وقت ہمارا سامنا ظہور مہدی سے متعلق بہت سی ایسی روایات سے سامنا ہوتا ہے، جو اپنے اعتبار اور استناد کے لیے ایک چیلنج پیش کرتی ہیں۔ یہ پیچیدگی کچھ تو شیعی عقائد کے اثرات کی مرہون منت ہے، جہاں امام مہدی کو ایسا بلند مقام حاصل ہے جو بیشتر انبیا کو بھی حاصل نہیں ہے۔ یہ شیعی اثر بعض سنّی روایات میں بھی سرایت کر گیا ہے، جس نے ضعیف اور موضوع احادیث کو بھی مہدی سے متعلق مباحث میں شامل کر دیا ہے۔ انجام کار ابن خلدون جیسے بعض اہلِ علم حضرات نے مہدی کا ہی سرے سے انکار کر دیا ہے، جب کہ دیگر دوسرے علماء نے مہدی سے متعلق تمام احادیث کو یکجا کر دیا ہے اور اس بات کی بھی ضرورت نہیں سمجھی کہ ان کی سند کی جانچ پڑتال کر لیں، جیسا کہ نعیم بن حماد کی کتاب 'کتاب الفتن' میں تمام روایات کو بغیر جانچے پرکھے جمع کر دیا گیا ہے۔ اسلئے ہمارے لیے ضروری ہے کہ ان روایات کی قدر و قیمت جانچنے اور ان کا علمی جائزہ لینے میں احتیاط سے کام لیا جائے۔

''میں نے 'المهدی' سے متعلق بیشتر احادیث کی تحقیق کی ہے اور میں نے انھیں ویسا ہی پایا ہے جیسا شوکانی، ابن قیم اور دیگر علماء نے بیان کیا ہے: ان میں 'المهدی' سے متعلق ایسی صحیح، حسن اور ضعیف احادیث بھی ہیں جنھیں مضبوطی فراہم کی جا سکتی ہے اور [بہت سی] جھوٹی احادیث بھی ہیں۔ ہمارے لیے وہ احادیث کافی ہیں جو سند کے اعتبار سے مضبوط ہیں، خواہ یہ احادیث صحیح لذاتہ ہوں یا صحیح لغیرہ، اسی طرح خواہ وہ حسن لذاتہ

---

[1] صحیح از ابن حزم اندلسی [384ھ-456ھ]، الاحکام (96/810)، ابن عبدالبر [368ھ-468ھ]، التمہید (24/331)، امام سیوطی [849ھ-911ھ]، المفتاح الجنۃ (1/12)، شیخ ناصرالدین البانی [1332ھ 1420ھ]، مصابیح المشکاۃ (1/140)، اور سلسلۃ الاحادیث الصحیح (4/260)۔

[2] صحیح از شیخ ناصرالدین البانی [1332ھ 1420ھ]، صحیح الجامع، 2937۔

ہوں یا حسن لغیرہ اور بہت سی ایسی ضعیف احادیث بھی ہیں کہ جب انھیں یکجا کیا جائے گا تو وہ ایک دوسرے کو مضبوط کریں گی۔ ایسی صورت میں اس قسم کی احادیث بھی علماء کے نزدیک دلیل بن جاتی ہیں۔ حقیقت یہ ہے کہ علماء کی اکثریت اس بات پر متفق ہے کہ المہدی کو جاننے سے متعلق خبر درست ہے اور قیامت کے واقع ہونے سے پہلے ان کا ظہور ہوگا۔''

شیخ عبدالمحسن العبّاد [پ۔ ۱۳۵۳ھ/ ۱۹۳۴ء]۔حوالہ: الردّ علی من کذب بالاحادیث الواردہ فی المہدی، ص:۱۵۷)

اس لیے مہدی کے سلسلے میں تلاش وجستجو کے دوران ہم نے وہ اسلوب اختیار کیا ہے جو ان صحیح اور حسن احادیث کو ترجیح دیتا ہے جنھیں مضبوط سندوں کی تقویت بھی حاصل ہے۔ ان روایات کا جائزہ لے کر، سلف صالحین کی جانب سے پیش کی جانے والی ان کی تشریحات وتوضیحات کا جائزہ لے کر اور عقل ومنطق کو عمل میں لا کر ہم حقائق کو بہتر انداز میں معلوم کر سکتے ہیں، ایسے دعووں کی جانچ پرکھ کر سکتے ہیں اور مہدی ہونے سے متعلق سید جون پوری کے دعوے کو سمجھ سکتے ہیں۔ یہ اسلوب اس بات کو یقینی بناتا ہے کہ ہم اللہ کے رسول کی ہدایت کے پابند ہیں، ہمارا انحصار صحیح اور مستند مآخذ اور مضبوط علمی بنیادوں پر ہے جو ہمیں اس اہم موضوع پر علم پر مبنی فہم تک پہنچاتا ہے۔

خلاصۂ بحث:

اللہ ورسول کی طرف رجوع کرنے کی اہمیت:

قرآن اہلِ ایمان کو یہ ہدایت دیتا ہے کہ جب کسی اختلاف یا تنازع میں پڑ جائیں تو اللہ اور رسول سے رہنمائی حاصل کریں۔ اس کا مطلب یہ ہے کہ معاملے کی وضاحت اور فہم حاصل کرنے کے لیے قرآن اور مستند احادیث کی طرف پلٹا جائے۔ اس قرآنی حکم پر عمل کرتے ہوئے ہم مہدی کے متعلق پیچیدگیوں اور مسائل کے لیے صحیح راستہ پا سکتے ہیں اور درست رہنمائی اور منحرف اور گمراہ کن دعووں کے درمیان تمیز کر سکتے ہیں۔

مہدی سے متعلق احادیث کے استناد کا چیلنج: مہدی کا موضوع بہت سی احادیث میں آیا ہے، جن میں سے بعض ضعیف اور موضوع (گھڑی ہوئی) ہیں۔ شیعہ عقائد کے اثرات اور ناقابل اعتماد روایات کی شمولیت نے اس بحث کو پیچیدہ بنا دیا ہے۔ علماء نے روایات کی جانچ پرکھ کے دوران احتیاط اور علمی جائزے کی ضرورت پر زور دیا ہے۔ انھوں نے اس بات پر بھی زور دیا ہے کہ ان صحیح اور حسن احادیث کو ترجیح دی جائے جو سند کے اعتبار سے مضبوط ہیں۔

سید جون پوری کے دعوے کا جائزہ: صحیح مستند احادیث کا جائزہ لے کر، اسلاف کی تشریحات کا تجزیہ کرکے، اور عقل ومنطق کو کام میں لا کر کوئی بھی شخص سید جون پوری کے دعواءِ مہدویت کی صحت ومعقولیت کا اندازہ لگا سکتا ہے۔ بحث وتحقیق کا یہ اسلوب اللہ ورسول کی ہدایت کی پابندی کو یقینی بناتا ہے، جس میں انسان تصورِ مہدی کو علمی بنیادوں پر سمجھنے کے لیے قابل اعتماد مآخذ اور مستحکم علمیت کو کام میں لاتا ہے۔

پیچیدگیوں کی تلاش

ضعیف روایات کے ذریعے حقیقت پوشی

تعارف:

تصورِ مہدی، مستند احادیث اور مہدیوں کے ذریعے کیے جانے والے دعووں کی گہرائی میں اترنے سے پہلے ضروری ہے کہ ذہن نشین کرنے کے لیے بعض انتباہات یا اہم نکات ترتیب دے لیے جائیں۔ یہ وہ نکات ہیں جو مہدیوں کے عقائد و اعمال کے اہم پہلوؤں پر روشنی ڈالتے ہیں اور تشویش و جائزہ کے ممکنہ دائروں کو نمایاں کرتے ہیں۔ اس باب کا مقصد دو اہم نکات کو واضح کرنا ہے:

۱۔ مہدیوں کا ضعیف احادیث پر انحصار اور

۲۔ مہدی ہونے کا دعوی کرنے والے کسی شخص کا نبی کے ذریعے بیان کردہ علامات پر پورا نہ اترنا

مہدیوں کا ضعیف احادیث پر انحصار:

فرقۂ مہدویت کے ماننے والے اسلامی مطالعہ و علم کے دائرے میں رہتے ہوئے تصورِ مہدی کا ایک خاص و نمایاں پس منظر بیان کرتے ہیں۔ تاہم ان کا یہ اسلوب بالکل الگ ہے کیوں کہ ان کا انحصار ضعیف اور کمزور روایات پر ہے۔ وہ اس قسم کی روایات کو جانچنے کے لیے مسلمہ اصول سے ہٹے ہوئے ہیں۔ کمزور مآخذ پر انحصار کے ساتھ ساتھ پہلے سے قائم شدہ تصورات سے تحریک پا کر موضوعی تشریح کا اسلوب اس فرقے کے عقائد اور ان کے فہم کی درستی پر اہم سوالات کھڑے کرتا ہے۔ موجود بحث میں ہم مہدویوں کے ذریعے ضعیف احادیث سے استفادے، معیار سازی کے مسلمہ اصولوں سے انحراف اور اس اسلوب اور اس کے ساتھ ساتھ حقائق کو توڑ مروڑ کر پیش کرنے کے ممکنہ نتائج پر غور کریں گے۔ ان پہلوؤں پر روشنی ڈالنے سے ہمارا مقصد مہدوی پس منظر اور احادیث نبویہ کی تشریح پر پڑنے والے اس کے اثرات کو گہرائی کے ساتھ سمجھنا ہے۔

> ''اور مہدیوں کی غلطیوں میں سے ایک یہ ہے کہ وہ بعض ایسی روایات ذکر کرتے ہیں جن کا کوئی اعتبار صرافانِ حدیث (ماہرینِ روایات) کی نظر میں نہیں ہے اور یہ لوگ اپنے تصور میں ان روایات کا تقابل ان روایات سے کرتے ہیں جو مختلف طرق سے آئی ہیں۔ اس لیے کہ اگر کچھ روایات سے مہدی کا اثبات ہو جائے تو اس کا ذکر کرنے سے کوئی فائدہ نہیں کہ دوسری روایات کیا کہتی ہیں۔''

شیخ المتقی الہندی [۸۸۸۔۹۷۵ھ] ۔حوالہ: الرعد

اسی بات کی تصدیق مہدوی مرشدین کے ذریعے بھی ہوتی ہے:

’’یہ تمام روایات (سید جون پوری کی تائید میں) ’’عقد الدرر‘‘ سے لی گئی ہیں، اگر چہ ان میں سے بعض کمزور ہیں، تاہم جب انھیں کسی ایسی شخصیت کے متعلق درست پایا جاتا ہے جس نے مہدی ہونے کا دعوی کیا ہو تو یہ عیاں ہوجاتا ہے کہ یہ روایات درست تھیں خواہ یہ صحت کے درجے کو نہ پہنچ پائی ہوں۔‘‘ مہدوی مرشد عبد الملک سجاوندی۔حوالہ: سراج الابصار ص: ۱۰۷

ان روایات کی کمزوری کو تسلیم کرتے ہوئے سجاوندی یہ دلیل دیتے ہیں کہ خود مہدی کی ذات سے ان کے ربط کو دیکھتے ہوئے ان کا صحیح و درست ہونا ثابت ہوجاتا ہے۔ تحقیق کا یہ اسلوب اشارہ دیتا ہے کہ اگر چہ یہ روایات سند کے اعتبار سے صحت و درستی کے معیار پر پوری نہیں اترتی ہیں، تاہم مہدی کی شخصیت سے ان کا ربط و تعلق ہی ان کو تسلیم کر لیے جانے کے لیے کافی سمجھا جائے گا۔

تشریح میں موضوعیت:

جب فرقہ مہدویہ کے لوگ ضعیف روایات کو قبول کرنے کے سلسلے میں مہدی سے ان روایات کے ربط و تعلق کو کافی سمجھتے ہیں تو ان کا یہ اسلوب احادیث نبویہ کی تشریح و تفسیر کے سلسلے میں موضوعیت کو بیان کرتا ہے۔ یعنی یہ کہ شخصی تعصّبات اور مہدی کے تعلق سے پہلے سے تصور کرلی جانے والی باتیں اس بات پر اثر انداز ہوتی ہیں کہ انھیں کون سا موقف اختیار کرنا ہے اور کون سا رد کرنا ہے۔ نتیجے کے طور پر مستند تعلیمات اور ایسی باتوں کے درمیان فرق کرنا مشکل ہوجاتا ہے جن کے موضوع (من گھڑت) اور مسخ شدہ ہونے کا امکان موجود رہتا ہے۔

مسلمہ اصول و معیار سے گریز:

فرقۂ مہدویہ کے لوگ ان مضبوط معیارات و اصول سے انحراف اختیار کرتے ہیں جو محدثین نے سند اور راویوں کی بنیاد پر روایتوں کی صحت و معیار کا جائزہ لے کر مقرر کیے ہیں۔ یہ معیارات و اصول جو کہ سند میں مذکور ہر راوی کی ثقاہت و صداقت کی جانچ پرکھ کرتے ہیں، موضوع اور غیر معتبر روایات کے خلاف ایک حفاظتی حصار کی مانند کام کرتے ہیں۔ ان مسلمہ اصول و معیارات کو نظر انداز کرنا اس ٹھوس علمی موقف سے مصالحت کرنا ہے جس کی ضرورت احادیث نبویہ کی صحت کی تشخیص کے لیے پڑتی ہے اور جو فرقہ مہدویہ کے ذریعے بیان کی جانے والی تشریحات کے سلسلے میں شکوک پیدا کرتی ہیں۔

حقیقت کا مسخ شدہ تصور:

مہدی سے متعلق کمزور اور ضعیف روایات پر مہدویوں کا انحصار حقیقت کا ایک مسخ شدہ تصور قائم کرتا ہے، بالکل اسی طرح جیسے کہ ہم اسی رنگ کا چشمہ آنکھوں پر لگالیں جس رنگ میں رنگی ہوئی چیزوں کو ہم دیکھنا چاہتے ہیں۔ صرف ان روایات پر توجہ مرکوز رکھنا جو ان کے عقائد کی تائید و حمایت کرتی ہیں اور باقی ان روایات کو نظر انداز کردینا جو ان کے موقف کو چیلنج کرسکتی ہیں یا کوئی دوسرا نقطۂ نظر پیش کرتی ہیں، موضوع کے فہم کو محدود کردیتی ہیں۔ یہ محدود اور تنگ نقطۂ نظر زیادہ معروضی اور جامع تر فہم حاصل کرنے میں رکاوٹ بنتا ہے، کیوں کہ یہ نقطۂ نظر گفتگو کے وسیع تر دائرے کو زیر بحث لانے میں ناکام رہتا ہے۔

مزعومہ مہدی کے لیے نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ذریعے بیان کردہ مستند علامتوں پر پورا اترنا:

منصبِ مہدی کے حصول کا دعوی کرنے والے کی صداقت کا تعین کرنے کے لیے اس بات کا خیال رکھنا ضروری ہے کہ مستند اور صحیح احادیث میں جو علامتیں بیان کی گئی ہیں ان پر وہ پورا اترتا ہو۔ علماء نے ظہور مہدی سے متعلق احادیث کو بڑے پیمانے پر نقل کیا ہے، جو اہل علم افراد کے درمیان اجماع کی

صورت پیدا کرتی ہیں۔ تاہم اس بات کو سمجھنا اہمیت کا حامل ہے کہ کسی شخص کے مہدی ہونے کا اعلان اس وقت تک نہیں کیا جاسکتا جب تک کہ صحیح احادیث میں مذکور تمام علامتیں اس شخص کے اندر موجود نہ ہوں۔

''جو لوگ قرب قیامت کے وقت ظہور مہدی کا انکار کرتے ہیں وہ غلط ہیں، اس لیے کہ ظہور مہدی کی خبر دینے والی احادیث، یہ کہ ظلم وزیادتی کی انتہا ہوجانے کے بعد وہ زمین کو عدل وانصاف سے بھر دیں گے۔ تواتر کے ساتھ اور بڑے پیمانے پر نقل ہوئی ہیں، جیسا کہ ابوالحسن العبیر ی سجستانی (چوتھی صدی کے ایک عالم)، سفرینی، شوکانی وغیرہ جیسے بڑے علمانے ذکر کیا ہے۔ اہل علم کے یہاں اس پر تقریباً اتفاق ہے۔ تاہم اس کی اجازت نہیں ہے کہ یہ اعلان کر دیا جائے کہ فلاں اور فلاں 'المہدی' ہے، الا یہ کہ تمام علامتیں اور وضاحتیں جو رسول ﷺ نے صحیح احادیث میں یان فرمائی ہیں، اس شخص میں موجود نہ ہوں۔ اور ان علامتوں میں سب سے بڑی علامت یہ ہے کہ وہ ظلم وزیادتی کی انتہا ہو جانے کے بعد زمین کو عدل وانصاف سے بھر دیں گے۔'' (شیخ ابن باز [۱۳۲۸-۱۴۲۰ھ]-حوالہ: عربی روزنامہ 'عکاظ'، ۱۸ محرم الحرام ۱۴۰۰ھ)

''یہاں ایک سوال ذہن میں آسکتا ہے۔ ماضی میں بعض دیگر افراد بھی مہدی ہونے کا دعوی کر چکے ہیں اور ان کا بھی وہی نام تھا جو آپ کے مہدی کا ہے، اور اس حدیث کا مفہوم پہلے ہی اس مدعی مہدویت پر منطبق کیا جا چکا ہے۔

ایسی صورت میں کسی دوسرے مہدی کے ظہور کا انتظار نہیں کیا جائے گا۔ اس کے جواب میں عرض ہے کہ مذکورہ حدیث میں جن خصوصیات کا ذکر ہے وہ خاص طور سے امام مہدی موعود، قیامت برپا ہونے سے پہلے ظاہر ہونے والے امام، کے لیے مختص ہیں۔ جو لوگ مدعی مہدویت رہے ہیں ان کا مہدی ہونا ثابت نہیں ہوا ہے۔ محض انھی کے جیسا نام ہونا اور وہی کنیت ہونا اس کے مہدویت کے دعوے کو ثابت کرنے کے لیے کافی نہیں ہے۔ اس کے کچھ مزید پہلو اور بھی ہیں۔''

مہدوی مرشد مرشد قاضی منتجب الدین جونیاری۔ حوالہ: مخزن الدلائل ص: ۴۳

مذکور بالا اقتباس بیان کرنے کے بعد جونیاری اپنی طرف سے مزید علامتوں کی فہرست نقل کرتے ہیں، جن میں بیشتر کمزور اور موضوع ومن گھڑت علامتیں ہیں جو سید جون پوری کے موقف کی حمایت وتائید کرتی ہیں۔

مہدی کی علامتوں کا تعین کرنے میں مہدویوں کا اسلوب حدیث کے وسیع ترین ذخیرے میں سے موضوع اور ضعیف احادیث سے لے کر حسن اور صحیح احادیث سب کو چھان چھان کر لے لینے کا ہے۔ وہ منتخب انداز میں ان احادیث کو ہی چُن چُن کر لیتے ہیں جو سید جون پوری کی شخصیت سے میل کھاتی ہیں۔ اس کے جھوٹے دعوائے مہدویت کو مستحکم کرنے والا بیانیہ تعمیر کرنے کے لیے ان چنندہ احادیث کو اس دعوے کے ڈھانچے کی تعمیر کے طور پر استعمال کرتے ہیں، بالکل اسی طرح جس طرح کسی مطلوبہ تصویر میں فٹ کرنے کے لیے پزل کا کوئی ٹکڑا بڑی احتیاط سے منتخب کیا جاتا ہے۔ آئندہ ابواب میں مذکور بالا گفتگو پر خود انھی کی تحریروں سے شہادت پیش کی جائے گی۔

خود فرقہ مہدویہ کے اندر بھی مہدی موعود کے دعوے پر غور کرتے وقت جامع ترین جائزے وتجزیے کی ضرورت کا اعتراف پایا جاتا ہے، جیسا کہ مہدوی مرشد قاضی منتجب الدین جونیاری نے اس ضرورت کو نمایاں کیا ہے کہ کسی فرد کے لیے مہدی کا لقب پانے کے لیے محض ان کا ہم نام اور ہم کنیت ہو جانا کافی نہیں ہے۔ خود مہدوی حضرات بھی سطحی مماثلتوں سے اوپر اٹھ کر صحیح احادیث میں بیان کردہ مختلف علامتوں اور پہلوؤں پر غور کرنے کی ضرورت پر زور دیتے ہیں۔

خلاصہ:

کسی مدعیِ مہدی کی صداقت کو جانچنے کا عمل مستند احادیث نبویہ میں مذکور علامتوں کی بنیاد پر ہونا چاہیے۔ کسی فرد کی طرف سے دعوی قائم کرنے کے لیے متعلقہ خصوصیتوں سے محض جزوی مناسبت یا سطحی مماثلت ناکافی ہے۔

ان احادیث کی کمزوری کو تسلیم کرنے کے باوجود مہدویوں کا ضعیف احادیث پر انحصار ان کے دعوے کی صداقت وصحت کے سلسلے میں خدشات پیدا کرتا ہے۔ یہ چیز مہدی کے متعلق کسی بھی دعوے کے لیے مضبوط و مستحکم بنیاد فراہم کرنے کے لیے روایات کی سالمیت وثقاہت کے جائزے کی اہمیت کو نمایاں کرتی ہے۔

اس بات کا اعتراف خود فرقہ مہدویہ کے لوگ بھی کرتے ہیں کہ مہدی موعود کے لیے کچھ مخصوص معیارات پر پورا اترنا ضروری ہے جو صحیح ومستند احادیث میں فراہم کردہ وضاحتوں سے مربوط ہوں۔ اس کے علاوہ یہ نقطۂ نظر کسی مدعی کی من جملہ قانونی وشرعی حیثیت کو پرکھے بغیر عجلت میں اسے قبول کر لینے کے خلاف دلائل کو مضبوطی فراہم کرتا ہے۔

آئندہ ابواب میں ہم مہدی موعود کے سلسلے میں تصدیق شدہ پیشین گوئیوں اور مستند علامتوں کو دریافت کرنے والی روشن راہوں کے سفر پر نکلیں گے۔ ہماری توجہ ان علامتوں کو تنقیدی جائزے کی سان پر چڑھانے اور سید جون پوری سے ان کے ربط وتعلق کو جانچنے پر ہوگی۔ ذخیرہ احادیث کو کھنگالنے کا ہمارا مقصد حقیقت کو طشت از بام کرنا اور مہدی کے اوصاف ومظاہر کا گہرا فہم حاصل کرنا ہے۔ نبوی پیشین گوئی اور حقیقت کے راستے دریافت کرتے ہوئے آئیں ہمارے ساتھ اس روشن سفر کا حصہ بنیں۔

سلسلۂ نسب
مہدیٔ موعود پیغمبر صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی اولاد میں سے ہوں گے

تعارف:

اس باب میں ہم اس حدیث کی اہمیت کو اجاگر کریں گے جو مہدیِ منتظر کے نسب کو سامنے لاتی ہیں۔پیغمبر محمدؐ سے منسوب یہ مقدس روایت مہدی کے اعلی وارفع نسب کو بیان کرتی ہوئی انھیں پیغمبر محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی لاڈلی بیٹی حضرت فاطمہؓ کی اولاد میں سے بتاتی ہے۔ہم اس حدیث کی صداقت و مضمرات کی گہرائی میں اتر کر اس حدیث کا جائزہ لیں گے۔علاوہ ازیں سید جون پوری کے نسب کو بھی کھنگالیں گے اور دونوں کے درمیان ربط تلاش کرنے کی کوشش کریں گے۔اس سے شاید ان کے دعوے پر کوئی روشنی پڑے۔

قَالَ رَسُولُ اللّٰهِ صلی اللّٰه علیه وسلم: "اَلْمَهْدِيُّ مِنْ عِتْرَتِي مِنْ وَلَدِ فَاطِمَةَ".

''رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا:''مہدی میری اس نسل سے ہوگا جو فاطمہ کی اولاد سے چلے گی۔''

راوی:امّ سلمہؓ [و:۶۲ھ/ ۶۸۲ء]۔حوالہ:سنن ابوداؤد(۱۱ / ۳۷۳) ۴۲۸۴،مستدرک الحاکم (۴ / ۶۰۰)۸۶۷۱، کنزالعمال (۱۴ / ۲۶) ۳۸۶۶۲،مشارق الانوار، ص:۱۱۲،مشکوۃ المصابیح ص:۴۷۱،التاریخ الکبیر للامام البخاری (۸ / ۴۰۷)،اسی سے ملتی جلتی حدیث سنن ابن ماجہ (۲ / ۱۳۶۸) رقم:۴۰۸۶۔۔درجۂ حدیث: صحیح[ع1]

مہدویت کے دعووں کی جانچ پڑتال:

جب گفتگو نسب اور خاندان کے دعووں کی ہو تو یہ بات اہمیت کی حامل ہوتی ہے کہ ان پر تنقیدی غور وفکر کیا جائے اور ان پر دانشمندانہ نگاہ ڈالی جائے۔تاریخ ایسی مثالوں سے بھری پڑی ہے جہاں لوگوں نے اعتماد اور رسوخ حاصل کرنے کی غرض سے اپنے بارے میں اعلی نسب یا قابل ذکر شخصیات سے اپنے تعلق کا جھوٹا دعوی کیا ہے۔اس لیے ایسے دعووں کو احتیاط کے ساتھ پرکھنا اور انھیں تسلیم کرنے سے پہلے مستحکم شواہد طلب کرنا ضروری ہے۔

ع1 صحیح از ابن اثیر جزری،[630ھ/1232ء]الجامع الاصول(10 / 331)7835# ۔ ابن تیمیہ [661ھ-728ھ] منہاج السنۃ(8/ 255)۔ امام الہیثمی [909ھ-974ھ] الصواعق المحرقہ (227)۔شیخ ناصرالدین البانی[1332ھ1420ھ] صحیح الجامع 6734۔

آج کی دنیا میں ایسے لوگوں سے سامنا ہونا کوئی غیر معمولی بات نہیں ہے جو اپنے ناموں کے جزو کے طور پر 'سید' کا لقب لگاتے ہیں۔ تاہم یہ غلط ہوگا کہ 'سید' نام والے ہر شخص کو یوں ہی پیغمبر محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے خاندان سے سمجھ لیا جائے۔ ''سید'' لقب کا استعمال بڑے پیمانے پر متعدد علاقوں اور تہذیبوں میں اکثر احترام و تعظیم کے طور پر ہونے لگا ہے۔ محض اس لفظ کا استعمال رسول اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے نسب سے کوئی تعلق نہیں جوڑ دیتا ہے۔

اس کے علاوہ جو لوگ 'سید' کو اپنے نام کا جزو بناتے ہیں یا اپنا نسبی رشتہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے جوڑنے کا دعوی کرتے ہیں، ان کی بڑی تعداد کے بارے میں یہ بات واضح ہو چکی ہے کہ ان سبھوں کے بارے میں یہ ناممکن ہے کہ سب کے سب نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی اصل اولاد میں سے ہوں۔ اس طرح کے دعووں کی بڑی تعداد خود اپنی صحت کے متعلق سوالات کھڑے کر دیتی ہے اور یہ تقاضا کرتی ہے کہ ان دعووں کا باریک بینی سے جائزہ لیا جائے۔ کسی دستاویزی ثبوت، مصدقہ تاریخی ریکارڈ، یا قابل اعتماد علماء کے اجماع و اتفاق کے بغیر ایسے دعووں کی توثیق کرنا مشکل امر ہے۔

نسب کا تعاقب: سید جون پوری کے نسب کا جائزہ

امام موسیٰ کاظم کے نسب سے ہونے کا اعلان کرنے والا دعوی جو سید محمد جون پوری کے ذریعے کیا گیا ہے، اور ان کے مہدیٔ موعود ہونے کی حیثیت دونوں ہی مستند، قابل اعتبار اور ٹھوس شواہد سے محروم ہیں۔ جب بعض مخصوص تحریروں، مثلاً میاں سید یوسف کی مطلعِ ولایت اور بندگی میاں سید برہان الدین کی کتاب شواہد ولایت (ص: ۲۲۔۲۳) سید جون پوری کا تعلق موسی کاظم سے جوڑنے کی کوشش کریں تو یہ بات نوٹ کرنا ضروری ہو جاتا ہے کہ یہ وہ ماٰخذ ہیں جو اِن سنّی علماء کے نزدیک (یا شیعہ علماء کے نزدیک بھی) قابل تسلیم و استناد نہیں ہیں جو علم الانساب میں مہارت رکھتے ہیں۔

سید محمد جون پوری کا نسب مہدوی کتب کے مطابق:

سید محمد جون پوری ابن سید عثمان ابن سید خضر ابن سید موسی ابن سید قاسم ابن سید نجم الدین ابن سید عبداللہ ابن سید یوسف ابن سید یحییٰ ابن سید جلال الدین ابن سید اسمٰعیل ابن سید نعمت اللہ ابن موسی الکاظم ابن جعفر الصادق ابن محمد الباقر ابن علی اصغر ابن زین العابدین ابن حسین ابن امیر المؤمنین علی ابن ابی طالب ابن عبد المطلب۔

نسب نامے کی توثیق و تصدیق کے لیے تاریخی ریکارڈ کی ٹھوس انداز میں جانچ پڑتال، راویوں کی اسناد اور معروف علماء کے درمیان اجماع و اتفاق کا ہونا ضروری ہے۔ اس قسم کی جامع شہادت کے بغیر راست نسب کے دعوے ثابت نہیں کیے جا سکتے اور ایسے دعووں کو شکوک و شبہات کے دائرے میں رکھنا چاہیے۔ محض دعووں یا ذاتی بیانات پر انحصار جنھیں تقویت دینے والے ٹھوس شواہد موجود نہ ہوں، وہ نسب کے سلسلے میں جائز و درست دعوی کرنے کیلئے ناکافی ہوتا ہے۔ سید جون پوری کے معاملے میں معزز علماء کی طرف سے ان کے دعوے کی عدم تصدیق و توثیق ان کے دعوی نسب کی معتبریت کو کمزور کر دیتی ہے۔

نسب نامے کی بحث: حسن بمقابلہ حسین

ایک دوسرا دلچسپ اور قابل لحاظ نکتہ یہ ہے کہ سنّی علما کی اکثریت یہ عقیدہ رکھتی ہے کہ امام مہدی امام حسن رضی اللہ عنہ کے نسب سے ہوں گے، جب کہ شیعہ علماء، اسی طرح مہدوی علماء بھی، اس بات پر زور دیتے ہیں کہ وہ امام حسین رضی اللہ عنہ کے نسب و خاندان سے ہوں گے، اگرچہ اس بات کے ثبوت میں کوئی مستند شہادت موجود نہیں ہے۔

> ''مہدی کے بارے میں اللہ کے رسول فرما چکے ہیں، کہ ان کا نام محمد ابن عبداللہ ہوگا۔ علی بن ابی طالب کی طرف یہ بات منسوب کی جاتی ہے کہ مہدی حسن بن علی کی نسل سے ہوں گے نہ کہ حسین ابن علی کی نسل سے۔''
>
> شیخ الاسلام ابن تیمیہ [۶۶۱۔۷۲۸ھ] ۔ حوالہ: منہاج السنۃ النبویۃ (۴/ ۹۵)

سنن ابن ماجہ کی ایک مرسل حدیث (۴۲۹۰) ہے جو صاف طور پر یہ بتاتی ہے کہ مہدی حضرت حسنؓ کی نسل سے ہوں گے، اگر چہ یہ روایت قدرے کمزور ہے، تاہم دوسرے ایسے شواہد بھی موجود ہیں جو اس بات کو تقویت دینے والے ہیں۔

مہدی حضرت حسینؓ کے بجائے حضرت حسنؓ کی نسل سے ہوں گے، اس کی تصدیق نادانستہ طور پر سید جون پوری کے ہی ایک معروف تابعی عبدالملک سجاوندی کی طرف سے ہوگئی ہے۔ اپنی موقر کتاب 'سراج الابصار' کے اندر خاص طور سے 'مہدی کی حمایت میں وارد روایات' کے باب میں سجاوندی کی گفتگو غیر ارادی طور پر اس مذکورہ بالا حقیقت سے ہم آہنگ ہوگئی ہے:

> ''اب میں وہ احادیث نبویہ اور بعد کے لوگوں کے اقوال پیش کروں گا جو مہدی اور ان کے فرقے کی حمایت میں ملی ہیں۔ ان روایات میں ایک روایت وہ ہے جس کے بارے میں ابو اسحاق نے یہ نقل کیا ہے کہ ''علیؓ نے جب اپنے بیٹے حسنؓ کو دیکھا تو فرمایا: حقیقت میں میرا یہ بیٹا سید ہوگا، جیسا کہ نبی ﷺ نے بھی اسے یہی نام دیا ہے۔ عنقریب اللہ تعالیٰ اس کی نسل میں سے ایک شخص کو لائے گا جس کا نام نبی ﷺ کے نام کے مشابہ ہوگا، اور جو شکل وصورت میں بھی آپ ﷺ کے مشابہ ہوگا۔ وہ زمین کے انسانوں کو عدل وانصاف سے بھر دے گا۔'' ابوداؤد نے یہ حدیث مکمل اختیار کے ساتھ اپنی کتاب 'سنن' میں نقل کی ہے۔ ان کے علاوہ امام ابوعیسی ترمذی نے اسے اپنی جامع میں اور امام عبدالرحمن نیسا پوری نے بھی اسے اپنی سنن میں نقل کیا ہے۔
>
> مہدوی مرشد عبدالملک سجاوندی - حوالہ: سراج الابصار ص: ۱۰۳

مہدیوں کا خاص اس حدیث پر غیر متزلزل انحصار اس کی معتبریت کی گواہی دیتا ہے اور اس اہم تضاد کو اجاگر کرتا ہے جسے وہ جان بوجھ کر نظر انداز کرتے ہیں۔ یہ بات پرزور انداز میں پیش کرنے کی ہے کہ مہدویوں کے مطابق مہدی موعود کے مدعی سید محمد جون پوری کے جس نسب کو فرقہ مہدویہ کے لوگوں کی طرف سے پیش کیا جاتا ہے وہ حضرت حسینؓ سے جا کر ملتا ہے۔ حالاں کہ احادیث نبویہ واضح طور پر یہ ثابت کرتی ہیں کہ مہدی حضرت حسنؓ کے نسب سے ہوں گے۔ مہدیوں کے دعووں اور ثابت شدہ احادیث کے درمیان یہ کھلا تضاد اس بات کی اہمیت کو دو چند کر دیتا ہے کہ ان کے دعووں کے تنقیدی جائزے اور تمحیص کی ضرورت ہے۔

لطیف راز:

> ''ان کے حضرت حسنؓ کی اولاد میں سے ہونے میں ایک لطیف راز ہے۔ وہ راز یہ ہے کہ حسنؓ نے اللہ کے لیے خلافت چھوڑ دی تھی۔ اس لیے اللہ نے ان کی اولاد میں ایک شخص ایسا بنا دیا جو خلافت حق قائم کرے گا۔ وہ ایسے عدل کی ضمانت دینے والا ہوگا جو زمین پر غالب آجائے گا۔ اور یہ اپنے بندوں کے سلسلے میں اللہ کی سنت ہے کہ جو اس کے لیے کسی چیز کو چھوڑ دیتا ہے، اللہ تعالیٰ اسے وہی چیز عطا کر دیتا ہے یا اس کی ذریت کو اس سے بھی اچھی چیز عطا کر دیتا ہے۔ حضرت حسینؓ کے برخلاف کہ انھوں نے خلافت کی خواہش کی، اس کے لیے جنگ وجدال کیا تو وہ اسے لینے میں کامیاب نہیں ہوئے۔ واللہ اعلم۔''
>
> ابن قیم الجوزیہ [۶۹۱-۷۵۱ھ] - حوالہ: المنار المنیف ص: ۱۵۱

کھوکھلا نسب: غائب شدہ کڑیاں

اگر ہم اس امکان کو پیش نظر رکھ بھی لیں کہ مہدی موعود کا نسب واقعتاً حضرت حسینؓ کی نسل سے ہی ہوگا تو سید جون پوری اس شرط کو پورا کرنے سے بھی قاصر ہیں۔

> ''ماہرین انساب یہ ثابت کر چکے ہیں کہ سید جون پوری کا نسب نبی محمد ﷺ سے نہیں ملتا ہے۔ میں نے ان (مہدویوں) کی کتابوں میں مذکور اس نسب کو مختلف حوالوں سے جانچنے کے لیے بہت سی کتابوں کو کھنگالا ہے۔ میرے سامنے یہ حقیقت آئی کہ موسی الکاظم کی زندہ رہ جانے والی کل

۱۲ اولاد میں نعمت اللہ کا ذکر کہیں بھی نہیں ہے۔ آپ ابن حزم الاندلسی [۳۸۴-۴۵۶ھ] کی کتاب 'جمھرۃ انساب العرب' سے رجوع کر کے اس کی تحقیق کر سکتے ہیں، جو کہ عرب قبائل کے نسبوں کی مختلف حوالوں سے تصدیق کرنے والی کتاب ہے۔'' شیخ مقصود الحسن فیضی

اس پہلو پر غور کرنا ضروری ہے کہ مہدوی مآخذ کے سوا معروف علماء اور تاریخ میں محفوظ نسبوں کا ریکارڈ سید جون پوری کے پیغمبر محمد ﷺ سے نسبی رشتے کو تسلیم نہیں کرتے ہیں۔ آزاد حوالوں اور مآخذ سے توثیق کا فقدان سید جون پوری کے نسبی دعوے کے سلسلے میں شکوک وشبہات کو پختگی عطا کر دیتا ہے۔

ناقابل تصور جنریشن گیپ:

ایک دوسرا سبب بھی اس بات کا موجود ہے کہ موسی کاظم سے سید محمد جون پوری کے نسبی رشتے کا دعوی کیوں انتہائی حد تک ناقابل تصور ہے۔ یہ سبب ان دونوں کے درمیان جنریشن گیپ کا ہے۔ دست یاب شجرہ نسب کے مطابق سید محمد جون پوری اور موسی کاظم کے درمیان ۱۲ نسلیں ہیں۔ البتہ جب ہم تاریخ کی زمانی ترتیب پر غور کرتے ہیں تو یہ ترتیب ایک پریشان کن چیلنج پیش کرتی ہے۔

موسی کاظم جو کہ اسلامی تاریخ کی ایک معروف شخصیت اور پیغمبر محمد ﷺ کے اہل بیت میں سے ہیں، ان کا انتقال ۷۹۹ء/ ۱۸۳ھ میں ہوا تھا۔ اس کے برعکس سید محمد جون پوری ۱۴۲۵ء/ ۸۴۷ھ میں پیدا ہوئے۔ سادہ سی ریاضی کے استعمال سے ہی ان دونوں کے زمانہ عمر میں ۶۲۶ سال کا حیران کن فرق سامنے آجاتا ہے۔ اس لیے کہ اس زمانے کے دوران ۱۲ نسلوں کو فٹ کرنے کے لیے اس نسب کے ہر فرد کی عمر بعد کی نسل کے فرد کی پیدائش سے پہلے اوسطاً ۵۲ برس کے قریب ہونی چاہیے۔

دونوں کے درمیان نسبی رشتے کی عدم امکانیت نسب کی صداقت و معتبریت کے تعلق سے کئی سنگین سوالات کھڑے کرتی ہے۔ یہ انتہائی ناممکنات میں سے ہے کہ نسب میں موجود ہر پیش رو کے یہاں اس کے وارث کی پیدائش تقریباً ۵۲ سال کے بعد ہوئی ہو۔ خاص طور سے اسلامی تاریخ میں تو یہ ناممکنات میں سے ہے جہاں لوگوں کی شادیاں چھوٹی عمر میں کر دی جاتی ہیں اور خاندانی زندگی کا آغاز بھی جلد ہی ہو جاتا ہے، وہاں یہ جنریشن گیپ اور بھی ناقابل تصور ہو جاتا ہے۔

گزشتہ زمانے میں بالعموم لوگ چھوٹی عمر میں، یعنی اکثر کم عمری میں یا بیس سال کی عمر تک ہی بیاہ دیے جاتے تھے اور ان کی اولاد ہو جایا کرتی تھیں۔ اس وقت کا یہ ثقافتی اور تاریخی پس منظر نسلوں کے درمیان اوسطاً ۵۲ برس کے فرق والی بات کے لیے چیلنج ہے۔ کم عمری میں شادی کے رواج کی وجہ سے نسلوں کے درمیان کم سے کم وقفے کو قبول اور تسلیم کرنا زیادہ مبنی بر عقل ہے۔

خلاصہ یہ ہے کہ ریاضی کے حساب سے اوسطاً ۵۲ برس کا فرق نسلوں کے درمیان اتنے زیادہ وقفے کے عدم امکان کے لیے ٹھوس اور مضبوط دلیل فراہم کرتا ہے۔ تاریخی جائزوں اور ریاضیاتی اعداد و شمار پر انحصار کرتے ہوئے یہ بات پایہ ثبوت کو پہنچ جاتی ہے کہ پیش کردہ نسب انتہائی حد تک ناممکن اور ٹھوس بنیادوں سے محروم ہے۔

تلاش حق کی سعی کے دوران ہمارے لیے قابل اعتماد علماء سے معلومات کا حصول ضروری ہے۔ یہ بھی ضروری ہے کہ قابل بھروسہ حوالوں سے رجوع کیا جائے اور موجود دست یاب شواہد کا تنقیدی جائزہ لیا جائے۔ دانش مندانہ طریقہ اختیار کرتے ہوئے ہم بے بنیاد دعووں کے دام میں الجھنے سے بچ سکتے ہیں اور اپنے ایمان وعقیدے کو حق اور ثابت شدہ حقائق کی بنیاد پر برقرار رکھ سکتے ہیں۔

خلاصہ:

آبائی نسب کے شجروں میں لوگ اکثر اپنے اعلیٰ واشرف خونی رشتوں کے متعلق بڑے بڑے دعوے کرتے ہیں۔ البتہ ایسے دعووں کو گہرے غور وتدبر کے ساتھ قبول کرنا ضروری ہے، کیوں کہ حقائق پر پردہ ڈال کر اور غیر مصدقہ دعووں کو جائز قرار دیتے ہوئے نسب کا لبادہ بہت آسانی سے اوڑھا جا سکتا ہے۔

سید جون پوری کے ذریعے کیا جانے والا نسبی دعوی مصدقہ شواہد سے محروم ہے، جب کہ مہدوی فرقے کے اندر بنیادی طور پر بعض تحریریں ایک ایسا نسب پیش کرنے کی کوشش کرتی ہیں جو سید جون پوری کو نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے نسب سے جوڑتا ہے۔ اس پہلو پر غور کرنا ضروری ہے کہ اس نسبی دعوے کو ان کے اپنے حلقے سے باہر کے معتبر علماء کی توثیق حاصل نہیں ہے۔ غیر مہدوی حوالوں سے توثیق وتصدیق کا فقدان ان کے نسبی دعوے کی قانونی حیثیت پر شک وشبہ پیدا کرتا ہے۔

سنّی علما کی اکثریت، جنھیں نقلی (نصوص پر مبنی) اور تجرباتی شہادتوں کی حمایت حاصل ہے، یہ کہتے ہیں کہ امام مہدی حسن بن علی رضی اللہ عنہما کے نسب وخاندان سے ہوں گے، اور یہ بات سید محمد جون پوری کے نسبی دعوے سے ٹکراتی ہے جن کا نسب حضرت حسین بن علی رضی اللہ عنہما سے ملتا ہے۔ یہ تضادات نمایاں طور پر سید جون پوری کے دعووں کو کمزور کر دیتے ہیں۔

سید محمد جون پوری اور امام موسی کاظمؒ کے درمیان نسبی رشتے کے دعوے کو ۶۲۶ برس کے حیران کن فرق کی شکل میں ایک رکاوٹ کا سامنا کرنا پڑتا ہے۔ اس مدت زمانہ کے دوران ۱۲ نسلوں کو فٹ کرنے کے لیے ضروری ہے کہ ہر پیش رو نے اپنے بعد والی نسل کو اوسطاً ۵۲ برس بعد جنم دیا ہو، جو کہ تاریخی وثقافتی اصولوں کو پیش نظر رکھتے ہوئے انتہائی حد تک ناممکن ہے۔

شناخت: محمد بن عبداللہ

وہ نام جس کی پیشین گوئی کی گئی ہے

تعارف:

اس باب میں ہم نبی محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ذریعے بیان کردہ ایک دلچسپ پیشین گوئی پر غور کریں گے۔ اس پیشین گوئی کا تعلق ایک ایسے شخص کی آمد اور ظہور سے ہے جس کا نام 'محمد بن عبداللہ' ہوگا۔ یہ ممتاز نام ایک خاص اہمیت کا حامل ہے کیوں کہ یہ ایک ایسی شخصیت سے جڑا ہوا ہے جس کے آنے کا انتظار کیا جا رہا ہے اور جو مہدی کے نام سے معروف ہوگا۔ اس پیشین گوئی پر غور کرتے وقت ہمارا مقصد اس نام اور کردار کی حامل شخصیت کے عمیق مفہوم کو سامنے لانا ہے اور ظلم و ناانصافی سے معمور اس دنیا میں عدل و مساوات کے حصول کے تناظر میں اس شخصیت کا جائزہ لینا ہے۔

عَنِ النَّبِيِّ صلى الله عليه وسلم قَالَ لَوْ لَمْ يَبْقَ مِنَ الدُّنْيَا إِلاَّ يَوْمٌ "لَطَوَّلَ اللَّهُ ذَلِكَ الْيَوْمَ. ثُمَّ اتَّفَقُوا حَتَّى يَبْعَثَ فِيهِ رَجُلاً مِنِّي. أَوْ مِنْ أَهْلِ بَيْتِي يُوَاطِئُ اسْمُهُ اسْمِي وَاسْمُ أَبِيهِ اسْمَ أَبِي "يَمْلأُ الأَرْضَ قِسْطًا وَعَدْلاً كَمَا مُلِئَتْ ظُلْمًا وَجَوْرًا. لاَ تَذْهَبُ أَوْ لاَ تَنْقَضِي الدُّنْيَا حَتَّى يَمْلِكَ الْعَرَبَ رَجُلٌ مِنْ أَهْلِ بَيْتِي يُوَاطِئُ اسْمُهُ اسْمِي.

نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: "اگر دنیا کا صرف ایک دن ہی باقی رہ جائے گا تو اللہ تعالیٰ اس دن کو لمبا کر دے گا، یہاں تک کہ اس میں ایک شخص کو مجھ سے یا میرے اہل بیت میں سے اس طرح برپا کرے گا کہ اس کا نام میرے نام پر، اور اس کے والد کا نام میرے والد کے نام پر ہوگا، وہ عدل وانصاف سے زمین کو بھر دے گا، جیسا کہ وہ ظلم و جور سے بھر دی گئی ہے"۔ سفیان کی روایت میں ہے: "دنیا نہیں جائے گی یا ختم نہیں ہوگی تا آنکہ عربوں کا مالک ایک ایسا شخص ہو جائے جو میرے اہل بیت میں سے ہوگا اس کا نام میرے نام کے موافق ہوگا"۔

راوی: عبداللہ بن مسعودؓ [و۔۳۲ھ/ ۶۳۵ء]۔ حوالہ: سنن ابی داؤد (۴/ ۸۷) حدیث نمبر ۴۲۸۲، مسند احمد (۱/ ۳۷۶)؛ مستدرک الحاکم ۸۷۱۳؛ المصنف ابن ابی شیبہ (۱۵/ ۱۹۸)؛ معجم الکبیر ۱۰۲۱۳۔ ۱۰۲۳۰؛ تحفۃ الاحوذی (۶/ ۴۸۶)۔ درجۂ حدیث: صحیح[ع1]

ع1 صحیح از امام ترمذی [209ھ-279ھ]۔ امام البغوی [433ھ-516ھ] مصابیح السنہ، فصل "الحسان"۔ ابن تیمیہ [661ھ-728ھ] منہاج السنۃ (4/ 211)۔ امام الذہبی [673ھ-748ھ] المنتقی من منہاج الاعتدال (534)۔ امام سیوطی [849ھ-911ھ] الحاوی للفتاوی (2/ 58)۔ امام الہیثمی [909ھ-974ھ] موارد الظمآن (1877) اور شیخ ناصر الدین البانی [1332ھ 1420ھ] سلسلۃ الصحیحۃ (1529)۔

تصور مہدی چوں کہ ایک عظیم الشان مقام ومرتبے کا حامل ہے، اسی لیے نبی ﷺ نے اپنی حدیث میں ایک ایسے برحق شخص کے ظہور کی پیشین گوئی فرمائی ہے جو آپ ﷺ کا ہم نام ہوگا اور اس کے والد آپ ﷺ کے والد ماجد کے ہم نام ہوں گے۔ وہ شخص دنیا کو عدل ومساوات سے بھر دے گا۔ یہ نبوی پیشین گوئی، جو کہ سنن ابی داؤد اور مسند احمد میں بیان ہوئی ہے، اس امکان کو ثابت کرتی ہے کہ امام مہدی کا نام محمد بن عبداللہ ہوگا۔

سلسلہ نسب کی پہیلی: نسب کی وضاحت

متعدد مہدوی مرشدین کے مطابق سید محمد جون پوری کے والد کا نام سید خان یا سید بدھ تھا۔

(دیکھیں: 'نجات الرشاد' از مُلاّ عبدالقادر بدایونی؛ 'آئین اکبری' از ابوالفضل، جلد سوم ص: ۱۷۴)

''جب گجرات کے علماء نے سید محمد سے یہ سوال کیا کہ 'مہدی موعود کا نام تو محمد بن عبداللہ ہے اور آپ کا نام محمد بن سید خان ہے، تو ایسا کیوں ہے؟'

اس کے جواب میں انھوں نے کہا: 'یہ سوال تو آپ کو خالق کائنات سے کرنا چاہیے کہ اس نے سید خان کے بیٹے کو مہدی کی حیثیت سے کیوں مقرر کردیا۔ وہ مطلق طاقت کا مالک ہے اور جو چاہتا ہے کرتا ہے۔ دراصل نبی ﷺ کے والد کافر تھے۔ تو ایسا کیسے ہوسکتا ہے کہ ان کا نام عبداللہ ہو (لفظی معنی: اللہ کا بندہ)۔ یہ محض متن کی غلطی ہے۔ حقیقت میں نبی ﷺ کا نام محمد بن عبداللہ نہیں تھا، بلکہ محمد عبداللہ تھا۔''

حوالہ: مہدوی لٹریچر۔ نقلیات میاں عبدالرشید، ص: ۷؛ انصاف نامہ بندگی میاں ولی بن یوسف، ص: ۲۷ نمبر ۴۴۔۴۶؛ شواہد ولایت از بندگی میاں سید برہان الدین، ص: ۱۴۳

جب سید محمد جون پوری سے ان کے ہی دعووں میں موجود تضاد اور عدم مطابقت کے بارے میں سوال کیا گیا تو وہ کوئی معقول وضاحت پیش نہیں کرسکے۔ ان کی اس دلیل کو کہ سید خان کے بیٹے کو مہدی کی حیثیت سے منتخب کرنے کا فیصلہ خدائی فیصلہ تھا، مستند اسلامی حوالوں اور مآخذ کی تائید حاصل نہیں ہے، بلکہ اس مسئلے پر [امت کے] متفقہ موقف کے خلاف ہے۔ علاوہ بریں نبی ﷺ کا نام محمد بن عبداللہ کے بجائے محمد عبداللہ بتا کر اپنے اور نبی ﷺ کے نام کے درمیان مشابہت قائم کرنے کی کوشش بھی کسی قابل اعتبار دلیل سے محروم ہے اور اس کی حیثیت محض اپنے دعوے کو جواز فراہم کرنے کے ایک قیاس اور مفروضے کی ہے۔ اس کا نتیجہ ہے کہ جون پوری کی وضاحتیں اتنی دم دار اور کافی وشافی نہیں ہیں کہ اپنے شجرہ نسب اور مہدی ہونے کی حیثیت کو جواز فراہم کرسکیں۔

اس کے علاوہ، خود سید محمد جون پوری کے دلائل میں موجود واضح تضاد کو نمایاں کرنا ضروری ہے۔ یعنی بالفرض اگر ہم اس دعوے کو کہ نبی ﷺ کا نام محمد عبداللہ تھا، مان بھی لیں تو خود سید جون پوری بھی اس معیار پر پورے اترنے میں ناکام رہتے ہیں۔ ان کا اپنا نام سید محمد ہے، نہ کہ محمد عبداللہ۔ اس طرح یہ فرق ان کے اس اقدام کو مجروح وکمزور کردیتا ہے، جو وہ خود کے اور نبی ﷺ کے نام درمیان یکسانیت پیدا کرنے کے لیے کررہے ہیں۔ یہ دلچسپ تضاد جون پوری کے دعووں میں استدلال کی کمی اور ان کے درمیان موافقت وہم آہنگی نہ پائے جانے کی چغلی کھا رہا ہے اور مہدی کی حیثیت سے ان کے مزعومہ شجرہ نسب کی حقانیت وصداقت میں مزید شکوک وشبہات پیدا کررہا ہے۔

مہدوی مرشد کی دلیل ہے کہ:

''تفصیلات یہ ہیں کہ حضرت امام مہدی الموعود کے والد کا نام سید عبداللہ ہے اور ان کا لقب سید خان ہے۔ یہ لقب انھیں [جون پور کے] بادشاہ کی طرف سے اعزازی طور پر ملا تھا۔ اس لیے سید خان لقب ہے، نہ کہ ان کا نام۔'' ۔ مہدوی مرشد سید نصرت۔ حوالہ: کحل الجواہر (۱۱/۲)

میرا جواب:

مہدوی مرشد کی طرف سے پیش کردہ یہ دلیل کہ سید خان محض ایک لقب تھا نہ کہ سید جون پوری کے والد کا اصل نام، راست طور پر سید جون پوری کی شہادت و گواہی کے خلاف پڑتی ہے۔ علمائے گجرات کی طرف سے جب ان کے شجرہ نسب میں تضاد کے متعلق سوال کیا گیا تھا تو سید جون پوری تسلی بخش وضاحت یا جواز فراہم نہیں کر سکے تھے۔ بلکہ وضاحت دینے کے بجائے انھوں نے سوال کو خالق کائنات کی طرف منتقل کر کے سوال سے دامن چھڑا لیا تھا، جس کا مطلب یہ تھا کہ سید خان کے ایک بیٹے کا مہدی کی حیثیت سے انتخاب خدائی فیصلہ تھا۔

بات کچھ بھی ہو، سید جون پوری کا یوں سوال سے دامن چھڑانا ان کے دعوے کی صداقت کے سلسلے میں شبہات پیدا کرتا ہے۔ اگر سید خان واقعی ایک لقب تھا اور ان کے والد کا اصل نام نہیں تھا تو سید جون پوری یہ کہہ کر آسانی سے وضاحت دے سکتے تھے کہ ان کے والد کا اصل نام سید عبداللہ تھا اور سید خان ان کا لقب تھا۔ اگر یہ دعوی واقعی حقیقت پر مبنی ہوتا تو وہ اپنے والد کے نام کے سلسلے میں شکوک و شبہات کو ختم کرتے ہوئے صاف صاف وضاحت پیش کرتے۔

سید جون پوری کے خود کے اعتراف اور لقب کے سلسلے میں وضاحت کو پختہ کرنے والے محکم دلائل کی عدم موجودگی کو ذہن میں رکھتے ہوئے یہ بات پایہ ثبوت کو پہنچ جاتی ہے کہ مہدی ہونے کا یہ دعوی ٹھوس بنیادوں پر قائم نہیں ہے۔ اس شجرہ نسب میں تضاد، اور تضاد کے ساتھ ساتھ قابل تصدیق تاریخی حوالوں کا فقدان ان کے مبینہ موقف کی قانونی حیثیت کے سلسلے میں شکوک پیدا کرتا ہے۔

دعووں کی حمایت میں ناقص دلیل: تمام فرقوں کا عمومی عنصر

مذہبی عقائد کے دائرے میں کسی کے دعووں کے لیے جواز تلاش کرنے کی رغبت و کوشش اکثر افراد اور گروہوں کو نافرمانی و عہد شکنی کے راستے پر ڈال دیتی ہے۔ فرقوں سے لوگوں کے تعلق سے قطع نظر، تاریخ کے مختلف ادوار میں بہت سے گمراہ فرقے ایک مشترکہ حربہ اپناتے رہے ہیں: یعنی اپنے دعووں کو ثابت کرنے کے لیے ناقص دلیل و منطق کا استعمال۔

> ''بہت سے فرقوں، کے سربراہوں نے 'المہدی' ہونے کا دعوی کیا ہے جس کی پیشین گوئی رسول اللہ ﷺ کی ذریعے کی گئی ہے، مثال کے طور پر قرامطیہ، ابن تومرت (سلطنت موحدۃ کا بانی) اور دوسرے لوگوں نے اسی طرح کا اعلان کیا ہے۔ ان میں سے بہت سوں نے یہ دعوی کیا ہے کہ مہدی ان کے فرقے ہی سے (یعنی ان کا سربراہ) ہوا ہے۔ اس بات کا امکان ہے کہ اس سے کچھ لوگوں کا بھلا ہوا ہو لیکن دوسرے لوگوں کا نقصان بھی ہوا۔ میں اپنے دور کے بہت سے شیوخ کو جانتا ہوں جو اس دنیوی زندگی کے تعلق سے زہد اختیار کیے ہوئے ہیں اور انھوں نے اپنی زندگی کو عبادت کے لیے وقف کر رکھا ہے، ان میں سے ہر فرد خود کے بارے میں مہدی ہونے کا یقین رکھتا ہے۔ انھیں بسا اوقات مہدی کہہ کر پکارا بھی جاتا ہوگا، اور جس شخص نے انھیں اس لقب سے پکارا ہے وہ شیطان کے علاوہ کوئی نہیں ہو سکتا۔ ان شیوخ میں سے ایک احمد بن ابراہیم کے حامی اس سے کہتے ہیں: ''محمد تو احمد ہی کی طرح ہے (کیوں کہ نبی ﷺ کا دوسرا نام احمد ہے)؛ اور رہا ابراہیم تو وہ نبی ﷺ کے جد امجد ابراہیم خلیل اللہ کا نام ہے، جب کہ آپ کے والد کا نام ابراہیم ہے۔ اس طرح، آپ کا نام مہدی کے نام کے مشابہ ہے اور آپ کے والد کا نام مہدی کے نام کے مشابہ ہے۔''
>
> شیخ الاسلام ابن تیمیہ [۶۶۱-۷۲۸ھ] - حوالہ: منہاج السنہ (۴/۱۹۵)

احمد بن ابراہیم کے حامیوں نے، سید جون پوری کے متبعین کی طرح، اس کے نام، اس کے والد کے نام اور نبی محمد ﷺ کے نام اور آپ ﷺ

کے والد امجد کے نام کے درمیان ربط قائم کرنے کی کوشش کی۔ پھر اس باہمی ربط کو موقف کے حق میں پیش کیا جس کو انھوں نے گھڑا ہے۔ البتہ یہ ناقص منطق و دلیل جانچ پڑتال کے دائرے میں آتے ہی اس وقت ایک لمحے میں بکھر جاتی ہے جب حدیث کی لفظی تشریح، وسیع پس منظر اور حدیث کے متعلقہ مفہوم کو زیر غور لایا جاتا ہے۔ تاریخ سے تعلق و ربط کو توڑنا مروڑنا اور تشریحات کا اپنی پسند کے مطابق استعمال اس مشترکہ رجحان کو ظاہر کرتا ہے جو ذاتی بیانوں کو تاریخ سے جوڑنے کے لیے حقائق کو مسخ کرنے پر مشتمل ہوتا ہے۔ حالاں کہ انجام کار یہ رجحان ان کے دعووں کی صداقت پر ہی سوالیہ نشانات لگا دیتا ہے۔

خلاصہ:

صحیح احادیث میں یہ مذکور ہے کہ حقیقی مہدی موعود کا نام اور ان کے والد کا نام نبی محمد ﷺ کے نام اور ان کے والد کا نام ایک جیسا ہوگا۔

سید جون پوری کے والد کا نام، یعنی سید خان، حدیث میں پیشین گوئی کے طور پر مذکور نام سے میل نہیں کھاتا، کیوں کہ نبی ﷺ کے والد امجد کا نام عبداللہ تھا۔

سوال کیا گیا تو سید جون پوری نے جواباً اللہ سے پوچھنے کا مشورہ دیا کہ اس نے عبداللہ کی بجائے سید خان کے بیٹے کا خدائی انتخاب کیوں کیا؟

سید جون پوری کا اپنے شجرہ نسب میں موجود تضادات کی وضاحت کے طور پر حکم الٰہی کا سہارا لینا ان کے دعوے کی تصدیق کرنے کے لیے ناکافی ہے، کیوں کہ یہ مہدی کے مزعومہ منصب کے ٹھوس ثبوت کی بجائے ایک کام چلاؤ نوعیت کا جواز فراہم کرتا ہے۔

اس کے علاوہ، سید جون پوری نے یہ دلیل دی ہے کہ نبی ﷺ کا نام محمد عبداللہ تھا، نہ کہ محمد بن عبداللہ۔ اپنے اس دعوے کی وجہ سے کہ نبی ﷺ کے والد کافر تھے انھوں نے عبداللہ نام کو ہی نامناسب قرار دے دیا۔

سید جون پوری کا نام محمد عبداللہ کے بجائے سید محمد ہونے سے خود نبی ﷺ سے اپنی مماثلت قائم کرنے کی جو دلیل انھوں نے پیش کی ہے، اس سے ٹکراؤ ہوتا ہے اور اس طرح مہدی کی حیثیت سے یہ نام ان کے شجرہ نسب کی صداقت کو مجروح کرتا ہے۔

ناقص منطقی بازگشت فرقہ وارانہ سرحدوں کو عبور کرتی ہوئی مذہبی تاریخ کے ہر دور میں سنائی دیتی رہی ہے۔ ابن تیمیہ کی وہ بصیرت جس نے مہدی اور ان کے والد کے نام سے متعلق غلط تشریحات کو چھید کر رکھ دیا ہے، اس بصیرت نے گمراہ فرقوں کے درمیان پائی جانے والی تحریفات کے انداز و اُسلوب پر وسیع انداز میں روشنی ڈالی ہے۔

مقام: ظہور مہدی اور اسلام کی بازیابی

عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ "يَكُونُ اخْتِلَافٌ عِنْدَ مَوْتِ خَلِيفَةٍ فَيَخْرُجُ رَجُلٌ مِنْ أَهْلِ الْمَدِينَةِ هَارِبًا إِلَى مَكَّةَ فَيَأْتِيهِ نَاسٌ مِنْ أَهْلِ مَكَّةَ فَيُخْرِجُونَهُ وَهُوَ كَارِهٌ فَيُبَايِعُونَهُ بَيْنَ الرُّكْنِ وَالْمَقَامِ وَيُبْعَثُ إِلَيْهِ بَعْثٌ مِنَ الشَّامِ فَيُخْسَفُ بِهِمْ بِالْبَيْدَاءِ بَيْنَ مَكَّةَ وَالْمَدِينَةِ فَإِذَا رَأَى النَّاسُ ذٰلِكَ أَتَاهُ أَبْدَالُ الشَّامِ وَعَصَائِبُ أَهْلِ الْعِرَاقِ فَيُبَايِعُونَهُ بَيْنَ الرُّكْنِ وَالْمَقَامِ.........فَيَقْسِمُ الْمَالَ وَيَعْمَلُ فِي النَّاسِ بِسُنَّةِ نَبِيِّهِمْ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَيُلْقِي الإِسْلَامُ بِجِرَانِهِ إِلَى الأَرْضِ فَيَلْبَثُ سَبْعَ سِنِينَ ثُمَّ يُتَوَفَّى وَيُصَلِّي عَلَيْهِ الْمُسْلِمُونَ".

''خلیفہ کی وفات کے وقت اختلاف پیدا ہوگا تو......اہل مدینہ میں سے ایک شخص بھاگتا ہوا مکہ جائے گا۔ مکہ کے کچھ لوگ اس شخص کے پاس آئیں گے اور اس کے نہ چاہتے ہوئے بھی اسے باہر نکال دیں گے۔ پھر لوگ رکن یمانی اور مقام ابراہیم کے درمیان اس سے بیعت کر لیں گے۔ اور شام سے اس کی طرف ایک فوجی دستہ روانہ کیا جائے گا، لیکن یہ دستہ مکہ اور مدینہ کے درمیان بیداء کے مقام پر دھنسا دیا جائے گا۔ پس جب لوگ یہ دیکھیں گے تو شام کے ابدال اور عراق کے افضل ترین لوگ اس کے پاس آئیں گے اور رکن یمانی اور مقام ابراہیم کے درمیان اس کے ہاتھ پر بیعت کر لیں گے......وہ مال کی تقسیم کرے گا اور لوگوں کے درمیان سنت نبی ﷺ کو رائج کرے گا۔ زمین پر اسلام کو غالب کر دے گا۔ وہ زمین پر سات برس قیام کرے گا، پھر اسے وفات دے دی جائے گی اور لوگ اس کی نماز جنازہ پڑھیں گے۔''

راوی: ام سلمہؓ [و۔ ۶۲ھ/ ۶۸۲ء]۔ حوالہ: سنن ابی داؤد ۴۲۸۶؛ صحیح ابن حبان (۱۵/ ۱۵۸) ۶۷۵۷؛ مسند احمد (۶۳۱۶)؛ مستدرک الحاکم (۴/ ۴۳۱) ۸۳۲۸؛ المعجم الاوسط (۲/ ۹۰) ۱۱۷۵؛ مصنف عبدالرزاق (۱۱/ ۳۷۱) ۲۰۷۶۹؛ مصنف ابن ابی شیبہ (۱۴/ ۴۵، ۴۶) ۳۸۳۷۸؛ معجم الکبیر (۲۳/ ۳۹۰/ ۳۹۱) ۹۳۱، ۲۰۳۲۸؛ سیوطی ۲۸۲۱۷۔ درجہ: حسن (حسن)[ع1]

مذکور بالا غیر معمولی حدیث ظہور امام مہدی کے زمانے سے متعلق واقعات کی واضح تصویر پیش کرتی ہے۔ یہ حدیث کئی نمایاں علامتوں سے پردہ ہٹاتی ہے، مثلاً:

ع1 حسن از ابن قیم جوزیہ [691ھ-751ھ] المنار المناف (1/ 145) 110# ۔ امام الہیثمی [909ھ-974ھ] الموارد الضمان (1881) المجمع الزوائد (7315) 12399# ۔ اسی حدیث کو امام ابن حبان [271ھ 354ھ] نے اپنی صحیح میں "حدیث صحیح" قرار دیا ہے، (15/ 158)۔

① -ایک خلیفہ یا حاکم کی وفات کے بعد اقتدار کے جدوجہد یا سیاسی رسہ کشی

جس زمانے (۹۰۱ ہجری مطابق ۱۴۹۵ء) میں سید جون پوری نے مہدی ہونے کا دعوی کیا تھا، اس دوران پیش آنے والے تاریخی حقائق کا جائزہ لیتے ہیں تو یہ بات واضح ہوجاتی ہے کہ اس وقت کسی خلیفہ یا حاکم کی وفات کے بعد کوئی نمایاں سیاسی تصادم یا جانشینی کو لے کر جھگڑے کا واقعہ پیش نہیں آیا تھا۔ اس زمانے میں مسلم دنیا بنیادی طور پر خلافت عثمانیہ کے ماتحت تھی اور ۸۸۶ ہجری (۱۴۸۱ء) سے لے کر ۹۱۸ ہجری (۱۵۱۲ء) تک سلطان بایزید ثانی کے پاس اقتدار تھا۔ اس کے علاوہ ہندوستان میں مغلیہ سلطنت، ایران میں صفوی سلطنت کا بھی ظہور نہیں ہوا تھا، جس سے مزید اس بات پر روشنی پڑتی ہے کہ اس زمانے میں کوئی نمایاں سیاسی انقلاب نہیں آیا تھا۔ اس لیے اس وقت کا تاریخی پس منظر پیشین گوئی میں مذکور اس علامت سے کوئی میل نہیں کھاتا کہ کسی خلیفہ یا حاکم کی وفات ہوجانے پر اقتدار کو لے کر کوئی قابل ذکر تنازع ہوگا۔

② -مدینہ کا ایک شخص مکہ میں پناہ لے گا، جو کہ پیش آمدہ واقعات میں اس کی اہمیت کو اجاگر کرے گا

مہدوی مرشدین حدیث میں مذکور لفظ 'مدینہ'[1] کی تشریح خاص طور سے شہر نبی ﷺ، جو کہ مدینہ منورہ کے طور پر معروف ہے، کی طرف منسوب کرنے کی بجائے کسی بھی شہر کی نشان دہی کے طور پر کرتے ہیں۔ عوام کو گمراہ کرنے کی غرض سے وہ اپنی اس تشریح کی تائید وحمایت میں قرآن کی متعدد آیات کا حوالہ دیتے ہیں جن میں لفظ 'مدینہ' عام مفہوم میں آیا ہے۔ مثلاً:

وَقَالَ نِسْوَةٌ فِي الْمَدِينَةِ امْرَأَتُ الْعَزِيزِ تُرَاوِدُ فَتَاهَا عَن نَّفْسِهِ ۖ قَدْ شَغَفَهَا حُبًّا ۖ إِنَّا لَنَرَاهَا فِي ضَلَالٍ مُّبِينٍ.

اور شہر میں عورتیں گفتگوئیں کرنے لگیں کہ عزیز کی بیوی اپنے غلام کو اپنی طرف مائل کرنا چاہتی ہے اور اس کی محبت اس کے دل میں گھر کر گئی ہے۔ ہم دیکھتی ہیں کہ وہ صریح گمراہی میں ہے۔ (سورۂ یوسف:30)

فَأَرْسَلَ فِرْعَوْنُ فِي الْمَدَائِنِ حَاشِرِينَ.

تو فرعونیوں نے شہروں میں نقیب روانہ کیے۔ (سورۃ الشعراء:53)

وَأَمَّا الْجِدَارُ فَكَانَ لِغُلَامَيْنِ يَتِيمَيْنِ فِي الْمَدِينَةِ وَكَانَ تَحْتَهُ كَنزٌ لَّهُمَا وَكَانَ أَبُوهُمَا صَالِحًا......

اور جو دیوار تھی سو وہ دو یتیم لڑکوں کی تھی (جو) شہر میں (رہتے تھے) اور اس کے نیچے ان کا خزانہ (مدفون) تھا اور ان کا باپ ایک نیک آدمی تھا۔ (سورۃ الکہف:82)

اس طرح کی اور بھی بہت سی آیات ہیں، تاہم تفسیر قرآن کے اس اصول کو ذہن میں رکھنا ضروری ہے جو یہ کہتا ہے کہ [قرآنی] آیات کی تفسیر نزول وحی کے زمانے اور مقام کو ذہن میں رکھ کر کی جانی چاہیے۔ ایسی صورت میں جب کہ پس منظر اور سیاق وسباق ایسے واقعات کی طرف اشارہ کرتا ہو جو بھی

---

[1] علاوہ ازیں، جزو جملہ ''شہر کے باشندوں میں سے ایک آدمی'' استعمال کیے جانے والے مخصوص زباندانی کلمات/اظہار سے متباین ہے،؛ اور حضرت محمد ﷺ کی فصاحت وخوش بیانی حدیث کی حرف حرف اور ہو بہو تشریح کو یقینی بناتی ہے، جو اس بات پر دلالت کرتی ہے کہ مدینہ کے شہر سے خاص طور پر ''مدینہ'' ہی مراد ہے اور یہ کسی دوسرے شہر کی طرف عام حوالہ نہیں ہے۔

کے زمانے میں یا آپؐ کی موجودگی میں پیش نہیں آیے ہوں تو لفظ 'مدینہ' سے کوئی بھی شہر مراد لیا جاسکتا ہے۔ لیکن جب قرآن خاص طور سے نبیؐ کے زمانے کے واقعات یا مستقبل کے واقعات کا ذکر کرتے ہوئے 'مدینہ' لفظ استعمال کرتا ہے تو اس لفظ سے مخصوص طور پر شہر نبی یا مدینۃ نبیؐ مراد ہوتا ہے۔

آیئے میں آپ کو ان آیات سے روبرو کراتا ہوں جن میں لفظ مدینہ آیا ہے اور ان سے صرف اور صرف مدینۃ نبیؐ مراد ہے۔

يَقُوْلُوْنَ لَئِنْ رَّجَعْنَآ اِلَى الْمَدِيْنَةِ لَيُخْرِجَنَّ الْاَعَزُّ مِنْهَا الْاَذَلَّ وَلِلّٰهِ الْعِزَّةُ وَلِرَسُوْلِهٖ وَلِلْمُؤْمِنِيْنَ وَلٰكِنَّ الْمُنٰفِقِيْنَ لَا يَعْلَمُوْنَ.

کہتے ہیں کہ اگر ہم لوٹ کر مدینے پہنچے تو عزت والے ذلیل لوگوں کو وہاں سے نکال باہر کریں گے۔ حالانکہ عزت اللہ کی ہے اور اس کے رسول کی اور مومنوں کی لیکن منافق نہیں جانتے۔ (سورۃ المنافقون:63)

وَمِمَّنْ حَوْلَكُمْ مِّنَ الْاَعْرَابِ مُنٰفِقُوْنَ وَمِنْ اَهْلِ الْمَدِيْنَةِ مَرَدُوْا عَلَى النِّفَاقِ لَا تَعْلَمُهُمْ نَحْنُ نَعْلَمُهُمْ سَنُعَذِّبُهُمْ مَّرَّتَيْنِ ثُمَّ يُرَدُّوْنَ اِلٰى عَذَابٍ عَظِيْمٍ.

اور تمہارے گردونواح کے بعض دیہاتی منافق ہیں اور بعض مدینے والے بھی نفاق پر اَڑے ہوئے ہیں، تم انہیں نہیں جانتے ہم جانتے ہیں۔ ہم ان کو دوہرا عذاب دیں گے۔ پھر وہ بڑے عذاب کی طرف لوٹائے جائیں گے۔ (سورۃ التوبہ:101)

جب مہدوی مرشدین دوسروں کے سامنے یہ چیلنج پیش کرتے ہیں کہ ایسی کوئی حدیث دکھائی جائے جس میں ''امام مہدی مدینہ منورہ سے ہوں گے'' کا جملہ استعمال ہوا ہو، تو ٹھیک اسی طرح یہ بھی ضروری ہو جاتا ہے کہ وہ قرآن سے ایسی آیت نکال کر دکھائیں جس میں مدینہ نبوی سے متعلق آیت میں مدینہ کے ساتھ 'منوّرہ' کی صفت بھی مذکور ہوئی ہو۔ [قرآن کے اندر] ایسی کسی مثال کا نہ ہونا مذکورہ بالا آیات کی ایسی تشریح پر سوالیہ نشان لگا دے گا جس میں مدینہ سے مراد شہر نبی کے علاوہ کوئی اور بستی مراد لی گئی ہو۔

اس الجھن کو دور کرنے کے لیے چند احادیث پر نظر ڈالتے ہیں:

عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: المدينةُ حرامٌ من كذا إلى كذا، لا يُقطعُ شجرُها، ولا يُحدَثُ فيها حدثٌ، من أحدث فيها حدثًا، أو اٰوی محدِثًا، فعليه لعنةُ اللهِ، والمَلائكةِ، والناسِ أجمعين۔

''مدینہ، فلاں مقام سے لے کر فلاں مقام تک حرم ہے۔ اس کا نہ کوئی درخت کاٹا جائے، نہ ان حدود میں کوئی بدعت واقع کی جائے۔ جس نے کسی بدعت کو ایجاد کیا تو اس پر اللہ، اس کے فرشتوں اور تمام انسانوں کی لعنت ہو۔''

راوی: انس بن مالکؓ [و۔ ۹۳ھ/ ۷۱۱ء] ۔حوالہ: صحیح البخاری ۷۱۸۶؛ صحیح مسلم ۱۳۶۶؛ سنن الترمذی ۲۱۲۷؛ سنن ابی داؤد ۲۰۳۴۔

درجہ: متفق علیہ، صحیح، روایت صحیح؛ امام بخاری 256-194ھ اور امام مسلم 261-202ہجری

مذکورہ بالا حدیث کو بنیاد بنا کر کیا کوئی شخص یہ کہہ سکتا ہے کہ اس میں جس مدینہ کا حوالہ دیا گیا ہے وہ کوئی بھی شہر ہو سکتا ہے؟ کیوں کہ حدیث میں المدینہ کے ساتھ 'الْمُنَوَّرَة' کا لفظ تو ہے ہی نہیں؟ اگر اس سے مراد کوئی بھی شہر ہو سکتا ہے تو اس کا مطلب [دنیا کا] ہر شہر حرم ہے اور اس پر حرم

کے قوانین واصول لاگو ہوتے ہیں۔ یہ ایک [المدینہ سے مراد کوئی بھی شہر ہونا] بے بنیاد دعوی ہے۔

نبی ﷺ نے اپنے ایک ارشاد گرامی میں خود بھی اپنے شہر کے ساتھ 'منورہ' کا اضافہ کیے بغیر صرف مدینہ ہی کہا ہے۔

عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ:

"أُمِرْتُ بِقَرْيَةٍ تَأْكُلُ الْقُرَى يَقُولُونَ يَثْرِبُ، وَهِيَ الْمَدِينَةُ، تَنْفِي النَّاسَ كَمَا يَنْفِي الْكِيرُ خَبَثَ الْحَدِيدِ"

''مجھے حکم دیا ہے کہ میں اس بستی کی طرف ہجرت کر جاؤں جو بستیوں کو کھا جائے (فتح کر لے) گی، لوگ اسے یثرب کہتے ہیں، حالاں کہ وہ مدینہ ہے جو لوگوں کو اس طرح کھرا کر دیتا ہے جس طرح بھٹی لوہے کی گندگی کو نکال کر اسے کھرا کر دیتی ہے۔''

راوی: ابو ہریرہؓ [و۔۶۱ھ/ ۶۸۱ء]۔حوالہ: صحیح البخاری ۱۸۷۱؛ صحیح مسلم ۱۳۸۲؛ الموطا مالک (۴۵/ ۵)۔

درجہ: متفق علیہ، صحیح، روایت صحیح؛ امام بخاری 256-194ھ اور امام مسلم 261-202 ہجری

اس کتاب کی یہ حدیث (نمبر۳) صاف طور یہ بتاتی ہے کہ مکہ سے ایک شخص مدینے کی طرف ہجرت کرے گا۔ ہم یہ جانتے ہیں کہ نبی ﷺ کی گفتگو انتہائی فصیح، واضح اور جامع ہوا کرتی ہے۔ اس لیے نبی ﷺ لفظ مدینہ کو لغوی معنی میں اس طرح کیوں استعمال فرمائیں گے جو ان کے شہر (مدینہ نبی/ مدینہ منورہ) کے برعکس ہو۔

مزید برآں یہ کہ پیشین گوئی میں مکے اور مدینے کا ایک ساتھ ذکر اس دلیل کو مضبوطی عطا کرتا ہے کہ 'مدینہ' سے متعینہ طور پر شہر نبی (مدینہ نبی) مراد ہے۔

''حضرت مہدی کا ظہور سب سے پہلے حرمین (مکہ و مدینہ) میں ہوگا'' ملّا علی القاری (و۔ ۱۰۱۴ھ/ ۱۶۰۵ء)۔حوالہ: شرح فقہ الاکبر ص: ۱۳۶)

علاوہ ازیں امام مہدی کے مدینہ، یعنی اس سرزمین جہاں نبی ﷺ کی تشریف آوری کے بعد اسلام پھلا پھولا اور پھیلا، میں ظہور فرمانے میں ایک ''غیر معمولی حکمت'' ہے۔ مدینہ حرمت وتقدس اور برکتوں کا شہر اور نبی اکرم ﷺ کی مقدس آرام گاہ ہے۔

یہ بات موزوں اور مناسب ہوگی کہ وہی سرزمین، جہاں اسلام کا قیام اور اس کا فروغ ہوا تھا، وہ ایک بار پھر اسلام کو تازہ دم کرتے ہوئے امام مہدی کے ظہور کے لیے بھی نبوی سنت کو زندہ کرے۔

علاوہ ازیں یہ بات بھی نوٹ کرنے کے لائق ہے کہ خود مہدوی لٹریچر کے مطابق سید جون پوری نے کبھی شہرِ نبی، یعنی مدینے میں قدم تک نہیں رکھا۔ یہ بات بھی ان کے مہدی ہونے کے دعوے کی صداقت پر سوالیہ نشان لگاتی ہے، کیوں کہ پیشین گوئی میں خاص طور سے مدینے سے تعلق رکھنے والے شخص کا ذکر ہے۔

اس کا مطلب شہرِ مدینہ سے ان کا کوئی تعلق اور واسطہ نہیں ہے۔ مدینے سے راست تعلق نہ ہونا سید جون پوری کے دعوے کو مزید کمزور کر دیتا ہے اور ان کے مہدی ہونے کی حیثیت کو غلط قرار دیتا ہے۔

نتیجہ یہ سامنے آیا کہ اگر چہ تشریحات مختلف ہوسکتی ہیں، تاہم جو شواہد موجود ہیں وہ یہ ظاہر کرتے ہیں کہ پیشین گوئی میں 'مدینہ' کی جو اصطلاح استعمال ہوئی ہے، وہ متعینہ طور پر شہرِ نبی کی طرف اشارہ کرتی ہے۔ یہ دعوی کہ مدینہ سے مراد کوئی بھی شہر ہوسکتا ہے، اس دعوے کو حقائق پر مبنی حمایت حاصل نہیں ہے۔ یہ چیز بھی سید جون پوری کے دعوی مہدویت کو کمزور کرتی ہے کیوں کہ ان کا تعلق تو جون پور سے ہے، نہ کہ مقدس شہرِ مدینہ سے۔ پیشین گوئی اور سید جون پوری کی پیدائش کے درمیان تفاوت وفرق مہدی موعود ہونے کے ان کے دعوے پر شکوک وشبہات کو ہی مضبوطی فراہم کرتا ہے۔

۳- اہل مکہ انھیں پہچان لینے کے بعد بے تابی کے ساتھ ان کی طرف بڑھیں گے اور مہدی سے اپنی بیعت کا اعلان کریں گے

جو مہدوی مرشدین یہ دعوی کرتے ہیں کہ اس حدیث میں مہدی کو ان کے نام کے ساتھ ذکر نہیں کیا گیا ہے، ان کے اس دعوے کا سادہ سا جواب یہ ہے کہ وہ حدیث کا آخری حصہ دوبارہ پڑھیں۔

''وہ جائیدادوں کی تقسیم کرے گا، اور لوگوں پر نبی کی سنت کے ذریعے حکومت کرے گا اور زمین پر اسلام کو قائم کرے گا۔ وہ سات برس زندہ رہے گا، اس کے بعد اس کی وفات ہوجائے گی اور مسلمان اس کی نماز جنازہ پڑھیں گے۔''

اس کے علاوہ بھی دوسری احادیث ہیں جن کا حوالہ ہم پہلے دے چکے ہیں اور آئندہ ابواب میں بھی ان کا ذکر کریں گے کہ یہ خصوصیات اور اوصاف صرف مہدی موعود سے متعلق ہیں، اور ان کا نام ان احادیث میں واضح طور پر مذکور ہے۔

علمائے حدیث کے مطابق ایک اصول یہ ہے کہ اگر کسی ایک واقعے سے متعلق مروی مختلف احادیث موجود ہوں اور ان میں سے بعض مختصر اور غیر واضح ہوں، جب کہ دوسری تفصیل کے ساتھ ہوں تو تفصیل والی احادیث کو مختصر اور غیر واضح احادیث کی تشریح شمار کیا جائے گا۔

ایک اور اہم نقطہ یہ ہے کہ شروع میں جن لوگوں کی طرف سے امام مہدی کے ہاتھوں پر بیعت کیے جانے کا گمان ہے وہ مکہ کے لوگ ہوں گے، جیسا کہ حدیث میں واضح طور پر مذکور ہے۔ اہلِ مکہ پر اس پہلو سے زور دینا کہ وہ امام مہدی کو تلاش کریں گے اور رضامندی کے ساتھ ان سے عہدِ وفاداری استوار کریں گے، اس پہلو کو نمایاں کرتا ہے کہ اہل مکہ کی طرف سے مہدی کی قیادت کا اعتراف کیا جائے گا اور اس قیادت کو قبول کرلیا جائے گا۔

اس سے ظاہر ہوتا ہے کہ وہ اس قائد ورہنما کے کردار کو سمجھ لیں گے اور زمین پر اسلام کی بنیادوں اور عدل وانصاف کو قائم کرنے کی جدوجہد میں جوش وجذبے کے ساتھ ان کی حمایت کریں گے۔ مزید برآں، حدیث کا یہ پہلو امام مہدی اور اہلِ مکہ کے درمیان رابطے کو قوت کے ساتھ پیش کرتا ہے، اور پیشین گوئی کی تکمیل کے لیے ایک اہم بنیاد فراہم کرتا ہے۔

آیئے اب اس بات کا جائزہ لیتے ہیں کہ کیا اہلِ مکہ نے سید جون پوری کے مہدی ہونے کے دعوے کو قبول کیا ہے:

۹۰۱ ہجری (۱۴۹۵ء) میں سید محمد جون پوری نے اپنے چند متبعین کے ساتھ مکہ مکرمہ کا سفر کیا تھا۔ اسی سال انھوں نے طواف بھی کیا تھا اور رکن یمانی اور مقام ابراہیم کے درمیان اپنے مہدی ہونے کا اعلان بھی کیا تھا۔ اس دوران ان کے دو ساتھیوں، یعنی شاہ نظام اور قاضی علاء الدین اور ایک عرب نے ان کے ہاتھ پر بیعت کی تھی۔ یہ اعلان ان کی طرف سے مہدی ہونے کا پہلا اعلان سمجھا جاتا ہے۔ سید جون پوری نے مکہ میں چند ماہ سے

زیادہ قیام نہیں کیا، اور مدینہ منورہ میں روضہ رسول کی زیارت سے شرف یاب ہوئے بغیر واپس ہندستان چلے آئے۔ [وہاں سے واپس آکر] انھوں نے احمد آباد کی تاج خان بن سالار مسجد میں سکونت اختیار کی۔ (حوالہ: مرآت سکندری از سکندر بن محمد معروف بہ منجو بن اکبر، ص: ۱۳۶)

> امام مہدی نے طواف مکمل کیا۔ اس کے بعد اللہ کے حکم کے مطابق، مقام ابراہیم اور رکن یمانی کے درمیان عالم لوگوں کے ایک بڑے اجتماع کے درمیان مہدی ہونے کا دعوی پیش کیا اور فرمایا: ''جو میری اتباع کرے وہ مومن ہے۔'' اس موقع پر دو مہاجر صحابہ، حضرت بندگی میاں شاہ نظام اور حضرت قاضی علاء الدین نے کہا: ''آمنّا و صدّقنا [ہم ایمان لائے اور ہم نے تصدیق کی] (یعنی سید جون پوری کی مہدی کی حیثیت میں تصدیق وتوثیق کرتے ہیں)۔ امام کے بعض اصحاب اور دیگر افراد نے بھی بیعت کی۔ پھر امام نے قرآنی آیات کی روشنی میں اپنا بیان شروع کیا۔ اس کے بعد بعض عرب بھی آگے بڑھے اور انھوں نے نے بھی امام کے ہاتھ پر بیعت کی۔ امام کے بعض اصحاب نے حضرت امام مہدی سے پوچھا کہ انھوں نے باقی دوسرے اصحاب کو بیعت کرنے پر مجبور کیوں نہیں کیا، تو امام نے فرمایا: ''اللہ کا یہ حکم آیا ہے کہ مہدیت کے ثبوت کے لیے دو گواہ کافی ہیں۔''
>
> حوالہ: مہدوی لٹریچر۔ شواہد ولایت از بندگی میاں سید برہان الدین ص: ۴۷

جیسا کہ آپ دیکھ سکتے ہیں کہ مذکور بالا نقلیات (اقوال سید جون پوری) واضح طور سے یہ بتاتی ہیں کہ چند افراد کی بہت چھوٹی تعداد نے، بنیادی طور پر جو کہ ان کے ہندوستانی پیرو کار ہی تھے، انہوں نے ان کے ہاتھ پر بیعت کی تھی۔ یہاں ایک سوال پیدا ہوتا ہے:

اہل مکہ کی طرف سے وسیع پیمانے پر ان کی مہدویت کے اعتراف اور ان کے ہاتھ پر بیعت کا عمل کہاں پیش آیا؟

اہلِ مکہ کی جانب سے حمایت حاصل نہ ہونا اور ساتھ ہی بیعت کرنے والی تعداد کا انتہائی قلیل ہونا، دعوی مہدویت کی معتبریت کو کمزور کر دیتا ہے۔ اس کے علاوہ، سید جون پوری کا دفاع، خدائی مشیت سے ان کی بیعت کرنے والوں کی قلیل ترین تعداد کا ذکر اس مسئلے کو مصدقہ شہادت یا اس مسئلے کی منطقی وضاحت کرنے میں ناکام ہے۔ اس سے بھی مہدی موعود ہونے کے ان کے دعوے کی کمزوری واضح ہوتی ہے۔

۴۔ آغاز میں امام مہدی قیادت ورہنمائی کے منصب کو قبول کرنے سے ہچکچائیں گے اور اس کی خواہش سے گریز کریں گے:

جیسا کہ حدیث مذکورہ میں ذکر ہے، امام مہدی کے یہاں مسلمانوں کی خلافت کا چارج سنبھالنے کی خواہش کا نہ ہونا انھیں عوام کے سامنے مہدی ہونے کا دعوی کرنے سے روکے گا، اس کی بجائے ان کے متبعین کی طرف سے انھیں بیعت لینے پر مجبور کیا جائے گا۔ اس حقیقت کے برخلاف سید جون پوری نے واضح اور زبانی طور پر اپنے بارے میں خود ہی مہدی ہونے کا دعوی کیا ہے، جیسا کہ اس کا ثبوت مذکور بالا 'نقلیات' میں موجود ہے۔ یہ تضاد بھی ان کے دعوے کی صداقت پر مزید سوالیہ نشان کھڑا کرتا ہے۔

سید جون پوری کے حامیین [منصب مہدویت کو قبول کرنے سے متعلق ان کی] جھجک کا جواز یہ کہہ کر پیش کرتے ہیں کہ وہ [سید جون پوری] دل سے [اندرونی طور پر] جھجک ہی رہے تھے، لیکن اللہ کی طرف سے انھیں مجبور کیا گیا کہ وہ علانیہ طور پر اس کا دعوی کریں۔ حالاں کہ احادیث کی رو سے عوام ہی ہوں گے، اور خاص طور سے مکہ کے عوام ہوں گے جو دوسری علامتوں کی بنیاد پر مہدی کو پہچان لیں گے اور رضامندی کے ساتھ ان پر بیعت کر لیں گے، اور انھیں خود اپنے مہدی ہونے کا دعوی کرنا ہی نہیں پڑے گا۔

اس کے علاوہ یہ بات بھی قابل ذکر ہے کہ کوئی بھی شخص جو خود کے بارے میں مہدی ہونے کا دعوی کرتا ہے وہ خود بخود جھوٹے مدعیان کی فہرست میں شامل ہوجاتا ہے۔ حقیقی مہدی کبھی بھی علی الاعلان مہدی ہونے کا دعوی نہیں کرے گا، بلکہ اس کے بجائے لوگ انھیں ان کی علامتوں سے پہچانیں گے اور ان کی حمایت کریں گے۔

''امام مہدی نے یہ بات ہمیشہ کہی ہے کہ مسلسل اٹھارہ برس تک خدائی محبوبیت میں شامل کرنے کے بعد سے اللہ تعالیٰ ان سے کسی واسطے (فرشتے کی وساطت) کے بغیر بار بار یہ کلام فرما تا رہا ہے کہ: ''اے سید جون پوری! تم مہدیِ موعود ہو۔'' امام نے کہا: ''اس بندے نے بہت سی معذرتیں پیش کیں اور خاموش رہا۔ اس بندے نے عاجزی کے ساتھ اسے قبول کیا اور عرض کیا: ''اے اللہ تعالی، بہت بھاری بوجھ ہے۔ تو یہ جس کے کندھے پر رکھنا چاہتا ہے رکھ دے۔''

امام نے کہا: ''میں یہ بات کسی الہام، یا خواب کے دوران، یا نیند اور بیداری کی درمیانی کیفیت کے دوران پیش آنے والے کسی تجربے کی بنیاد پر نہیں کہتا ہوں۔ میں یہ بات مکمل طور پر اس حکم الہی کی بنیاد پر کہتا ہوں جو کئی برسوں تک آتا رہا ہے (جو براہ راست اور کسی وسیلے کے بغیر آیا کرتا تھا) کہ ''کہ تو مہدی موعود ہے، اس کا اعلان کر۔'' پھر بھی یہ بندہ خاموش رہا اور اپنے اس دعوے کا اعلان نہیں کیا، البتہ اب کی بار حکم الہٰی اس تاکید کے ساتھ آیا ہے کہ ''جاؤ، مہدی ہونے کا اعلان کرو۔ لوگوں کو اللہ کی طرف بلاؤ۔ تم لوگوں سے تو ڈر رہے ہو، لیکن مجھ سے نہیں ڈر رہے ہو۔''

امام مہدی نے کہا: ''اللہ تبارک وتعالیٰ نے حکم دیا ہے: ''اے سید محمد! اپنے مہدی ہونے کا اعلان کردو، ورنہ ہم تمھارے ساتھ ظالموں والا سلوک کریں گے۔'' اس پر حضرت امام مہدی نے کہا: ''بندے کے پاس اس حکم کی اطاعت کے سوا کوئی چارہ نہیں تھا۔ سر تسلیم خم کردینے کے سوا کوئی راستہ نہیں تھا۔''

(حوالہ: مہدی لٹریچر۔ شواہد ولایت از بندگی میاں سید برہان الدین، ص: ۱۲۰ - ۱۳۰)

علاوہ ازیں، یہ بات بھی نوٹ کرنے کے لائق ہے کہ مہدوی لٹریچر کے مطابق سید جون پوری نے یہ دعوی ایک بار نہیں، بلکہ تین بار کیا۔

دعوی مہدویت کا پہلا واقعہ ۹۰۱ ہجری میں پیش آیا۔ دوسری بار مہدویت کا دعوی ۹۰۳ ہجری میں احمد آباد میں ہوا، جب مذہبی علماء نے انھیں شہر بدر کرنے کا فرمان جاری کیا۔ اس فرمان کے جواب میں سید جون پوری نے کہا: ''میں تمھیں خدائی سچائی کا مظاہرہ کراتا ہوں۔ تم خاکستر کردیے جاؤ گے۔'' تیسری بار دعوی ۹۰۵ میں کیا گیا تھا۔ یہ دعوی اپنے اس دعوے کی سچائی میں کیا گیا تھا۔ یہ دعوی گجراتی زبان میں کیا گیا تھا۔''

حوالہ: سیرت امام مہدی موعود، ص: ۷۰ - ۷۶؛ مطلع الولایت، ص: ۶۰؛ شواہد ولایت، ص: ۲۵۳

اب یہاں جو سوال پیدا ہوتا ہے وہ یہ ہے کہ کیا نبی ﷺ کا ایسا کوئی ارشاد موجود ہے جس میں یہ ذکر کیا گیا ہو کہ مہدی موعود اپنے دعوے کو تین بار دہرائیں گے اور اسے گجراتی زبان میں بھی دہرائیں گے؟ اس کے علاوہ سید جون پوری کی طرف سے مبینہ حکم الہی کو ماننے میں آنا کانی کرنا خود ان کی معتبریت پر سوالیہ نشان کھڑا کرتا ہے، کیوں کہ ایسا کرنے سے اللہ کے حکم کی خلاف ورزی لازم آتی ہے۔

یہ بات بھی انتہائی قابل غور رہے کہ کہ ابلیس کی بھی اسی لیے مذمت کی گئی ہے کہ اس نے اللہ کے اس حکم کی نافرمانی کی تھی کہ آدم علیہ السلام کو سجدہ کرے۔ اگر سید جون پوری کو، خود ان کے دعوے کے مطابق، کسی پیغام بر یا فرشتے کے توسط کے بغیر راست وحی یا حکم موصول ہوا تھا اور اس کے باوجود بھی انھوں نے اس حکم کی کامل اطاعت نہیں کی تو کم سے کم یہ تو کہا ہی جاسکتا ہے کہ یہ شخص صاف طور پر ایسا کوئی شخص نہیں ہے کہ اس کی پیروی کی جائے کیوں کہ اس نے خود اللہ کے راست حکم کی پیروی نہیں کی۔

⑤-بیعت مہدی کا اہم مرحلہ رکن یمانی اور مقام ابراہیم کے درمیان پیش آئے گا، جوظہور مہدی کی نمایاں ترین علامت ہوگا۔

مہدوی لٹریچر میں جس بیعت کا ذکر ہے اس کے بارے میں سمجھا جاتا ہے کہ وہ رکن یمانی اور مقام ابراہیم کے درمیان واقع ہو چکی ہے۔تاہم قابل لحاظ بات یہ ہے کہ (مہدوی لٹریچر میں مذکور) یہ واقعہ قابل اعتماد حوالوں کی تصدیق سے محروم ہے۔

یہ بات اس واقعے کے درست ہونے پر سوالیہ نشان قائم کرتی ہے۔حتی کہ اگر ہم فرض کر بھی لیں کہ بیعت واقع ہوئی تھی اور سید جون پوری نے اپنے چند پیروکاروں کی موجودگی میں، جنہوں نے بیعت کی تھی، خود کے بارے میں مہدی ہونے کا اعلان کیا تھا، تو تنہا یہ بات بھی ان کے دعوے کی صداقت کو ثابت نہیں کرتی۔مہدی سے متعلق دوسری علامات اور کسوٹیوں کی عدم موجودگی مجموعی طور پر ان کے پورے دعوے پر شک کی چادر تان دیتی ہے۔

اس کی ایک وضاحتی مثال اس نکتے کو نمایاں کر کے سامنے لاتی ہے، **جھیمن العتیبی** کی شورش کا واقعہ ہے جو ۱۹۷۹ میں پیش آیا تھا۔ان لوگوں نے بھی اپنے درمیان میں سے ایک مہدی موعود کے ظاہر ہونے کا اعلان کیا تھا اور رکن اور مقام ابراہیم کے درمیان بیعت لی تھی۔لیکن کیوں کہ وہ باقی دوسری علامات اور کسوٹیوں پر کھرے اترنے میں ناکام رہے تھے، اس لیے ان کا دعوی انجام کار بے بنیاد ہی ثابت ہوا۔

یہ واقعہ اسی بات کی یاددہانی کراتا ہے کہ دوسرے مضبوط اور ٹھوس شواہد کی عدم موجودگی میں محض ایک مخصوص مقام پر بیعت لے لینے سے کسی کا دعوی برحق ثابت نہیں ہو جاتا۔

⑥-زیادہ پرانی بات نہیں ہے!

مکے کی ایک تاریخی صبح تھی، اور ۱۴۰۰ ہجری کے پہلے مہینے کا پہلا دن تھا۔مختصر یہ ہے کہ نئی اسلامی صدی طلوع ہو رہی تھی۔فاسقوں کا ایک گروہ خفیہ طور سے کعبہ مقدسہ کے اندر داخل ہو گیا، جو اسلحے اور گولے بارود سے لیس تھا۔صحیح اندازے کے ساتھ انھوں نے بے خبر نمازیوں کے سامنے ایک شخصیت سے پردہ اٹھایا اور یہ دعوی کیا کہ وہ وہی مہدی ہے جس کا طویل عرصے سے انتظار تھا۔اپنے اسلحوں کو لہراتے ہوئے انھوں نے نمازیوں کو اس بات پر مجبور کیا کہ اس شخص کو مہدی موعود تسلیم کریں۔مقدس۔کعبے کے حضور میں ان لوگوں نے اس شخص کی مفروضہ قیادت کو مستحکم کرتے ہوئے اس کے ہاتھ پر بیعت کر لی۔ محمد بن عبداللہ القحطانی اپنے برادر نسبتی جھیمان العتیبی کے ذریعے سے مہدی قرار دیا گیا تھا۔یہ خبر تیزی سے پھیلی، جس نے بہت سے سعودی باشندوں کے دلوں میں تفریق پیدا کر دی، جن میں وہ فوجی سپاہی بھی شامل تھے جنھیں حال ہی میں تعینات کیا گیا تھا۔فضا پر ایک غیر یقینی کی صورت حال غالب آ گئی تھی۔ اگر اس دعوی میں تھوڑی بہت سچائی ہے تو کیا ہو؟ اگر مہدی موعود کا ظہور ہو چکا ہے تو اب کیا ہوگا؟

بادشاہ حیرت واضطراب کی حالت میں رہنمائی کا طالب ہوا کہ اس کے سپاہیوں کو کیا کرنا چاہیے، کیوں کہ اگر فوج حقیقی مہدی پر حملہ آور ہوتی ہے تو وہ زمین میں دھنسا دی جائے گی۔سپاہی خانہ خدا کی حدود میں رہتے ہوئے مزاحمت کی شرعی ممانعت سے باخبر تھے، اس لیے انھوں نے اس پر غور وخوض کیا کہ اس مقدس مقام کی حرمت کو کیسے بچایا جائے، جہاں پر کہ گھس پیٹھیوں نے نمازوں میں خلل پیدا کر دیا ہے اور طواف کو موقوف کر دیا ہے۔

سعودی حکام نے عجلت میں کسی بھی قسم کی جارحیت کا طریقہ اختیار کرنے کی بجائے ایک نپا تلا قدم اٹھایا۔انھوں نے عالم عرب کے علماء کا اجلاس طلب کیا تا کہ مفروضہ مہدی کے دعوے کا گہرائی کے ساتھ جائزہ لیا جاسکے۔اس بحرانی صورت حال میں ۱۳۰ افراد پر مشتمل پائے کے علماء کی ایک کونسل تشکیل کی گئی، جس میں علامہ ابن باز اور ابن راشد بھی شامل تھے۔علماء کی اس کونسل کے سامنے ایک سنگین ذمے داری آپڑی تھی۔انھیں حملہ آوروں کے اس دعوے کی صداقت کو معلوم کرنا تھا۔علماء نے تندہی سے مہدی موعود کے ظہور کی علامتوں اور پیشین گوئیوں کی جانچ پڑتال کی اور ان علامتوں اور پیشین گوئیوں کو محمد بن عبداللہ القحطانی کی صفات واوصاف سے جوڑ کر دیکھا۔مکمل جائزے کے بعد علماء اس نتیجے پر پہنچے کہ محمد بن عبداللہ القحطانی اس معیار پر پورا نہیں اترتا جس کا نقشہ پیشین گوئیوں میں کھنچا گیا ہے۔علماء نے اس بات پر اتفاق کیا کہ حقیقی مہدی کی آمد سے پہلے پیش آنے والی جن باتوں کا ذکر پیشین گوئیوں میں کیا گیا ہے، وہ ابھی پوری ہی نہیں ہوئیں۔یہ بات صاف ہے کہ محمد بن عبداللہ القحطانی جعل ساز وفریب ساز ہے، جھوٹا دعوے دار ہے جس کے اندر مہدی منتظر کی خصوصیات واوصاف موجود نہیں ہیں۔

حوالہ: ماخوذ از:۔,:The Siege of Mecca

The Forgotten Uprising in Islam's Holiest Shrine by Yaroslav Trofimov pg. 99-101

دلچسپ بات یہ ہے کہ جہیمان کے برادر نسبتی یعنی محمد بن عبداللہ القحطانی کی شخصیت میں مہدی سے متعلق ایسی متعدد علامتیں دکھائی دیں جن کا پیشین گوئی میں ذکر ہے، اور یہ چیز اس پہلو سے [اس دعوے کی دوڑ] میں سید جون پوری کو پیچھے چھوڑ دیتی ہے۔معیار پر اترنے والی ان علامتوں میں سے ایک تو یہ ہے کہ محمد القحطانی کے والد کا نام عبداللہ تھا۔ایک اس بات کا ثبوت کہ اس کا شجرہ نسب قبیلہ قریش سے ملتا تھا اور مدینہ منورہ سے تعلق رکھتا تھا۔اس نے خود سے اپنے مہدی ہونے کا دعویٰ نہیں کیا تھا، مزید یہ کہ اس کے متبعین ہی وہ لوگ تھے، جنھوں نے سب سے اس کے ہاتھ پر بیعت کی۔اس کا ظہور ایک ایسے وقت میں ہوا تھا جس میں ناانصافی، جرائم اور سرکشی کا دور دورہ تھا۔خاص طور سے جب سعودی عرب کو قابل ذکر انداز میں آزادخیالی کے دور کا تجربہ ہوا۔ بالکل ایک ایسے وقت میں اس کا دعویٰ آیا جب کہ پیٹروڈالر کے نتیجے میں دولت کی ریل پیل کی وجہ سے سعودی عرب قابل لحاظ حد تک آزادخیالی، شراب اور مردوزن کے اختلاط کے تعلق سے رواداری اور ٹیلی ویژن کے اثرات کے تحت گزر رہا تھا۔ان نمایاں ترین اشاروں اور علامتوں کے باوجود اہم ترین بات یہ ہے کہ محمد بن القحطانی ان تمام علامتوں پر کھرا نہیں اترتا ہے جو اصل مہدی موعود کے لیے مطلوب ہیں۔یہ چیز اس بات کی شدید یاددہانی ہے کہ کسی فرد کے اندر مہدی موعود کا دعویٰ کرنے والی بعض علامتوں کی موجودگی توجہ طلب تو ہوسکتی ہے، تاہم یہ ضروری نہیں ہے کہ اس کا دعویٰ مہدویت جائز ومصدق قرار پائے۔

علاوہ ازیں، مہدی فرقے کے اندر پایا جانے والا تضاد بھی دلچسپ اور قابل غور ہے۔اس فرقے کے بعض لوگ یہ دلیل دیتے ہیں کہ ابتدا میں ہم نے جس حدیث (1.3) کا حوالہ دیا ہے، وہ پوری کی پوری مہدی کے بارے میں نہیں ہے۔یہ لوگ منتخب طور پر کعبے کے نزدیک بیعت والا جزو لے کر اسے اپنے دعووں کے لیے استعمال کرتے ہیں۔ان کا یہ تضاد بھرا موقف ان کی نیت، ارادے اور علمی دیانت داری کو مشکوک بناتا ہے۔

مختصر یہ کہ اہم ترین واقعۂ بیعت کا واقع ہونا اگر فرض بھی کرلیا جائے تو تنہا یہ واقعہ سید جون پوری کے دعویٰ مہدی کے ثبوت کے طور پر زندہ نہیں رہ سکتا۔دوسری علامتوں کی عدم موجودگی کے ساتھ ساتھ ماضی کی مثالیں اس ضرورت کو دوبالا کردیتی ہیں کہ جب اس قسم کے دعوے کیے جائیں تو ان کا جامع ترین تجزیہ کیا جائے اور تنقیدی جائزہ لیا جائے۔

⑥-ان کے خلاف اور انھیں ختم کرنے کے لیے شام کی طرف سے ایک فوج روانہ کی جائے گی، لیکن معجزاتی طور پر مکہ اور مدینہ کے درمیان صحرا میں غائب ہو جائے گی۔

امام مہدی کے ظہور کی ایک نمایاں ترین علامت وہ واقعہ ہوگا جب کہ شام کی طرف سے ان کا مقابلہ کر کے انھیں نیست و نابود کرنے کے لیے ایک فوج روانہ کی جائے گی، لیکن معجزاتی طور پر یہ فوج مکہ اور مدینہ کے درمیانی صحرا میں غائب ہو جائے گی۔ یہ غیر معمولی واقعہ ظہور مہدی کی ایک نمایاں علامت کی حیثیت رکھتا ہے۔

تاہم، مہدوی مرشدین کی طرف سے جو یہ گمراہ کن دعوی کیا جاتا ہے کہ صحیح مسلم کی روایت کے مطابق یہ واقعہ ۶۹۲ء میں عبداللہ بن الزبیر [و-۷۳ھ/۶۹۲ء] کے خلاف حجاج بن یوسف کی قیادت میں ہونے والے حملے کے دوران پیش آچکا ہے، اس گمراہ کن دعوے پر نظر ڈالنا ضروری اور اہم ہے۔ متعلقہ احادیث کا احتیاط کے ساتھ جائزہ لینے کے لیے ضروری ہے کہ ان کے اصل سیاق کو سمجھا جائے۔ جائزہ لینے پر یہ ثابت ہوجاتا ہے کہ راوی خود اس بات کی وضاحت کرتا ہے کہ حدیث میں جس واقعے کا ذکر کیا گیا ہے اس سے اس واقعے کی طرف اشارہ نہیں ہے جو حجاج بن یوسف نے عبداللہ بن الزبیر کے خلاف کیا تھا۔

حدیث: ۳۴

دَخَلَ الْحَارِثُ بْنُ أَبِي رَبِيعَةَ وَعَبْدُ اللَّهِ بْنُ صَفْوَانَ وَأَنَا مَعَهُمَا، عَلَى أُمِّ سَلَمَةَ أُمِّ الْمُؤْمِنِينَ فَسَأَلاَهَا عَنِ الْجَيْشِ الَّذِي يُخْسَفُ بِهِ وَكَانَ ذَلِكَ فِي أَيَّامِ ابْنِ الزُّبَيْرِ فَقَالَتْ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ "يَعُوذُ عَائِذٌ بِالْبَيْتِ فَيُبْعَثُ إِلَيْهِ بَعْثٌ فَإِذَا كَانُوا بِبَيْدَاءَ مِنَ الأَرْضِ خُسِفَ بِهِمْ". فَقُلْتُ يَا رَسُولَ اللَّهِ فَكَيْفَ بِمَنْ كَانَ كَارِهًا قَالَ "يُخْسَفُ بِهِ مَعَهُمْ وَلَكِنَّهُ يُبْعَثُ يَوْمَ الْقِيَامَةِ عَلَى نِيَّتِهِ"

حارث بن ابی ربیعہ اور عبداللہ بن صفوان اور ان دونوں کے ساتھ میں، ام المومنین حضرت ام سلمہؓ کی خدمت میں حاضر ہوئے۔ ان دونوں نے اس فوج کے بارے میں سوال کیا جسے زمین میں دھنسا دیا جائے گا اور یہ واقعہ ابن الزبیر کے زمانے میں پیش آیا تھا۔ انھوں نے جواب دیا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''پناہ کا طالب ایک شخص اللہ کے گھر کی پناہ لے گا۔ ایک فوج اس کی طرف روانہ کی جائے گی، اور جب وہ ایک چٹیل میدان میں پہنچے گی تو سارے فوجی دھنسا دیے جائیں گے۔'' تو میں نے عرض کیا کہ اے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اس کا کیا ہوگا جسے اس فوج میں زبردستی اس کی مرضی کے خلاف شامل کیا جائے گا؟ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''اس کو بھی ان فوجیوں کے ساتھ دھنسا دیا جائے گا، لیکن قیامت کے دن وہ اپنی نیت کے مطابق اٹھایا جائے گا۔''

(راوی: ام سلمہؓ [و-۶۲ھ/ ۶۸۲ء]-حوالہ: صحیح مسلم (۵۴ / ۷) ۲۸۸۶؛ سنن الترمذی ۲۱۷۱؛ مستدرک الحاکم (۴۳۰-۴۲۹ /۴)؛ مصنف ابن ابی شیبہ (۱۵ / ۴۴) ۱۹۰۶۶
-درجہ: صحیح (امام مسلم اور امام ترمذی کے مطابق)

حدیث ۳.۵

خُبَرَنِي عَبْدُ اللَّهِ بْنُ صَفْوَانَ، عَنْ أُمِّ الْمُؤْمِنِينَ، أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ صلى الله عليه وسلم قَالَ " سَيَعُوذُ بِهَذَا الْبَيْتِ - يَعْنِي الْكَعْبَةَ - قَوْمٌ لَيْسَتْ لَهُمْ مَنَعَةٌ وَلاَ عَدَدٌ وَلاَ عُدَّةٌ يُبْعَثُ إِلَيْهِمْ جَيْشٌ حَتَّى إِذَا كَانُوا بِبَيْدَاءَ مِنَ الأَرْضِ خُسِفَ بِهِمْ " . قَالَ يُوسُفُ وَأَهْلُ الشَّأْمِ يَوْمَئِذٍ يَسِيرُونَ إِلَى مَكَّةَ فَقَالَ عَبْدُ اللَّهِ بْنُ صَفْوَانَ أَمَا وَاللَّهِ مَا هُوَ بِهَذَا الْجَيْشِ۔

عبداللہ بن صفوان نے مجھے خبر دی، انھوں نے ام المومنین سے روایت کیا کہ اللہ کے رسول ﷺ نے فرمایا: ''اس گھر، یعنی خانہ کعبہ کی پناہ کچھ ایسے لوگ لیں گے جن کے پاس اپنے دفاع کے لیے کچھ سامان نہ ہوگا، نہ ان کے ساتھ افرادی قوت ہوگی۔ ان کی طرف ایک فوج روانہ کی جائے گی، یہاں تک کہ جب یہ فوج صحرا میں داخل ہوگی تو دھنسا دی جائے گی۔ یوسف کہتے ہیں کہ اور اس وقت جو لوگ مکہ کا رخ کریں گے وہ اہل شام میں سے ہوں گے۔ عبداللہ بن صفوان نے فرمایا کہ خدا کی قسم یہ واقعہ اس فوج سے متعلق نہیں ہے۔''

راوی: حفصہ بن عمرؓ [و۔ ۴۴ھ/ ۶۶۵ء] - حوالہ: صحیح مسلم (۹/ ۵۴) ۲۸۸۳ - درجہ: صحیح، امام مسلم کے مطابق

امام طیبی اس حدیث کے تشریح میں لکھتے ہیں:

''اس سے مراد مہدی ہیں، اور اس کا ثبوت یہ ہے کہ اس حدیث کو ابوداؤد نے مہدی سے متعلق باب میں ذکر کیا ہے۔''

امام طیبی (و۔ ۷۴۳ھ/ ۱۳۴۲ء] - حوالہ: عون المعبود (۱۱/ ۳۸۰)، تحفۃ الاحوذی (۶/ ۴۱۷)

''وہ لوگ جو صحرا میں دھنسا دیے جائیں گے، وہ لوگ ہوں گے جو مہدی کے خلاف حملہ آور ہوں گے۔''

امام ابن حبان (۲۷۱۔ ۳۵۴ھ] - حوالہ: الاحسان فی تقریب صحیح ابن حبان (۸/ ۲۶۶)

مزید برآں، یہ بات بھی غور کرنے کی ہے کہ یہ اہم ترین واقعہ صحیح مسلم سے ثابت ہے، جسے حدیث کے مجموعے میں اعلیٰ مقام حاصل ہے، جو اس واقعے کی معتبریت کو مزید قوی بناتا ہے۔ صحیح مسلم میں اس واقعے کی شمولیت کسی بھی طرح کے شک وشبہ کو دفن کر دیتی ہے جو اس اہم واقعے کے پیش آنے کے امکانات کے تعلق سے پیدا ہو سکتے ہیں۔

کیوں کہ اس واقعے سے متعلق کوئی تاریخی ثبوت یا مطالعات اسلامی یا تاریخ اسلام کی کسی کتاب میں اس کا ذکر موجود نہیں ہے کہ شام کی طرف سے کوئی لشکر سید جون پوری کی مزاحمت اور انھیں ختم کرنے کے لیے روانہ کیا گیا ہو، لیکن مکہ اور مدینے کے درمیان صحرا میں غائب ہو گیا ہو، اس لیے یہ ثابت ہو جاتا ہے کہ ایسا کوئی واقعہ پیش ہی نہیں آیا۔ خاص طور سے خود مہدوی مرشدین بھی ایسا کوئی دعویٰ نہیں کرتے کہ یہ واقعہ پیش آ چکا ہے، کیوں کہ ان کے پاس اس کا ثبوت ہی نہیں ہے۔

ان حقائق کی روشنی میں یہ بات معقول نظر آتی ہے کہ اس گفتگو کو اس بات پر ختم کیا جائے کہ سید جون پوری کا دعویٰ مہدویت ثبوت وشواہد سے خالی ہے۔ اس واقعے سے متعلق معتبر حوالوں کی عدم موجودگی اور ان کا فقدان سید جون پوری کے دعوے کو مزید کمزور بنا دیتا ہے۔

⑦-یہ غیر معمولی حادثہ

شام اور عراق کے اہلِ حق افراد کی توجہ اپنی جانب مبذول کرالے گا، جو بعد میں امام مہدی سے خود کو بیعت کرلیں گے

امام مہدی کی مزاحمت کے لیے لشکر کی روانگی اور مکہ و مدینہ کے درمیان اس لشکر کو زمین کے ذریعے نگل لیے جانے والا غیر معمولی حادثہ ایک ایسا واقعہ ہے جو مہدی موعود سے متعلق عقیدے کے سلسلے میں بہت اہمیت کا حامل ہے۔ چوں کہ اس واقعے کی شہادت براہ راست عوام کے ذریعے نہیں دی جاسکے گی، اس لیے اس حادثے سے بچ جانے والے لوگ راوی کے طور پر اسے بیان کریں گے۔

یہ واقعہ امام مہدی کے ظہور کی علامتوں میں سے ایک منفرد علامت ہے، کیوں کہ اس علامت کے سلسلے میں غلط بیانی اور تحریف سے کام نہیں لیا جاسکتا، نہ اسے مخفی رکھا جاسکتا ہے اور نہ اس کی غلط توضیح کی جاسکتی ہے۔ جب کہ دیگر علامتوں کے سلسلے میں غلط بیانی اور غلط توضیح وتشریح سے کام لیا جاسکتا ہے۔ اس لیے یہ علامت اپنی نوعیت کے اعتبار سے واضح اور ناقابل تردید ہے۔

یہ واقعہ شام اور عراق کے ان اہل حق افراد کی توجہ اپنی جانب کھینچ لے گا، جو اس اہم واقعے کے گواہ بنائے جائیں گے۔ شہادتوں اور متوقع تکنیکی شواہد سے لیس اس طرح کے واقعے کی صداقت اور اس کے اثرات اہل حق افراد کے لیے تلاش حق اور امام مہدی کو پہچاننے کے سلسلے میں محرک ومعاون ثابت ہوں گے۔

اس کے علاوہ عظیم صحابی حضرت عبداللہ بن عمرؓ نے بھی اس غیر معمولی واقعے کی اہمیت کو بیان کیا ہے:

> عَبْدَاللّٰهِ بْنَ عُمَرَ رضي الله عنهما يقول "إِذَا خُسِفَ بِالجَيْشِ بِالبَيْدَاءِ فَهُوَ عَلَامَةُ خُرُوجِ المَهْدِيِّ"
>
> حضرت عبداللہ بن عمرؓ سے روایت ہے، وہ کہتے ہیں: ''جب لشکر بیداء کے مقام پر دھنسا دیا جائے گا تو یہی واقعہ ظہور مہدی کا علامت ہوگا۔''
>
> حوالہ: تاریخ المدینہ (۱/ ۲۹۴)

یہ غیر معمولی واقعہ یقینی طور پر امام مہدی کو روشنی میں لے آئے گا اور اہل حق افراد کی توجہ اپنی طرف کھینچ لے گا۔ تاہم یہ بات غور کرنے کی ہے کہ مہدوی لٹریچر کے مطابق سید جون پوری کے پیروکاروں کی اکثریت کا تعلق جون پور، بیدر، گجرات، سندھ، خراسان اور افغانستان جیسے علاقوں سے ہے، ان کے پیروکاروں میں متعینہ طور پر شام اور عراق کا کہیں ذکر نہیں ہے۔

یہ تضاد جون پوری کے مہدی ہونے کے دعوے کے جواز ودرستی پر سوالیہ نشان قائم کرتا ہے، کیوں کہ اس متوقع واقعہ نے پیشین گوئی کے مطابق شام اور عراق کے لوگوں کو بڑی تعداد میں بیعت کرنے پر مجبور نہیں کیا ہے۔ سید جون پوری کے پیروکاروں کا محدود علاقوں سے تعلق رکھنا اس حقیقت کے برعکس ہے کہ ظہور مہدی کے وسیع اثرات ہوں گے جیسا کہ روایات میں یہی اندازہ بیان کیا گیا ہے۔ انجام کار، اس پر دل نہیں ٹھہرتا کہ سید جون پوری مہدی منتظر یا مہدی موعود ہیں۔

خلاصہ

۹۰۱ ہجری (۱۴۹۵ء) میں سید جون پوری کے دعوے کا تاریخی پس منظر پیشین گوئی کی اس اہم علامت کو ثابت نہیں کرتا جو یہ بتاتی ہے کہ ایک خلیفہ یا حاکم کی وفات کے بعد سیاسی کشمکش یا اقتدار کا تنازع پیدا ہوگا۔

پیشین گوئی میں مستعمل لفظ 'مدینہ' کی تشریح 'کسی بھی شہر' کے طور پر کرنے کی کوئی دلیل نہیں ہے، کیوں کہ قرآنی آیات اور احادیث یہ بتاتی ہیں کہ 'مدینہ' سے متعین طور پر شہرِ نبی ﷺ مراد لیا گیا ہے۔ یہ چیز مہدی ہونے کے سید جون پوری کے دعوے کو مشکوک بناتی ہے، اس لیے کہ ان کی پیدائش جون پور، ہندوستان کی ہے، نہ مقدس شہر مدینہ کی۔

اہلِ مکہ کی جانب سے بڑے پیمانے پر تسلیم نہ کیے جانے اور بیعت نہ ہونے کے ساتھ ساتھ سید جون پوری کے ہاتھ پر بیعت کرنے والوں کی محدود تعداد مہدی کی حیثیت سے ان کے دعوے کی معتبریت کو کمزور ثابت کرتی ہے۔

اصل امام مہدی کی جانب سے قیادت کے منصب کو قبول کرنے میں ہچکچاہٹ اور سید جون پوری کی طرف سے جوش و جذبے کے ساتھ خود کی تشہیر کے درمیان تضاد خود سید جون پوری کے دعوے کی صداقت کو مشکوک کر دیتا ہے، خاص طور سے یہ شک اس وقت مزید بڑھ جاتا ہے جب ہم اس پر غور کرتے ہیں کہ اصل امام مہدی کے بارے میں توقع ہے کہ انھیں پہچان لیا جائے گا اور خود ان کی طرف سے اعلان یا دعوے کے بغیر ہی خوش دلی کے ساتھ لوگ انھیں قبول کر لیں گے۔

رکن یمانی اور مقام ابراہیم کے درمیان بیعت ہونے کے واقعے میں قابل اعتماد غیر مہدوی ثبوتوں کی کمی ہے۔ اور اگر یہ بیعت ہوئی بھی ہے، تو اس سے سید جون پوری کا دعویٰ ثابت نہیں ہوتا، کیوں کہ مہدی سے متعلق باقی دیگر علامتوں اور ضابطوں کی تکمیل ہوئے بغیر مہدویت کا دعویٰ اس ضرورت کا متقاضی ہے کہ ایسے دعووں کا جامع انداز میں جائزہ لیا جائے۔

وہ واقعہ، جس میں بیان کیا گیا ہے کہ اصل مہدی کے خلاف مزاحمت اور انھیں نیست و نابود کرنے کے لیے شام سے ایک لشکر روانہ ہوگا، لیکن معجزاتی طور پر مکہ اور مدینہ کے درمیان صحرا میں دھنسا دیا جائے گا، عقیدہ اسلامی کی رو سے ظہورِ مہدی کی اہم علامت کی حیثیت رکھتا ہے۔ جب کہ ہنوز ایسا کوئی تاریخی ریکارڈ نہیں ہے جو سید جون پوری سے متعلق اس واقعے کے وقوع پذیر ہونے کی تائید کرتا ہو۔

شام کی طرف سے روانہ ہو کر مکہ اور مدینہ کے درمیان صحرا میں غائب ہو جانے والے اہم واقعے کے بارے میں یہ یقین کیا جاتا ہے کہ یہی واقعہ اصل مہدی کے ظہور کی طرف اشارہ کرے گا، یہ واقعہ شام اور عراق کے اہل حق افراد کی توجہ اپنی جانب کھینچ لے گا، جو اس غیر معمولی واقعے کی گواہی دینے کو مجبور ہوں گے اور اصل امام مہدی سے بیعت کریں گے، مہدی منتظر کی حیثیت سے ان کے مقام و مرتبے کو مضبوطی عطا کریں گے۔ قابل ذکر بات یہ ہے کہ شام اور عراق کے لوگوں کی طرف سے سید جون پوری کے ہاتھ پر بیعت اور ان کی طرف سے تائید حاصل نہ ہونا ان کے دعوے کے بارے میں سوالات کھڑے کرتا ہے، کیوں کہ ان کا یہ دعویٰ متوقع بیانات اور تاریخی حقائق کے خلاف ہے۔

تاریکیوں سے ظہور: امام مہدی کی یک شبانہ تربیت

امام مہدی کی تعلیم وتربیت اور تبدیلی کے حیران کن عمل سے پردہ اٹھاتے ہوئے اس باب میں مہدی کے اس سفر میں خدائی مداخلت کی انتہائی اہمیت پر غور کیا جائے گا۔

حدیث ۴.۱

قَالَ رَسُولُ اللّٰہِ صلی اللّٰہ علیہ وسلم "اَلْمَھْدِيُّ مِنَّا أَھْلَ الْبَیْتِ یُصْلِحُہُ اللّٰہُ فِي لَیْلَةٍ"

اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: ”مہدی ہم، اہل بیت میں سے ہوگا۔ اللہ ایک رات میں اس کی اصلاح کرے گا۔“

راوی: علی بن ابی طالب رضی اللہ عنہ [و۔ ۴۰ھ/۶۶۱ء]۔ حوالہ: سنن ابن ماجہ (۲/ ۱۳۶۷) ۴۰۸۵؛ مسند احمد (۱/ ۸۴) ۶۴۵؛ مسند ابویعلی (۱/ ۳۵۹) (۴۶۵)؛ التاریخ الکبیر للامام البخاری (۱/ ۱/ ۳۱۷)؛ مصنف ابن ابی شیبہ ۳۸۷۹۹؛ سیوطی: ۱۱۹۶۹۔ درجہ: صحیح[ع۱]

اس حدیث سے ہماری سمجھ میں یہ بات آتی ہے کہ مہدی ایک عام انسان ہوں گے، عام سی زندگی گزار رہے ہوں گے۔ جب اللہ سبحانہ وتعالیٰ انھیں مہدی کی حیثیت سے ظاہر کرنا چاہے گا تو وہ ان کی اصلاح باطن کرے گا۔ نتیجہ یہ سامنے آیا کہ امام مہدی خود اس بلند مرتبہ ومقام سے جو ان کے لیے مخصوص کر دیا گیا ہے اور تاریخ سازی کا جو اہم کردار انھیں ادا کرنا ہے، اس سے اس وقت تک ناواقف ہی رہیں گے جب تک ان کی خلافت پر بیعت نہ کر لی جائے گی۔ اور یہ خلافت بھی انھیں ان کی خواہش کے علی الرغم عطا کی جائے گی۔ وہ خود اپنے بارے میں مہدی ہونے کا دعویٰ نہیں کریں گے، نہ اپنے بارے میں اس خدائی انتخاب کا انھیں پہلے سے علم ہوگا۔ یہ اہم ترین معلومات اصل امام مہدی اور جعلی امام مہدی کے درمیان فرق کرنے میں رہنمائی کرتی ہیں۔

لفظ یُصْلِحُہُ کے اندر دو مفہوم شامل ہیں:

اول: اس کا ایک مطلب یہ ہوسکتا ہے کہ ان کے اندر کچھ خامیاں ہوسکتی ہیں۔ اللہ ان کی اصلاح فرما دے گا اور ان کی توبہ قبول کر لے گا۔

دوم: یا یہ کہ اللہ انھیں خلافت کے مرتبے کے لائق بنانے کے لیے ان کی اصلاح وتربیت کرے گا۔

ع۱ صحیح از شیخ احمد شاکر [1309ھ 1377ھ]. شعیب الأرناؤوط [1346ھ 1425ھ]۔ شیخ ناصر الدین البانی [1332ھ 1420ھ] صحیح الجامع (6/22)6735# اور سلسلة الصحیحیة 2371#۔

تشریحات کا جائزہ: سید جون پوری کے دعوے کا جامع تجزیہ

تاریخ کے مختلف ادوار میں متعدد علمانے خدائی تبدیلی پر اپنے بصیرت افروز خیالات پیش کیے ہیں، جو دونوں میں سے کسی نہ کسی تشریح کی تائید کرتے ہیں۔اس باب میں ہم ان تشریحات کی کسوٹی پر سید جون پوری کے دعوے کا جائزہ لیتے ہوئے جامع تجزیہ کریں گے۔

پہلی تشریح:

اللہ تعالیٰ انھیں (مہدی موعود کو) معاف فرمادے گا، انھیں قابلیت اور فہم عطا کرے گا اور ان کی حوصلہ افزائی فرمائے گا۔اللہ کی قدرت خاص سے ان پر ان کے اس مقام و مرتبے کو واضح کرے گا جس سے اب تک وہ ناواقف تھے۔اللہ ان کی توبہ قبول کرے گا، انھیں معاف کردے گا اور ان کے مشن میں کامیابی پانے کے لیے ان کی مدد کرے گا۔وہ اپنے طریقوں سے توبہ کریں گے اور بنیادی طور پر زمین کے سب سے خالص و پاک انسان بن جائیں گے۔''

اسمٰعیل ابن کثیر [۱۰۷ھ/ ۷۷۴ء]-حوالہ:البدایہ والنہایہ(۱/ ۴۳-۴۵)

''نبی ﷺ کے ارشاد (ایک ہی رات میں اللہ ان کی اصلاح کردے گا) سے جو بات نکل کر آتی ہے وہ یہ ہے کہ ان کے ظہور کے سلسلے میں حکم الٰہی صادر ہونے سے پہلے تک امام مہدی خود اس بات سے ناواقف ہوں گے کہ وہ مہدی منتظر/موعود ہیں۔''

حوالہ: حلیة البشر فی تاریخ القرن الثالث عشر

مماثلت:

یہ ایک قابل ذکر مماثلت ہے۔اللہ تبارک وتعالیٰ ایک ہی رات میں امام مہدی کی تطہیر فرمائے گا، بالکل اسی طرح جس طرح حضرت موسیٰؑ کی تطہیر فرمائی تھی۔اسی طرح جس طرح حضرت موسیٰ کو اس وقت نبوت اور پیغمبری کے مقام بلند پر پہنچادیا گیا تھا جب وہ اپنے اہلِ خانہ کے لیے آگ لینے گئے تھے، امام مہدی بھی اس تبدیلی کے عمل سے گزریں گے جو انھیں ان کے بلند فریضے کے لیے تیار کرے گا۔یہ خدائی مداخلت اس بنیادی تبدیلی کی علامت کو بیان کرتی ہے جو امام مہدی کے اندرون میں واقع ہوگی، اور انھیں ایک قابل قدر قائد و رہنما کی شکل میں ڈھال دے گی، جسے اللہ کی حکمت ومشیت کی رہنمائی حاصل ہوگی۔

کیا ۹۰۱ھ میں ۵۳ برس کی عمر میں مہدی ہونے کا دعوی کرنے سے پہلے تک سید جون پوری اس بات سے واقف تھے کہ وہ امام مہدی ہیں؟

یہ جاننے کے لیے آیئے مہدوی لٹریچر پر نظر ڈالتے ہیں:

''جب بچہ (حضرت امام) بولنے کی عمر کو پہنچا تو پہلے الفاظ جو اس کی زبان سے ادا ہوئے، وہ ''مہدیٔ موعود آچکے ہیں'' تھے۔بعد میں بچے کی زبان سے یہی الفاظ کئی بار ادا ہوئے۔''

جب امام کی عمر ۷ برس تھی، انھوں نے مکمل قرآن حفظ کرلیا تھا۔اس کے بعد شیخ کی توجہ دوسرے موضوعات کے مطالعے کی طرف ہوگئی۔کہا جاتا ہے کہ جب شیخ کسی کتاب کا کوئی ایک حصہ پڑھاتے تھے تو وہ سوال وجواب کی شکل میں اس انداز سے پوری کتاب کے نچوڑ اور جوہر کو بیان کردیا کرتے تھے کہ خود شیخ کے بہت سے مسائل حل ہوجایا کرتے تھے۔اسی نہج پر امام نے ہر موضوع پر چند کتابیں مطالعہ کرلی تھیں۔اس وقت جب کہ امام کی عمر ۱۲ برس تھی، شیخ نے خود کے لیے 'اسد العلماء' کا لقب اختیار کیا۔جس وقت امام کی عمر ۱۲ برس تھی......تو حضرت خضرؑ شیخ دانیال کے پاس تشریف لائے اور فرمایا: ''یہ شخص مہدیِ موعود ہے۔میں نے اس کی تصدیق کردی ہے اور تلقین وصول کرلی ہے۔تم بھی اس کی تصدیق کرکے تلقین حاصل کرلو۔''

حوالہ: مہدوی لٹریچر: شواہد ولایت از بندگی میاں سید برہان الدین ص: ۲۷-۳۰

سید جون پوری کے بے بنیاد دعووں (مثلاً ان کی زبان سے ادا ہونے والے پہلے الفاظ اور حضرت خضرؑ کا خود سے سید جون پوری کے مہدی ہونے کی تصدیق کرنا) کو نظر کر بھی دیا جائے تو درحقیقت ہم جب مہدوی لٹریچر کے ذریعے دی گئی وضاحتوں (جن میں کم عمری میں ہی ان کی طرف منسوب کر دیے جانے والے مبینہ علم اور القاب بھی شامل ہیں) کا جائزہ لیتے ہیں تو بجا طور پر امام مہدی کی ایک ہی رات میں اصلاح باطنی کر دیے جانے والی بات پر تشویش ہوتی ہے۔ یہ دعویٰ کہ سید جون پوری بچپن کی عمر سے ہی اپنے مہدی موعود بنائے جانے کے بارے میں جانتے تھے اور یہ کہ انھیں صاحب علم و معرفت ہونے کی حیثیت حاصل ہو گئی تھی، اس تصور سے متضاد ہے کہ جس میں یہ کہا گیا ہے کہ راتوں رات ان کی اصلاح باطن کر کے ان کے اندر تبدیلی لائی جائے گی۔

ایک ہی رات کے اندر تطہیر و تربیت قلب ہونے کا ثبوت موجود نہ ہونا سید جون پوری کے دعوے کی معتبریت کو چیلنج کرتا ہے۔ اگر انھیں اسلام اور اپنے مہدی ہونے کا پیشگی علم تھا، جیسا کہ مہدوی لٹریچر میں دعویٰ کیا گیا ہے، تو ایک ہی رات میں یکا یک امام مہدی کی تطہیر قلب کی ضرورت پر سوالیہ نشان لگتا ہے۔

دفاع کے لیے مہدوی مرشدین کی واپسی، ان کا دعویٰ ہے:

''ایک روایت میں آیا ہے: ''اللہ انھیں (امام مہدی کو) ایک ہی رات میں قابلیت عطا کر دے گا۔'' یہ علامت حضرت سید جون پوری کے اندر موجود ہے کہ ان کی تعلیم راست اللہ کی طرف سے ہوئی تھی۔'' مہدوی مرشد سید عابد خوندمیری۔ حوالہ: تفسیر نور ایمان سے ماخوذ

''حضرت بندگی میاں شاہ دلاور بیان کرتے ہیں کہ انھوں نے حضرت امام کو کہتے ہوئے سنا کہ جب بے خودی کی کیفیت طاری ہوئی تو ذات باری تعالیٰ نے پہلی بار خود کو ظاہر کیا اور یہ خدائی حکم نازل ہوا: ''اے سید محمد! ہم نے تم کو اپنی کتاب کا علم عطا کر دیا ہے [قرآن]۔ ہم نے تمھیں اپنا پیغمبر (مراد اللہ) بھی عطا کیا ہے۔ ہم نے تمہارے ساتھ حاکمِ ایمان کا سا سلوک کیا ہے۔ ہم نے خزانۂ ایمان کی کنجیاں تمہارے ہاتھ میں دے دی ہیں۔ ہم نے تمھیں پیغمبر محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے دین کا مددگار بنایا ہے۔ تمھیں نہ ماننا، ہمیں نہ ماننا ہے اور ہمیں نہ ماننا تمھیں نہ ماننا ہے۔'' حوالہ: مہدوی لٹریچر۔ شواہد ولایت از بندگی میاں سید برہان الدین، ص: ۳۸

میرا جواب:

اول تو ان کی یہ بے باکانہ جرأت مندی دل کو لرزا دینے والی ہے۔ اللہ کی طرف سے راست تعلیم و تربیت اور ذات خداوندی کے ظہور کو سید جون پوری سے منسوب کرتے ہوئے انھیں ذرا بھی شرم نہیں آئی۔ ان کے عقائد و ایمانیات کی خامیوں پر بات کرنا ہی فضول اور بے کار ہے، بہر حال میں ایک موازنہ پیش کرتا ہوں۔

اس فرق اور امتیاز کو ملحوظ رکھنا ضروری ہے جو تاریخ کے اندر اللہ نے اپنے نبیوں سے رابطہ کرنے میں اختیار کیا ہے۔ مخلوقات خدا میں سب سے عظیم ہستی اور آخری پیغمبر ہونے کی حیثیت میں اللہ نے پیغمبر محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے فرشتے جبریل علیہ السلام کے ذریعے تخاطب کیا۔ یہ بات جبریل علیہ السلام سے آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی پہلی ملاقات سے ثابت ہے، جو آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے پاس نبوت اور پہلی وحی ''اِقْرَأْ'' کی خوش خبری لے کر آئے تھے۔

اللہ سے براہ راست مخاطب ہونے کا شرف متعین طور پر صرف حضرت موسیٰ علیہ السلام کو حاصل ہے، جیسا کہ قرآن میں ''کَلَّمَ اللّٰہُ'' کے الفاظ کے ساتھ مذکور ہے۔ یہ شرفِ تکلّم اللہ سے حضرت موسیٰ علیہ السلام کے تعلق کی منفرد نوعیت اور اپنی قوم کے سامنے اللہ کے پیغام کو پہنچانے کے سلسلے میں ان کے غیر معمولی کردار کو نمایاں کرتا ہے۔

حد یہ ہے کہ نبی محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم افضل الانبیاء کے مقام پر فائز ہیں، اس کے باوجود وہ اپنی حیثیت کو تاکید کے ساتھ یوں بیان کرتے ہیں کہ وہ ایک انسان اور اللہ کے بندے ہیں۔ حتیٰ کہ انھیں اللہ کے ذریعے یہ حکم دیا گیا کہ وہ کہہ دیں کہ وہ خزانوں کی کنجیوں کے مالک نہیں ہیں:

قُلْ لَّآ أَقُولُ لَكُمْ عِندِي خَزَآئِنُ اللَّهِ وَلَآ أَعْلَمُ الْغَيْبَ وَلَآ أَقُولُ لَكُمْ إِنِّي مَلَكٌ ۖ إِنْ أَتَّبِعُ إِلَّا مَا يُوحَىٰ إِلَيَّ ۚ قُلْ هَلْ يَسْتَوِي الْأَعْمَىٰ وَالْبَصِيرُ ۚ أَفَلَا تَتَفَكَّرُونَ ﴿٥٠﴾

''کہہ دواے نبی! میں تم سے یہ نہیں کہتا ہوں کہ اللہ کے خزانے میری ملکیت میں ہیں یا میں غیب کا علم رکھتا ہوں اور نہ میں فرشتہ ہونے کا دعوی کرتا ہوں۔ میں صرف اس کی پیروی کرتا ہوں جس کی وحی میری طرف کی جاتی ہے۔'' کہو کیا نابینا اور جو دیکھ سکتے ہیں، برابر ہیں؟..........''
(قرآن، سورہ الانعام: ٦: ٥٠)

انبیائی تجربے اور نبی ﷺ کی اپنے مفوضہ منصب کے تئیں یکسوئی میں فرق کو پیش نظر رکھتے ہوئے جب بعض افراد کے دعوے اور عملی تجربات نبی ﷺ کے تجربات اور فضائل واوصاف سے بھی بڑھ جاتے ہیں تو شکوک وشبہات سر ابھارنے لگتے ہیں۔ یہ دعوی کرنا کہ انھوں نے اللہ سے براہ راست تعلیم پائی ہے یا وہ خود ان کے سامنے ظاہر ہوا ہے تو یہ اس حد کو بھی تجاوز کر لینے والی بات ہے جس سے اللہ نے نبی محمد ﷺ کو نوازا تھا اور یہ نبوت کے لیے طے شدہ فریم ورک اور اسلامی تعلیمات کے مسلمہ اصولوں کو کمزور کرنے والی بات ہے۔

مزید برآں یہ کہ سید جون پوری کے دعوے کو تقویت پہنچانے کی غرض سے مہدوی مرشد سید عابد خوندمیری کا اس حدیث کو استعمال کرنا اس حقیقت کو نمایاں کرتا ہے کہ مہدوی فرقے کے درمیان یہ حدیث مستند سمجھی جاتی ہے۔ تاہم، وہ اس حدیث سے اس دعوے کو جوڑنے کے لیے اس حدیث میں سید جون پوری کی حکایت کو زبردستی شامل کرنے کی کوشش کرتے ہیں۔ یہ چیز ان کی تشریحات کے درست ہونے سے متعلق شک پیدا کرتی ہے اور یہ اشارہ دیتی ہے کہ اپنی مطلوبہ حکایت کو مناسب حال بنانے کے لیے حدیث میں ممکنہ ہیرا پھیری کی گئی ہے۔

علاوہ ازیں ایک ہی رات میں تطہیر قلب والی بات اس وقت مزید مشکلات پیدا کر دیتی ہے جب یہ ان دعووں سے ٹکراتی ہے جو سید جون پوری اور ان کے پیروکاروں کی طرف سے کیے گئے ہیں۔ اگر کم عمری سے ہی ان کے پاس اپنے مہدی ہونے کا علم تھا اور وہ اس لقب سے واقف تھے تو یہ بات ایک ہی شب میں تطہیر قلب ہونے والی بات سے ٹکراتی ہے۔ تطہیر قلب کا مفہوم اور تصور ایک بنیادی تبدیلی، تطہیر، اور ایسی توبہ پر منطبق ہوتا ہے جو ایک فرد کو خدا کی طرف سے تفویض کردہ کردار کے لیے تیار کرتا ہے۔ اگر سید جون پوری کے پاس پیشگی علم اور واقفیت تھی تو اچانک ہونے والا عمل تطہیر سوال کے گھیرے میں آ جاتا ہے۔

دوسری تشریح:

''اللہ ان کے معاملات کو درست کر دے گا اور ایک ہی رات میں اس کے مقام ومرتبے کو اس طرح بلند کر دے گا کہ اہل حل وعقد ان کی خلافت کو تسلیم کر لیں گے۔''
(ملا علی القاری [و۔ ۱۰۱۴ھ/ ۱۶۰۵ء]۔حوالہ: مرقاۃ المفاتیح (۸ / ۳۴۳۹))

''اللہ اچانک ایک ہی رات کے دوران امارت اور خلافت کے لیے مطلوبہ لیاقت انھیں عطا کر دے گا۔''

(شیخ عبدالغنی دہلوی [۱۲۳۵ھ/ ۱۲۹۶]۔حوالہ: انجاح الحاجہ علی ہامش ابن ماجہ)

مماثلت:

''وہ اس کی تطہیر قلب کرے گا، یعنی آغاز میں وہ (مہدی) امارت کے لیے ذہنی طور پر تیار نہیں ہوں گے۔ اور ایسا بہت سے لوگوں کے ساتھ پیش آ سکتا ہے۔ جب وہ دیکھتے ہیں کہ فساد اور کرپشن عام ہو چکا ہے، تو خود کنارہ کر کے گوشہ نشینی اور تنہائی اختیار کر لیتے ہیں۔ اسی لیے اللہ سبحانہ وتعالی

صرف ایک ہی رات میں ان کی تطہیر قلب کر دیں گے۔ اسی طرح کی ایک مثال، جو اگر چہ اس پائے کی ہے کہ اس کا موازنہ اس سے نہیں کیا جاسکتا؛ یعنی رسول کریم ﷺ نے بھی اسلام کے آغاز سے پہلے کافروں سے خود کو الگ تھلگ کر لیا تھا۔ اپنے خدا کی عبادت کے لیے انھوں نے خود کو اس وقت تک گوشہ نشین کیے رکھا جب تک جبریل علیہ السلام وحی لے کر نہیں آ گئے اور آپ ﷺ سے فرمایا کہ اِقْرَأْ۔

آپ ﷺ کے پاس وحی آئی اور اس کے بعد ہی آپ ﷺ نے لوگوں سے رابطہ کیا اور انھیں اللہ سبحانہ وتعالیٰ کی عبادت و بندگی اختیار کرنے کی دعوت دی۔ اس میں کوئی شک وشبہ نہیں کہ کوئی بھی ایسا شخص جو مصلح ہو، اسے پیغمبر ﷺ سے مماثلت ہونی چاہیے۔ شاید ایسا ہوگا کہ جب سماج کے اندر ظلم سنگین صورت اختیار کرلے گا تو ایک فرد اپنے علم اور اخلاق کو بچانے کے لیے گوشہ نشین ہو جائے گا، جیسا کہ بعض لوگ آج بھی اسی انداز سے سوچتے ہیں، اگر چہ وہ گزشتہ دونوں مثالوں کی سطح کے نہیں ہوتے۔

اسی لیے اللہ تعالیٰ امام مہدی کو ایک ہی شب میں پاکیزہ قلب بنادے گا تاکہ وہ مسلم امت کے امیر بن سکیں۔ یہ قول کہ اللہ ان کی تطہیر قلب کرے گا، یہ معنی نہیں رکھتا ہے کہ وہ کوئی گناہ گار ہوں گے اور تطہیر کے بعد نیک و پاک دامن ہو جائیں گے۔ نہ اس کا مطلب یہ ہے کہ وہ جاہل و بے علم ہوں گے اور راتوں رات انھیں علم کی دولت سے مالا مال کر دیا جائے گا نہیں، یہ اس کا مطلب نہیں ہے، بل کہ اس کا مطلب یہ ہے کہ وہ ان کی تربیت کرے گا تاکہ وہ امت مسلمہ کے امیر بننے کے لائق ہو جائیں۔'' شیخ ناصر الدین الالبانی [۱۳۳۲۔۱۴۲۰ھ] ۔حوالہ: سلسلۃ الہدی والنور

دوسرے نمبر کی تشریح

یہ بتاتی ہے کہ اللہ ایک ہی رات میں مہدی موعود کے حالات ومعاملات کی تطہیر فرمائے گا۔ ان کا درجہ بلند کر دے گا اور امارت وخلافت کے مطلوبہ اوصاف ان کے اندر ودیعت کر دے گا۔ البتہ جب ہم سید جون پوری کی زندگی کا جائزہ لیتے ہیں تو معلوم ہوتا ہے کہ یہ تشریح ان کے حالات زندگی سے میل نہیں کھاتی ہے۔

''[سید جون پوری کے مہدی ہونے کا] یہ دعوی ہندوستانی علما کی جانب سے مسترد کر دیا گیا تھا، جو ان کے خلاف بھی ہو گئے تھے۔ علماء کی اس مخالفت کی وجہ سے سید جون پوری جون پور سے گجرات منتقل ہو گئے۔ اس کے بعد وہ احمد آباد سے جلاوطن کر دیے گئے۔ مذہبی علما کی جانب سے مخالفت کے نتیجے میں انھیں سعودی عرب اور پھر ایران کی طرف ہجرت کرنی پڑی۔ وہاں سے بھی انھیں شاہ اسماعیل صفوی کے حکم سے جلاوطن کر دیا گیا۔ ایران سے واپس ہندوستان واپسی کے وقت افغانستان کے ایک مقام 'فرح' میں ان کا انتقال ہو گیا۔''

حوالہ: براعظم پاک وہند کی ملت اسلامیہ ص: ۱۰۷؛ بعض باتیں شواہد ولایت میں بھی ہیں۔ ص: ۹۱-۹۴

سید جون پوری کو اپنی زندگی میں متعدد چیلنجوں اور رکاوٹوں کا سامنا رہا۔ کئی شہروں سے انھیں جلاوطن کیا گیا، کسی بھی مقام پر انھیں طویل عرصے تک (بالعموم ۱۸ ماہ) قیام کرنے نہیں دیا گیا۔ یہ صورت حال بتاتی ہے کہ وہ کسی ایک مقام پر بھی اپنی حکم رانی یا خلافت قائم کرنے کے قابل نہیں رہے۔ اس لیے اچانک ان کی تطہیر قلب اور دوسرے نمبر کی تشریح میں مذکور اچانک (مہدی) کے مقام کو بلند کر دیے جانے والی شہادت کا کوئی ثبوت (جون پوری) کی زندگی میں نہیں ملتا۔

ایک پائیدار اور مستحکم قیادت کی تشکیل کی عدم قابلیت اس خدائی تطہیر وتربیت سے متصادم ہے جو صرف ایک ہی رات یا ایک ہی لمحے میں ہو جائے گی۔ تشریح نمبر دو کے تقاضوں کو پورا کرنے کے لیے مہدی موعود کے لیے ضروری ہے کہ اس قسم کے چیلنجوں پر قابو پا سکے اور علمائے کرام سے متفقہ طور پر قبول عام حاصل کر سکے۔ جب کہ سید جون پوری کے تاریخی حالات ان کے اس دعوے کی حمایت وتائید نہیں کرتے۔

خلاصہ:

مہدی کی صلاحیت اور تبدیلی حالات کو اللہ کی طرف سے خدائی مداخلت سمجھا جاتا ہے اور یہ مداخلت ایک ہی رات میں پوری ہو جائے گی۔ یہ اس بات کی اہمیت کو بیان کرتی ہے کہ مہدی وہ عام شخص ہوگا جسے خدائی انتخاب واختیار کے بارے میں پیشگی علم نہ ہوگا اور اپنے اہم ترین کردار کے لیے تیار کرنے کی غرض سے اس کی تطہیر وتربیت کی جائے گی۔

حدیث میں مذکور 'تطہیر قلب' کی دو تشریحات بیان کی جاتی ہیں۔

پہلی تشریح میں بتایا گیا ہے کہ اللہ امام مہدی کی خطاؤں کو معاف فرمادے گا، ان کی اصلاح فرمائے گا اور ان کی توبہ کو قبول کرلے گا۔

دوسری تشریح یہ بتاتی ہے کہ اللہ مہدی کے مقام کو بلند کردے گا، قیادت وامارت اور خلافت کے لیے مطلوبہ قابلیتوں سے انھیں نوازدے گا اور جو علم سے بہرہ مند ہیں، ان کی تائید حاصل ہوگی۔

خود کو امام مہدی موعود کہنے والے سید جون پوری کے ذریعے کیے گئے دعووں کا جامع تجزیہ کیا گیا ہے۔ جو حالات مہدوی لٹریچر میں بیان کیے گئے ہیں، جن میں جون پوری کا یہ دعوی بھی شامل ہے کہ انھیں مہدی ہونے کا اور اپنے لیے القاب کا پہلے سے علم تھا، راتوں رات مہدی کی تطہیر وتربیت کیے جانے والی بات سے متصادم ہے۔ تطہیر قلب کے واقع ہونے کے حق میں واضح ثبوت کی عدم موجودگی سید جون پوری کے دعوے کی صداقت کو چیلنج کرتی ہے۔

سید جون پوری کے حالات زندگی، مثلاً مخالفت کا سامنا، مختلف شہروں سے نکال دیا جانا، اور ایک مستحکم قیادت کی تشکیل کے قابل نہ ہونا، حدیث میں مذکور اس قول سے میل نہیں کھاتا کہ اچانک ان کی تطہیر کردی جائے گی اور ان کا مقام ومرتبہ بلند کردیا جائے گا۔ جون پوری کے دعووں کی صداقت کے سلسلے میں یہ تاریخی احوال سوالات کھڑے کرتے ہیں۔

بیعت سازی

اس باب میں ہم پیغمبر محمد ﷺ کی حدیث میں بیان کردہ ایک مضبوط علامت پر غور کریں گے۔اس پر بھی غور کریں گے کہ اس کا اطلاق کہاں کہاں ہوسکتا ہے اور 'کنز'، 'سیاہ جھنڈوں'، 'برف کے اوپر رینگنے' اور 'مہدی سے بیعت کرنے' کی حقیقت کو گہرائی کے ساتھ سمجھنے کی کوشش کریں گے۔

حدیث ۵.۱

قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صلَّى اللَّه عليه وسلم "يَقْتَتِلُ عِنْدَ كَنْزِكُمْ ثَلاثَةٌ كُلُّهُمُ ابْنُ خَلِيفَةٍ ثُمَّ لا يَصِيرُ إِلَى وَاحِدٍ مِنْهُمْ ثُمَّ تَطْلُعُ الرَّايَاتُ السُّودُ مِنْ قِبَلِ الْمَشْرِقِ فَيَقْتُلُونَكُمْ قَتْلاً لَمْ يُقْتَلْهُ قَوْمٌ" . ثُمَّ ذَكَرَ شَيْئًا لاَ أَحْفَظُهُ فَقَالَ "فَإِذَا رَأَيْتُمُوهُ فَبَايِعُوهُ وَلَوْ حَبْوًا عَلَى الثَّلْجِ فَإِنَّهُ خَلِيفَةُ اللَّهِ الْمَهْدِيُّ."

''اللہ کے رسول ﷺ نے فرمایا: ''تمہارے خزانے کے پاس تین لوگ جنگ کریں گے۔ان میں سے ہر ایک کسی خلیفہ کا بیٹا ہوگا۔پھر یہ خزانہ کسی کے بھی حصے میں نہیں آئے گا۔اس کے بعد مشرق کی طرف سے سیاہ علم (کالے جھنڈے) نمودار ہوں گے اور وہ تمہارا اس طرح قتل عام کریں گے کہ کسی قوم نے ایسا قتل عام نہ کیا ہوگا۔اس کے بعد آپ ﷺ نے کسی ایسی چیز کا نام لیا جو مجھے یاد نہیں رہی۔پھر فرمایا: ''جب تم اسے دیکھ لو تو اس کے ہاتھ پر بیعت کر لینا خواہ تمھیں برف پر گھسٹتے ہوئے آنا پڑے، کیوں کہ وہی شخص اللہ کا خلیفہ مہدی ہوگا۔''

راوی: ثوبان ؓ۔حوالہ: ابن ماجہ (۵/ ۲۲۱) ۴۰۸۴؛ مسند احمد (۵/ ۲۷۷)؛ مسند البزار (۲/ ۱۲۰) ۸۴۳۲؛ الرویانی ۶۱۹؛ المستدرک للحاکم (۴/ ۵۱۰)؛ ۸۴۳۲؛ دلائل النبوۃ (۶/ ۵۱۵)؛ سیوطی ۲۸۰۸۶۔درجہ: صحیح[1]

نوٹ: حدیث کے استناد کے سلسلے میں علما کے درمیان اختلاف ہے۔بعض علما اسے صحیح مانتے ہیں جب کہ بعض دیگر علما اسے ضعیف مانتے ہیں۔

حاشیہ: اللہ کا خلیفہ/ خلیفۃ اللہ؟

''حدیث اپنے مفہوم کے اعتبار سے صحیح ہے، سوائے اس جزو کے جس میں کہا گیا ہے کہ ''اللہ کا خلیفہ مہدی''۔کسی شخص کو اللہ کا خلیفہ کہنا قطعی طور پر نادرست ہے۔اس لیے کہ وہ یہ کہہ کر کہ اللہ کمزور اور ناقابل ہے، اس کی توہین کرتا ہے۔اللہ کسی ابہام کے بغیر اپنے کسی جانشین کا محتاج نہیں ہے۔

---

[1] صحیح از امام بزار [292ھ/ 905ء]۔امام الحاکم [321ھ-405ھ]۔امام القرطبی [592ھ-651ھ] التذکرہ فی احوال الموتی وامور الآخر (1201)۔ابن کثیر [701ھ 774ھ] البدایہ والنہایہ (1/ 42) اور امام احمد بوصیری [840ھ/ 1436ء] مصباح الزجاجہ (3/ 263)۔

اسے نہ کبھی موت آئے گی اور نہ وہ غافل ہوگا۔اسی لیے کسی کے بھی لیے اس کا جانشین بننا یا اس کی جگہ لینا ممکن نہیں ہے۔اللہ کے مثل کوئی چیز نہیں ہے۔اس لیے جو بھی اللہ کا خلیفہ یا جانشین مقرر کرے گا وہ اللہ خالق کائنات کے ساتھ شرک کرے گا۔''

شیخ ناصر الدین البانی (۱۳۳۲-۱۴۲۰ھ) -حوالہ: سلسلة الاحادیث الضعیفه (۱/۱۹۸)۸۵

حدیث کی وضاحت:

''تمہارا خزانہ'' اس کی دو تشریحات کی گئی ہیں:

①-اس سے مراد وہ خزانہ ہے جو اسلام سے پہلے کے زمانے [زمانہ جاہلیت] میں خانہ کعبہ کے ارد گرد دبا دیا گیا تھا۔

حدیث نمبر۵.۲

قَالَ رَسُولُ اللّٰهِ صلَّى اللّٰهُ عليهِ وَسَلَّمَ: "لَوْلَا أَنَّ قَوْمَكِ حَدِيثُو عَهْدٍ بِجَاهِلِيَّةٍ - أَوْ قَالَ بِكُفْرٍ - لَأَنْفَقْتُ كَنْزَ الْكَعْبَةِ فِي سَبِيلِ اللَّهِ وَلَجَعَلْتُ بَابَهَا بِالأَرْضِ وَلَأَدْخَلْتُ فِيهَا مِنَ الْحِجْرِ."

اللہ کے رسول ﷺ نے فرمایا: اگر تمہاری قوم جاہلیت، یا فرمایا کفر سے نئی نئی باہر نہ آئی ہوئی ہوتی تو میں کعبے کا خزانہ اللہ کی راہ میں خرچ کر دیتا اور کعبے کا دروازہ زمین [کی سطح] پر لگاتا اور اس میں حجر کی جگہ گھیر لیتا''۔

راوی: ابو ہریرہؓ [و-۶۱ھ/۶۸۱ء] -حوالہ: صحیح البخاری ۱۱۰۷، صحیح مسلم ۲۸۹۴ -درجہ: متفق علیہ

''یہ واضح ہے کہ اس سیاق میں مذکور خزانے سے مراد کعبے کا خزانہ ہے۔جب تک دنیا کے خاتمے کا وقت قریب نہ آجائے اور مہدی تشریف نہ لے آئیں، خلفاء کے تین لڑکے اس [خزانے] کے قریب ایک دوسرے کو قتل کریں گے (جن کا مقصد) اس خزانے کو حاصل کرنا ہوگا۔''

الامام الحافظ ابن کثیر (۷۰۱-۷۷۴ھ)؛ حوالہ: النهاية فی الفتن والملاحم (۱/۲۶)

②-یا اس کا اشارہ اس خزانے کی طرف ہے جو دریائے فرات کے نیچے ہوگا۔

حدیث نمبر۵.۳

قَالَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ "يُوشِكُ الْفُرَاتُ أَنْ يَحْسِرَ عَنْ كَنْزٍ مِنْ ذَهَبٍ، فَمَنْ حَضَرَهُ فَلاَ يَأْخُذْ مِنْهُ شَيْئًا".

''قریب ہے کہ دریائے فرات سونے کا خزانے کو ظاہر کر دے، تو جو بھی اس وقت موجود ہو، اس میں سے کچھ نہ لے۔''

راوی: ابو ہریرہؓ [و-۶۱ھ/۶۳۱ء]؛ حوالہ: صحیح البخاری ۷۱۱۹؛ صحیح مسلم ۲۸۹۴؛ درجہ: متفق علیہ

امام مہدی کے ظہور سے پہلے جو فتنے جنم لیں گے ان میں سے یہ بھی ہے کہ دریائے فرات سے سونے کا ایک پہاڑ برآمد ہوگا، جب لوگ اس کے بارے میں سنیں گے تو وہ اس کی طرف دوڑیں گے اور پھر اس پہاڑ کو قبضے میں لینے کے لیے جنگ ہوگی۔''

محمد بن الحسینی البرزانی [و ۱۱۰۳-۱۶۹۱ء] -حوالہ: الاشاعة ص: ۹۱-۹۲

''پھر مشرق کی طرف سے کالے جھنڈے نمودار ہوں گے۔'' یعنی مشرقی عرب سے۔

''یہ کالے جھنڈے وہ نہیں ہیں جن کے ساتھ ابو مسلم خراسانی آیا تھا اور ۱۳۲ھ میں امویوں سے ان کا اقتدار چھین لیا تھا۔ بلکہ یہ دوسرے کالے جھنڈے ہوں گے جن کے ساتھ مہدی بھی ہوں گے، جو کہ محمد بن عبداللہ 'عبداللہ العلوی الفاطم الحسنی' ہوں گے۔ اللہ انھیں ایک ہی رات میں تیار کرے گا، یعنی ان کی خطائیں بخش دے گا، انھیں فہم وحکمت سے نوازے گا، جب کہ اس سے پہلے وہ ایسے نہ ہوں گے اور ان کی حمایت ایسے لوگوں کے ذریعے سے کرے گا جن کا تعلق مشرق سے ہوگا اور یہ لوگ ان کی مدد کریں گے، اس کی امارت کو استحکام بخشیں گے اور ان کا غلبہ قائم کریں گے، اوران کے جھنڈے بھی کالے ہی ہوں گے۔ اس لیے کہ پیغمبر صلی اللہ علیہ وسلم کا جھنڈا بھی کالا ہی تھا جسے 'العقاب' کہا جاتا تھا۔''

الامام الحافظ ابن کثیر [۷۰۱۔ ۷۷۴ھ] ۔حوالہ: النہایہ فی الفتنۃ والملاحم (۱/ ۴۹)

''ان سے بیعت کرلینا خواہ تمھیں برف سے پھسلتے ہوئے ان کے پاس پہنچنا پڑے''۔

اس سے امام مہدی کی حمایت ومدد کی اہمیت بتاناہے کہ اس کی اس قدر اہمیت ہے کہ ہر مسلمان کو برف سے ڈھکے ہوئے پہاڑوں سے گھسٹتے ہوئے ان تک پہنچنا ہو تو پہنچے۔ یہ رسولِ کریمؐ کا بالکل منفرد ارشاد ہے۔ قاری کو سوچنا چاہیے کہ یہ ارشاد گرامی صحرائے عرب کے درمیان ارشاد فرمایا گیا تھا، اور ۶۰۰ء کے آس پاس وہاں کہیں بھی برف نہیں تھی۔

جغرافیائی اعتبار سے غلط تشریح

مہدوی مرشد دلیل دیتے ہیں کہ:

''حدیث کے آخری جزو کا مطلب یہ ہے کہ ''اگر تم کو برف پر سے رینگتے ہوئے جانا پڑے تو جاؤ اور مہدیؑ کی بیعت کرو۔ لغات عرب میں ولو حبوا علی الثلج نہ کوئی خاص محاورہ ہے نہ کوئی کہاوت جو کسی مخصوص معنی کے لیے آیا ہو، بلکہ اس سے سردارِ عرب رسولِ اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ایسے مقام کی خبر دی ہے جو ملکِ عرب اور اس مقام کے درمیان جہاں مہدیؑ پیدا ہوں گے ایک سخت برفانی مقام ہوگا جس پر سے رینگتے ہوئے جانا پڑے بھی تو جا کر آپ کی بیعت کرو۔ اس حدیث شریف کی روشنی میں عرب کے حدود اربعہ پر نظر ڈالنے اور تحقیق کرنے سے حدیث مذکور میں جس مقام کی طرف اشارہ کیا گیا ہے، اس کا معلوم ہونا ناممکن نہیں ہے۔

ملکِ عرب کا حدود اربعہ:

① – عرب کے مغرب میں بحیرہ قلزم اور اس کے دوسری طرف مصر، لیبیا، آخر میں مراکش واقع ہے، جہاں کوئی برفانی مقام نہیں، بلکہ یہ مقامات منطقہ حارّہ میں داخل ہیں۔

② – عرب کے جنوب میں بحیرہ عرب پھر اس کے جنوب میں بحر ہند لہرا رہا ہے۔ یہاں تو کوئی زمین ہی نہیں ہے جہاں انسان بستے ہوں۔

③ – عرب کے شمال میں ایشیائے کوچک کا علاقہ ہے اور اس کے پرے روس کا علاقہ ہے جو سائبیریا تک چلا گیا ہے جہاں برف پڑنے کے زمانے میں برف جمتی ہے، مگر ایسا مقام نہیں ہے جو کسی مقام پر برف جمنے کے بعد ایسا علاقہ آئے جہاں برف نہیں جمتی۔

④ – عرب کے مشرق میں دو حصے فرض کرو، ایک جنوب مشرق کا حصہ، دوسرا شمال مشرق کا حصہ۔ ساحلِ ایران اور بلوچستان وغیرہ ہیں، البتہ شمالی حصے میں خراسانی پہاڑیاں ہیں جہاں چھے چھے ماہ تک برف جمی رہتی ہے، آمدورفت کا راستہ بند رہتا ہے اور یہاں سے گزرنا بہت مشکل

ہے۔لیکن پیغمبر ﷺ نے اللہ کی رحمت سے ہم پر بڑا کرم فرمایا اور اس سلسلے میں غزوہ ہندوالی حدیث کے ذریعے سے ہمارے کام کو آسان فرمادیا۔'' مہدوی مرشد عبدالحکیم تدبیر۔حوالہ: مہدوی لٹریچر۔براہین مہدویہ

میرا جواب:

حدیث کے جغرافیائی اطلاق اور اس لسانیاتی توضیح سے متعلق مہدوی مرشد عبدالحکیم تدبیر کے ذریعے سے جو دعوے کیے گئے ہیں، ان دعووں کے جواب دیتے وقت ان کے دلائل کا تنقیدی جائزہ ضروری اور اہم ہے۔حدیث کے کسی اور پس منظر کو زیرِ غور لایا جائے اور اس کے وسیع تر سیاق وسباق کا جائزہ لیا جائے تو ہم حدیث کے زیادہ جامع اور درست فہم تک رسائی حاصل کر سکتے ہیں۔

جغرافیائی حدودِ عرب:

یہ دلیل کہ عرب کی جغرفیائی حدود مہدی تک پہنچنے والے کسی برف سے ڈھکے ہوئے راستے کے امکان کو ختم کر دیتی ہیں، یہ کمزور دلیل ہے۔اگر چہ یہ بات درست ہے کہ عرب سے بالکل متصل علاقہ عام طور پر برف سے دوچار نہیں ہوتا، لیکن اس سے اس بات کی نفی نہیں ہوتی کہ عرب کی حدود کے اُس پار برفیلا علاقہ ہے ہی نہیں۔حدیث نے اس کی کوئی تحدید نہیں کی ہے کہ برفیلا راستہ لازمی طور پر خاص عرب کے ہی علاقے میں ہو۔حدیث اس بات کی گنجائش فراہم کرتی ہے کہ یہ راستہ کسی ایسے دور دراز علاقے میں واقع ہو جہاں مختلف موسموں میں مختلف وسائل نقل وحمل کے ذریعے پہنچا جاسکتا ہو۔اس سے وسیع پیمانے پر اسلام کے فروغ کا پتہ چلتا ہے، جس کی وجہ سے لوگ امام مہدی سے بیعت کرنے کی غرض سے دور دراز کے علاقوں سے بھی چلے آنے کے لیے خود کو مجبور پائیں گے۔یہ چیز ایمان کی جامع فطرت اور امام مہدی کی قیادت کی آفاقی قبولیت کو آشکارا کرتی ہے۔

لسانیاتی توضیح:

''اگر تمھیں برف پر گھسٹتے ہوئے بھی ان تک پہنچنا ہو تو پہنچو'' کا مطلب ہرگز یہ نہیں سمجھنا چاہیے کہ لغوی مفہوم میں اس کا مطلب برفیلے خطے سے ہی گزرنا ہے، یہ ایک علامتی وضاحت بھی ہوسکتی ہے کہ جس کے ذریعے سے اخلاص ورضا کاری کے ساتھ، چیلنجز اور سامنے آنے والی مشکلات کو درکنار کرتے ہوئے امام مہدی سے بیعت کرنے کی اہمیت پر زور دیا گیا ہو۔اس سیاق میں زیادہ مناسب یہ ہے کہ اسے ایک علامتی فقرہ سمجھا جائے جو کسی مخصوص علاقائی اشارے کی بجائے ایک اٹل اور غیر متزلزل فنائیت اور صبر واستقلال کی ضرورت کو بیان کر رہا ہو۔

جغرافیائی اطلاق: خراسان بمقابل ہندوستان

اگر ہم جغرافیائی پہلو پر لفظی مفہوم کے اعتبار سے کی گئی تشریح پر غور کریں تو عرب کے مشرق میں جو خطہ سب سے زیادہ قرین قیاس ہوسکتا ہے وہ خراسان ہے۔خراسان ایک وسیع علاقے پر محیط ہے، جس میں موجودہ وقت افغانستان، ایران اور اس سے متصل علاقے شامل ہیں۔اسکے علاوہ کچھ کمزور سند کی احادیث بھی ہیں جو اس نقطۂ نظر کو تقویت فراہم کرتی ہیں۔اس لیے رجحان یہ کہتا ہے کہ حدیث میں مذکور مطلوبہ علاقے سے مراد خراسان ہوگا، نہ کہ ہندوستان۔

علاوہ ازیں یہ بات بھی نوٹ کرنے کے قابل ہے کہ مہدوی مرشدین منتخب شہادتوں کو اختیار کرتے ہیں۔اپنی دلیل کے ثبوت میں متعین طور پر حدیث کا آخری جزو لیتے ہیں جب کہ اس اہم جزو کو نظر انداز کر دیتے ہیں جس میں خلفاء کے بیٹوں اور خزانے کا ذکر کیا گیا ہے۔جان بوجھ کر حدیث کے کسی مخصوص پہلو پر توجہ مرکوز رکھ کر وہ پیغمبر محمد ﷺ کے ذریعے عطا کیے جانے والے کامل پیغام پر غور نہیں کر پاتے۔اس قسم کا اسلوب حدیث کے وسیع سیاق اور پس منظر کو نظر انداز کر دیتا ہے اور ایک درست مفہوم تک پہنچنے کے لیے غور وتدبر کی اہمیت کو کم کر دیتا ہے۔

خطہ عرب اور مقام ظہور مہدی کے درمیان مخصوص و متعین مقام سے متعلق مہدوی مرشدین کے ذریعے کیا جانے والا دعوی ٹھوس بنیادوں سے محروم ہے اور حدیث کے اصل متن سے میل نہیں کھاتا ہے۔ امام مہدی سے بیعت کا عمل روایتی طور پر مکہ میں تکمیل پائے گا، جو کہ مکہ کی طرف، نہ کہ کسی فرد کے مقام کی طرف سفر اختیار کرنے کی اہمیت کو اجاگر کرتا ہے کہ اگر کچھ سخت رکاوٹوں کو بھی پار کر کے، مثلاً برف پر گھسٹتے ہوئے بھی مکہ تک پہنچنا پڑے تو پہنچا جائے۔

خلاصہ بحث: پیشین گوئی پوری نہیں ہوئی

مذکور بالا حدیث صاف طور پر یہ بتاتی ہے کہ خلفاء کے تین بیٹے خزانے کے لیے باہم لڑیں گے، سیاہ جھنڈے لیے ہوئے لوگ مشرق کی طرف سے نمودار ہوں گے، اور لوگ امام مہدی کے ہاتھ پر بیعت کریں گے، خواہ انھیں برف کے اوپر سے گرتے پڑتے ہوئے ہی وہاں پہنچنا ہو۔ البتہ ایسی کوئی شہادت یا تاریخی ثبوت نہیں ہے جو اس بات کی تصدیق کرتا ہو کہ سید جون پوری کے زمانے میں یا کسی اور زمانے میں یہ تمام واقعات پیش آئے ہوں۔ خانۂ کعبہ کے آس پاس مدفون خزانے کو دریافت نہیں کیا گیا ہے، اور دریائے فرات سے کسی مخفی خزانے کا انکشاف نہیں ہوا ہے۔ علاوہ ازیں کالے جھنڈے والوں کے برآمد ہونے کا بھی ریکارڈ نہیں ہے، خواہ وہ سید جون پوری کو تباہ کرنے آئے ہوں یا ان کی حمایت کرنے کے لیے آئے ہوں۔ اس کے علاوہ اس کی بھی ٹھوس شہادت موجود نہیں ہے کہ سید جون پوری سے بیعت کرنے کے لیے زمین کے ہر گوشے سے آنے والے سخت سفر کو برداشت کرتے ہوئے اور برف سے ڈھکے ہوئے پہاڑوں کو پار کرتے ہوئے ان تک پہنچے ہوں۔ ان حقائق کی روشنی میں یہ بات صاف ہو جاتی ہے کہ احادیث نبویہ پر پورا اترنے کے تعلق سے سید جون پوری کے سلسلے میں جو دعوے کیے گئے ہیں، وہ سب غیر ثابت شدہ ہیں اور حدیث میں مذکور اصول و شرائط پر پورا اترنے میں ناکام ہیں، جس کا مطلب یہ ہے کہ مہدوی مرشدان احادیث کا استعمال لوگوں کو گمراہ کرنے کے لیے کر رہے ہیں۔

خلاصہ:

حدیث ۵.۱ امام مہدی کے ہاتھ پر بیعت کرنے کی اہمیت نمایاں کر کے پیش کرتی ہے، خواہ اس کے لیے لوگوں کو برف پر گھسٹتے اور پھسلتے ہوئے آنا پڑے۔ یہ حدیث امام مہدی کی قیادت و امارت کی حمایت و تائید میں مکمل رضامندی اور ذوق و شوق کی اہمیت پر زور دیتی ہے۔

حدیث میں مذکور 'خزانے' کی مختلف تشریحات کی گئی ہیں، جن میں سے بعض تشریحات یہ کہتی ہیں کہ خزانے سے مراد وہ خزانہ ہے جو زمانہ اسلام سے قبل خانہ کعبہ کے اردگرد دفنا دیا گیا تھا اور بعض دوسری تشریحات دریائے فرات کی تہہ میں مدفون خزانے کی طرف اشارہ کرتی ہیں۔

حدیث میں جن کالے جھنڈے والوں کا ذکر کیا گیا ہے، ان کے بارے میں عقیدہ یہ ہے کہ وہ امام مہدی کے لشکر کی نمائندگی کریں گے، اور مشرق کی جانب سے ان کا ظہور یہ بتاتا ہے کہ اس لشکر کی تشکیل اسی سمت سے ہوگی۔

حدیث کی جغرافیائی نقطۂ نظر سے تشریحات مختلف ہیں۔ بعض یہ کہتی ہیں کہ برف سے ڈھکا ہوا یہ راستہ خراسان کے علاقے میں واقع ہو سکتا ہے، جس میں موجودہ افغانستان اور ایران بھی شامل ہیں۔

حدیث کے جامع ترین مفہوم کو پانے کے لیے یہ ضروری ہے کہ اس کے تمام اجزا پر وسیع تر تناظر میں غور و تدبر کیا جائے، نہ کہ صرف کسی ایک منتخب پہلو پر توجہ مرکوز رکھی جائے جو کسی مخصوص تشریح کی تائید و حمایت کرتا ہو۔ اس کے علاوہ سید جون پوری یا کسی دوسرے فرد کے حوالے سے مذکور بالا واقعات کے وقوع پذیر ہونے کو ثابت کرنے والے تاریخی شواہد کا کوئی وجود نہیں ہے۔

عالم عرب کا اتحاد
عربوں پر امام مہدی کی خودمختاری

اس باب میں ہم اس حدیث پر غور کریں گے جس میں بتایا گیا ہے کہ امام مہدی عالم عرب پر حکمرانی کریں گے، اس کے بعد سید جون پوری کے دعوے پر اس حدیث کے اطلاق پر بھی غور و تدبر کریں گے۔

حدیث ۶.۱

قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ "لاَ تَذْهَبُ الدُّنْيَا حَتَّى يَمْلِكَ الْعَرَبَ رَجُلٌ مِنْ أَهْلِ بَيْتِي يُوَاطِئُ اسْمُهُ اسْمِي

اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: ''دنیا اس وقت تک ختم نہیں ہوگی جب تک میرے اہلِ بیت میں سے ایک شخص، جو میرا ہم نام ہوگا، عالم عرب پر حکمرانی نہ کرلے گا۔''

راوی: عبداللہ بن مسعودؓ [و-۳۲ھ/ ۶۵۳ء]-حوالہ: سنن الترمذی (۲/ ۴۸۸-۴۸۹) (۲۲۳۰)؛-درجہ: صحیح[۱]

حدیث ۶.۱

عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ لَوْ لَمْ يَبْقَ مِنَ الدُّنْيَا إِلاَّ يَوْمٌ "لَطَوَّلَ اللَّهُ ذَلِكَ الْيَوْمَ. ثُمَّ اتَّفَقُوا حَتَّى يَبْعَثَ فِيهِ رَجُلاً مِنِّي. أَوْ مِنْ أَهْلِ بَيْتِي يُوَاطِئُ اسْمُهُ اسْمِي وَاسْمُ أَبِيهِ اسْمَ أَبِي "يَمْلأُ الأَرْضَ قِسْطًا وَعَدْلاً كَمَا مُلِئَتْ ظُلْمًا وَجَوْرًا. لاَ تَذْهَبُ أَوْ لاَ تَنْقَضِي الدُّنْيَا حَتَّى يَمْلِكَ الْعَرَبَ رَجُلٌ مِنْ أَهْلِ بَيْتِي يُوَاطِئُ اسْمُهُ اسْمِ.

نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے مروی ہے، آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کہ اگر دنیا کے ختم ہونے میں صرف ایک دن باقی رہ گیا تو اللہ تعالیٰ اس دن کو طویل کردے۔ پھر وہ باہم ایک ہوجائینگے یہاں تک ان میں اللہ ایک شخص کو میری نسل سے یا میرے اہل بیت سے بھیجے گا، جس کا نام میرے نام کی طرح اور اسکے باپ کا نام میرے باپ کے نام جیسا ہوگا۔ وہ زمین کو عدل وقسط سے اسی طرح بھر دیگا جس طرح وہ اس وقت ظلم و زیادتی سے بھری ہوئی ہوگی۔ دنیا اس وقت ختم نہ ہوگی جب تک میرے اہل بیت میں سے ایک شخص عرب کا بادشاہ نہ بن جائیگا، جو میرا ہم نام ہوگا۔''

راوی: عبداللہ بن مسعودؓ-حوالہ: سنن ابوداؤد (۴/ ۸۷) ۴۲۸۲-درجہ: صحیح[۲]

---

[۱] صحیح از امام ترمذی [209ھ 279ھ]-امام حاکم [321ھ 405ھ]-امام ذہبی [673ھ 748ھ]-شعیب الارناووط [1346ھ 1425ھ]-شیخ ناصر البانی [1332ھ 1420ھ] مشکاۃ المصابیح 5452# اور صحیح الجامع الصغیر 7275#۔

[۲] صحیح از امام ابن تیمیہ [661ھ 728ھ] منہاج السنہ (4/211)-امام ذہبی [673ھ-748ھ] المنتقی من منهاج الإعتدال (534)-امام جلال الدین سیوطی [849ھ 911ھ] الھوی للفتاوی (2/58)-امام الہیثمی [909ھ 974ھ] الموارد الظمآن 1877، اور شیخ ناصر البانی [1332ھ 1420ھ] سلسلہ الصحیحہ 1529۔

حدیث کی وضاحت: امام مہدی کا واضح اور صاف حوالہ

یہ احادیث عرب قوم پر امام مہدی کی حکومت واقتدار کو واضح انداز میں بیان کرتی ہیں اور یہ بتاتی ہیں کہ امام مہدی اور عرب اقوام کے درمیان راست ربط و تعلق ہوگا۔ اگر کوئی شخص یہ دعوی کرنے کی کوشش کرتا ہے کہ ان احادیث میں واضح الفاظ میں لفظ 'مہدی' کا ذکر نہیں ہے، تو اس کے جواب میں یہی کہا جائے گا کہ امام مہدی کے علاوہ کوئی اس لائق نہیں ہوگا کہ وہ خلافت علی منہاج النبوہ قائم کر سکے۔ نبی ﷺ کا یہ فرمان کہ وہ شخص آپؐ کے اہلِ بیت میں سے ہوگا اور آپ کا ہم نام بھی ہوگا، ان مسلمہ علامتوں اور اوصاف سے میل کھاتا ہے جو امام مہدی کے ظہور کی بتائی گئی ہیں۔ اسلاف کا فہم، بشمول اس کے کہ امام ترمذی نے اس حدیث کو 'امام مہدی کے متعلق احادیث' (باب ما جاء فی المہدی) میں شامل کیا ہے اور امام ابوداؤد نے کتاب المہدی کے تحت اس حدیث کو ذکر کیا ہے، اسی تشریح کی تائید کرتی ہیں۔

سیاق کی اہمت: ''یملك العرب'' کی وسیع تشریح کا جائزہ

مہدوی مرشدین دلیل دیتے ہیں:

> ''عربی لفظ 'مَلَكَ' وسیع مفہوم کا حامل ہے، جس میں مالک ہونا، ملکیت میں لینا، قبضے میں لینا، قبضہ کر لینا، کسی کو اپنی ملکیت یا قبضے میں لے لینا، غالب آجانا، کسی پر قوت واقتدار حاصل کر لینا، کسی پر حکمرانی حاصل کر لینا، کسی کو مغلوب کر لینا، حکومت کرنا، بادشاہت کرنا وغیرہ شامل ہیں۔ اب لفظ 'یملک العرب' سے یہ قیاس آرائی کرنا کہ امام مہدی عربوں پر بادشاہ کی حیثیت سے حکومت کریں گے، راست طور پر اس قول سے ٹکراتا ہے کہ وہ دنیا کے شہنشاہ ہوں گے۔'' مہدوی مرشد عبدالفتح سید نصرف تشریف اللہی۔حوالہ: Declaration of faith, 'Isa and Mahdi pg. 17

میرا جواب:

مہدوی مرشدین دعوی کرتے ہیں کہ اس لفظ کی ایک سیاسی حکمراں کی حیثیت کے بجائے استعاراتی تشریح کی جانی چاہیے۔ یہ توجیہ بنیادی طور پر غلط ہے۔ جب کہ لفظ 'ملك' کے مختلف معانی ہو سکتے ہیں تو پہلے سے جو تشریحات کی گئی ہیں ان کو اور حدیث کے پس منظر کو سامنے رکھنا ضروری ہو جاتا ہے۔ یملک العرب کا وسیع تر مفہوم یہ ہے کہ امام مہدی بنیادی طور پر عربوں کے درمیان سے ظاہر ہوں گے، اپنی قیادت وامارت کی تشکیل کریں گے اور ان پر اپنے اثرات قائم کریں گے۔ تاہم اس سے اس حقیقت کی نفی نہیں ہوتی ہے کہ ان کا یہ کردار سرزمین عرب کی حدود سے تجاوز کر جائے گا۔ امام مہدی کے بارے میں یہ تصور کیا جاتا ہے کہ وہ ایک عالم گیر قیادت وامارت کے حامل ہوں گے، دنیا بھر کے مسلمانوں کو متحد کریں گے اور ان کی رہنمائی کریں گے، جیسا کہ متعدد احادیث نبویہ میں بیان کیا گیا ہے۔ (حوالے کے لیے اگلا باب دیکھیں)

> ''جن کا ذکر نہیں کیا گیا ہے وہ غیر عجم ہیں، جب کہ (اس حدیث میں) انھیں شامل کیا گیا ہے، اس لیے جب کہ عرب قوم حکومت کرے گی اور متحد ہو جائے گی تو وہ پوری امت پر غالب آجائے گی۔'' امام الطیبی [و۔ ۷۴۳ھ/ ۱۳۴۲ء]۔حوالہ: تحفۃ الاحوذی (۶/ ۴۸۵)

روایت میں ملک عرب پر حکمرانی کا ذکر درحقیقت اسلام کے روحانی وثقافتی مرکز کی حیثیت سے عرب کی اہمیت کو بیان کرتا ہے۔ پیغمبر محمد ﷺ کا مقام پیدائش اور حرمین شریفین؛ مکہ مکرمہ اور مدینہ منورہ کی وجہ عرب کو اسلامی تاریخ میں ایک مرکزی مقام حاصل ہے۔ اسی لیے عالم عرب پر امام مہدی کی حکمرانی پورے خطۂ ارض پر ان کی حکمرانی کے اثرات کی نشان دہی کرتی ہے۔ اس سے یہ بہ آسانی سمجھا جا سکتا ہے کہ عرب کے اندر قیادت وامارت کی تشکیل ان کے عالم گیر اثرات قائم کرنے، دنیا بھر کے مسلمانوں کو متحد کرنے کے لیے ایک محرک ومہمیز کا کام کرے گی۔ اس کے علاوہ عرب پر حکمرانی کی تشریح یوں

کرنا قرین عقل ہی ہوگا کہ عرب امام مہدی کی خلافت کا دارالحکومت یا ان کی عالم گیر امارت وقیادت کا ہیڈ کوارٹر ہوگا۔ بالکل اسی طرح جس طرح دور خلافت اسلامیہ میں اس ملک کو دارالحکومت کی حیثیت حاصل تھی، قرین قیاس یہی ہے کہ عرب دوبارہ امام مہدی کے زمانے میں یہی مقام حاصل کرلے گا۔

اسی لیے مہدوی مرشدین کی جانب سے حدیث کے مفہوم کو توڑ مروڑ کر پیش کرنے اور ایک محدود سیاق و پس منظر کے تحت اس کی تشریح کرنے کے پیچھے کوئی بنیاد نہیں ہے۔ حدیث ایک ٹھوس اور مضبوط حکمرانی کی خبر دیتی ہے، جس میں عرب آبادی پر حقیقی سیاسی اختیارات اور حکمرانی حاصل ہوگی۔ امام مہدی کا کردار محض ایک علامتی اثر چھوڑنے یا قائم کرنے سے کہیں زیادہ ہوگا۔ یہ کردار عدل وقسط کا قیام، سماجی ڈھانچے کی اصلاح اور عوام کی خوش حالی اور بہبود کی ضمانت کو محیط کیے ہوئے ہے۔ مزید برآں، تاریخی حقائق، جن کا ذکر مہدوی اور غیر مہدوی لٹریچر میں آیا ہے اور جن پر علماء کا اتفاق واجماع ہے، یہ یہی ظاہر کرتے ہیں کہ سید جون پوری نے عرب پر کبھی حکمرانی نہیں کی۔

علاوہ ازیں، یہ کہنا کہ سید جون پوری نے عربوں کے چھوٹے سے گروہ پر، جو کہ ان کے پیروکاروں میں شامل تھے، پر حکومت کی ہے، اور اس کو حدیث کی تشریح میں پیش کرنا غیر منطقی اور نا معقول بات ہے۔ اس قسم کی تشریح بے بنیاد ہوگی اور یہ بالکل ایسا ہی ہوگا کہ کوئی یہ دعوی کردے کہ امریکی صدر جو بائیڈن عربوں کے بھی حکمراں ہیں، کیوں کہ بعض عرب امریکہ میں بھی آبسے ہیں۔ اس قسم کے تقابل کی حماقت یہ ظاہر کرتی ہے کہ کمزور قیاسات کے ذریعے سے بے بنیاد دعوے کو تقویت دینے کی کوشش میں حماقتیں کی جارہی ہیں۔

گمراہ کن دفاع: روحانی حکمرانی کا شوشہ

سید جون پوری کا دفاع یہ کہہ کر کرنا کہ ان کی حکمرانی روحانی یا خدائی نوعیت کی تھی، ان کے دعوے کو مزید کمزور بنا دیتا ہے۔ وہ کہتے ہیں:

> ''امام مہدی نے کہا: ''علماء کا یہ کہنا ان کی غلطی ہے کہ مہدی بادشاہ ہوں گے۔ ہاں! مہدی بادشاہ ہوں گے، لیکن وہ قائم شدہ حکومت کو ختم کرنے کا سبب نہیں بنیں گے۔ دوسرے لفظوں میں وہ [خدائی] نوعیت کے بادشاہ ہوں گے۔ ان کی بادشاہت نبیوں اور فرشتوں کی حکومت جیسی ہوگی، نہ کہ فرعون، نمرود اور شداد وغیرہ جیسے ملحدوں کی جیسی۔'' (حوالہ: شواہد ولایت از بندگی میاں ص: ۸۳)

حدیث ۶.۱ اور ۶.۲ عربوں پر حکمرانی اور خلیفہ کی وفات (دیکھیں حدیث نمبر ۳.۱) سے جو خلا پیدا ہوجائے گا اسے بھرنے کا ذکر کرتی ہیں اور اسے ثبوت بناتے ہوئے صاف طور پر ایک سیاسی قیادت کا ذکر کرتی ہیں۔ حدیث کے مشمولات کی تشریح ایک خدائی حقیقت والے بادشاہ کے طور پر کرنے کی کوشش بے بنیاد ہے اور احادیث نبویہ کے وسیع تر تناظر کو نظر انداز کرتی ہے۔

اس کے علاوہ انبیا، مثلاً حضرت داؤد، حضرت سلیمان علیہ السلام کی زندگیوں سے اور خود پیغمبر صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی زندگی سے تاریخی مثالیں یہ ظاہر کرتی ہیں کہ مذہبی قائدین بھی سیاسی اختیارات کے مالک ہوسکتے ہیں۔ یہ دلیل کہ مہدی کی بادشاہت انبیا کی بادشاہت کے مماثل ہوگی، خود ایک ایسی سیاسی قیادت والی بات کی تائید کرتی ہے جو شریعت کا بول بالا کرے گی۔

تاریخی شہادتوں کی عدم موجودگی، سید جون پوری کے دفاع میں پیش کی جانے والی ناکام و کمزور منطق، اور مہدی کے کردار سے متعلق علمائے کرام کی متفقہ رائے کو ذہن میں رکھتے ہوئے، یہ صاف ہوجاتا ہے کہ ان کا عرب پر حکمرانی کرنے کا دعوی زیادہ نہیں چل سکتا۔ حدیث کا وسیع تر فہم تاریخی حقائق اور علما کی متفقہ رائے کی تائید کرتا ہے، مزید یہ کہ سید جون پوری کے نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے شجرہ نسب سے ہونے اور مہدی منتظر ہونے کے سلسلے میں جو شکوک وشبہات ہیں انھیں مضبوطی عطا کرتا ہے۔

خلاصہ

حدیث میں واضح طور سے عربوں پر امام مہدی کی حکمرانی کا ذکر کیا گیا ہے، جو کہ اہلِ عرب سے امام مہدی کے براہ راست ربط و تعلق کو بیان کرتا ہے۔

یہ حکمرانی عربوں پر محض علامتی اثرات قائم کرنے سے زیادہ حقیقی معنوں میں سیاسی اقتدار اور حکومت کی نشان دہی کرتی ہے۔

عرب پر حکمرانی کا ذکر اسلام میں اس خطے کی مرکزیت کو واضح اور نمایاں کرتا ہے، جس میں امام مہدی کے اثرات قائم ہونے کے بعد عالمگیریت آجائے گی اور دنیا بھر کے مسلمان متحد ہو جائیں گے۔

سید جون پوری کی روحانی بادشاہت والی دلیل حدیث میں مذکور سیاسی اقتدار کے واضح اشارے سے میل نہیں کھاتی۔ انبیاء کی جانب سے سیاسی اقتدار کے حصول کی تاریخی مثالیں مزید اس بات کو مدلل کرتی ہیں کہ امام مہدی کی قیادت و امارت مذہبی اور سیاسی، دونوں طرح کی بادشاہت کو محیط ہوگی۔

سید جون پوری کا دعوی تاریخی شواہد سے محرومی اور بے بنیاد تشریحات و توضیحات کے طفیل زیادہ چلنے والا نہیں ہے۔

عالمی توازن کی بحالی
عدل وقسط کا خدائی وعدہ

اس باب میں ہم عالمگیر انصاف اور قیام عدل و مساوات کے خدائی وعدے کے سلسلے میں امام مہدی کے اس غیر معمولی کردار پر غور وفکر کریں گے جس کی پیشین گوئی پیغمبر محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمائی ہے۔

حدیث ۷.۱

قَالَ رَسُولُ اللّٰهِ صلی الله علیه وسلم "لَا تَقُومُ السَّاعَةُ حَتّٰى تُمْلَأَ الْأَرْضُ ظُلْمًا وَجَوْرًا وَعُدْوَانًا ثُمَّ يَخْرُجُ مِنْ أَهْلِ بَيْتِي مَنْ يَمْلَأُهَا قِسْطًا وَعَدْلًا كَمَا مُلِئَتْ ظُلْمًا وَعُدْوَانًا".

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: ''قیامت اس وقت تک قائم نہیں ہوگی جب تک زمین ظلم وجور اور زیادتی سے بھر نہیں جائے گی۔ اس وقت میرے اہل بیت سے ایک ایسا شخص ظاہر ہوگا جو زمین کو عدل وقسط سے اسی طرح بھر دے گا جس طرح وہ ظلم وزیادتی سے بھری ہوئی تھی۔''

راوی: ابوسعید الخذری رضی اللہ عنہ [و۔ ۷۴ھ/ ۶۹۳ء]۔ حوالہ: المسدرک للحاکم (۴/ ۵۵۷) ۸۶۸۹؛ مسند احمد (۳/ ۳۶) ۱۳ ۱۱۳۱۳؛ صحیح ابن حبان ۱۸۸۰، ۶۸۲۳؛ السیوطی ۲۵۲۴۰؛ الطبرانی ۱۰۲۱۴؛ الحلیہ (۳/ ۱۰۱)۔ درجہ: صحیح[۱]

حدیث ۷.۲

قَالَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: "اَلْمَهْدِيُّ مِنِّي اَجْلَى الْجَبْهَةِ اَقْنَى الْاَنْفِ يَمْلَأُ الْاَرْضَ قِسْطًا وَعَدْلًا كَمَا مُلِئَتْ جَوْرًا وَظُلْمًا يَمْلِكُ سَبْعَ سِنِيْنَ".

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: ''مہدی میری نسل سے ہوگا، کشادہ پیشانی اور ستوان ناک والا ہوگا، وہ زمین کو اسی طرح عدل وقسط سے بھر دے گا جس طرح وہ اس وقت ظلم وجور سے بھری ہوئی ہوگی۔ اس کی بادشاہت سات برس رہے گی۔''

راوی: ابوسعید الخذری۔ حوالہ: سنن ابی داود (۱۱/ ۷۱۳) ۴۲۸۵؛ متدرک للحاکم (۴/ ۵۵۷)۔ درجہ: صحیح[۲]

ع[۱] صحیح از امام ابن حبان [271ھ 354ھ]۔ امام ذہبی [673ھ-748ھ]۔ ابن حجر عسقلانی [773ھ 852ھ] التہذیب (1/ 486)۔ امام الہیثمی [909ھ 974ھ] الموارد الظمأن 1880۔ شعیب الارناووط [1346ھ 1425ھ] شرح ثلاثیات 11313، شیخ ناصر البانی [1332ھ 1420ھ] سلسلة الصحيحة 1529۔ (4/ 39)۔

ع[۲] صحیح از امام ابن قیم الجوزیہ [691ھ-751ھ] منار المناف (74)۔۔ امام جلال الدین سیوطی [849ھ 911ھ] الجامع الصغیر 9225۔ شیخ ناصر البانی [1332ھ 1420ھ] صحیح الجامی 6736

مختصراً یہ کہ یہ احادیث اس بات پر زور دیتی ہیں کہ امام مہدی کی آمد پر ان کا بلند ترین مشن دنیا بھر میں چھائے تنازعات، ظلم اور زیادتیوں اور نا انصافی کی ہر شکل وصورت کو نیست و نابود کرنا ہوگا۔ ان کی قیادت و امارت کے توسط سے اسلامی عقائد غالب آجائیں گے، جس سے ایک ایسے دور کا آغاز ہوگا جہاں حق و انصاف اور یکجہتی و ہم آہنگی کے اصولوں کا غلبہ ہوگا۔

سیاق وسباق کے اعتبار سے 'الارض' کی تشریح

مہدوی مرشدین دلیل دیتے ہیں:

''ایک روایت میں یہ کہا گیا ہے کہ وہ (امام مہدی) زمین کو عدل و مساوات سے بھر دیں گے۔ اگر چہ روایت میں صرف 'الارض' کا ذکر کیا گیا ہے، اس سے مراد زمین کا ایک جزو بھی مراد ہوسکتا ہے۔ قرآن میں جب 'الارض' کا ذکر سماء (آسمان) یا سمٰوٰت (آسمانوں) کے ساتھ آتا ہے تو اس سے پورا خطہ ارض مراد ہوتا ہے، لیکن جہاں صرف 'الارض' ذکر کیا گیا ہے وہاں زمین کا کوئی ایک حصہ یا قوم مراد ہوتی ہے۔ مزید برآں، جب نبی ﷺ کے زمانے میں پورا خطہ ارض عدل اور مساوات سے نہیں بھر سکا تو یہ کہنا کہ مہدی کے دور میں پوری زمین عدل و مساوات سے بھر جائے گی، ایک غلط عقیدہ ہے۔ دراصل کہا یہ جاسکتا ہے کہ زمین کا وہ خطہ جہاں ان کے قدم مبارک پہنچیں گے یا جہاں ان کی تعلیمات پہنچیں گی اور اس خطۂ زمین کے لوگ ان تعلیمات کو قبول کرلیں گے تو وہ خطۂ زمین عدل و مساوات سے بھر جائے گا'

مہدوری مرشد سید عابد خوند میری۔ حوالہ: تفسیر نورِ ایمان سے ماخوذ۔ [یہی جواب Declaration of faith pg.14 میں بھی ہے]

میرا جواب:

معمول کے مطابق مہدوی مرشدین یہاں بھی الفاظ کو ان کے اصل معانی سے ہٹا کر انھیں ایک مختلف معنی پہنانے کے لیے اپنی لسانیاتی کسرت میں لگے ہوئے ہیں۔ حدیث کے واضح الفاظ یا تعلیمات نبوی کا وسیع تر سیاق پیشین گوئی کے اطلاق کو زمین کے ایک حصے تک محدود کرنے کی اس کوشش کا ساتھ نہیں دے رہا ہے۔

حدیث واضح انداز میں یہ بتاتی ہے کہ امام مہدی کے ذریعے سے زمین عدل و مساوات سے بھر جائے گی، جو اس بات کا اشارہ ہے کہ عالمگیر سطح پر ایک زبردست انقلاب برپا ہوجائے گا۔ حدیث میں اس انقلاب کی حدو انتہا سے متعلق کسی قسم کے حدود یا صلاحیتوں کی تحدید نہیں کی گئی ہے۔ اس لیے یہ دعوی کہ اس پیشین گوئی کا تعلق مخصوص خطے سے ہے، حدیث کے الفاظ سے متصادم ہے جن میں پورے کرہ ارض پر زور دیا گیا ہے۔

اگر چہ یہ بات درست ہے کہ 'الارض' بعض اوقات کرہ ارض کے کسی مخصوص حصے یا اس کے اندر بسنے والی قوم کے لیے بھی استعمال ہوتا ہے، تاہم یہ محدود تشریح اس اصطلاح کے جامع استعمال سے میل نہیں کھاتی۔ مہدوی مرشدین منتخب طور پر مخصوص مثالوں پر ہی توجہ مرکوز رکھتے ہیں اور وسیع تر اطلاق اور متعدد ایسی مثالوں کو نظر انداز کر دیتے ہیں جو 'الارض' کے آفاقی استعمال کی طرف اشارہ کرتی ہیں۔ ان کی تشریح قرآن و حدیث میں مذکور اس اصطلاح کے واضح اور متواتر استعمال کو بھی نظر انداز کر دیتی ہے۔

مزید برآں، قرآن خود ایسی مثال پیش کرتا ہے جہاں 'الارض' عمومی مفہوم میں استعمال ہوا ہے اور کسی حد بندی کے بغیر اس سے مراد پورا خطہ ارض لیا

گیا ہے۔ ذیل میں ایسی مضبوط مثالیں دی جارہی ہیں جن میں 'الارض' لفظ 'سماء' یا 'سمٰوٰت' کے بغیر استعمال ہوا ہے، لیکن پھر بھی اس سے مراد واضح طور پر پوری زمین ہے، جس میں زمین کے تمام خطے اور تمام اقوام آجاتی ہیں۔

سورہ نحل (۱۶:۳۶) میں اللہ لوگوں کو زمین کے اندر سیر وسفر کرنے اور ان لوگوں کے انجام کو اپنی آنکھوں سے مشاہدہ کرنے کا حکم دیتا ہے، جنھوں نے حق کو جھٹلایا ہے۔ اس سیاق وپس منظر میں 'الارض' کا استعمال پورے خطہ ارض کو محیط ہوتا ہے، جس میں زمین کے تمام خطے اور تمام اقوام آجاتی ہیں۔

اسی طرح سورہ الاعراف (۷:۷۴) میں اللہ تعالیٰ لوگوں کو حکم دیتا ہے کہ زمین پر فساد پھیلانے سے باز رہیں۔ یہاں لفظ 'الارض' اپنے ساتھ کسی لاحقے کے نہ ہوتے ہوئے بھی یہ بتا رہا ہے کہ عام حکم امتناعی ہے جس کا اطلاق تمام باشندگانِ ارض پر ہوتا ہے، قطعِ نظر اس سے کہ ان کا تعلق زمین کے کس علاقے اور کس قوم سے ہے۔

یہ آیات لفظ 'الارض' کی اصطلاح کو حدود وتحدید کے بغیر جامع اور عالمگیر پس منظر میں سمجھنے کے سلسلے میں واضح نظیر پیش کرتی ہیں۔

علاوہ ازیں، مہدوی مرشد کا یہ اعتراض کہ عدل وانصاف تو نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے زمانے میں بھی مکمل طور پر نافذ نہیں کیا جاسکا تھا، ایک بے بنیاد دلیل ہے۔

اولاً، ہر وہ شے جس کا مستند طور پر پیغمبر صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے متعلق ہونا ثابت ہو چکا ہے، اس پر ایمان لانا ضروری ہے اور ایک مسلمان کی روح وضمیر میں نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے متعلق معلومات کو قبول کرنے کے سلسلے میں کوئی جھجک نہیں ہونی چاہیے۔ اللہ جب کسی چیز کا ارادہ فرماتا ہے تو اس کے اسباب پیدا کرتا ہے اور اسے حاصل کرنے کے راستوں کو آسان بنا دیتا ہے۔ امیر المومنین حضرت عمر بن الخطاب رضی اللہ عنہ [و۔ ۲۳ھ/ ۶۴۳ء] نے زمین کے جتنے حصے پر حکومت کی، اسے اپنے دس سالہ عہد خلافت میں عدل سے بھر دیا تھا۔ اموی خلیفہ حضرت عمر بن عبدالعزیز [۶۳ھ/۱۰۱ھ] نے بھی اپنے زیر حکمرانی خطہ زمین کو اپنے ڈھائی سالہ عہد حکمرانی میں عدل سے بھر دیا تھا۔ نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ہمیں یہ بتایا ہے کہ امام مہدی اپنے ۷ سالہ (یا ۹ سالہ) عہد حکمرانی کے دوران اپنے زیر حکمرانی علاقۂ زمین کو عدل سے بھر دیں گے، اور آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی یہ پیشین گوئی بلاشک وریب عملی جامہ اختیار کر کے رہے گی۔

ثانیاً، جیسا کہ گذشتہ سطور میں بتایا گیا ہے کہ اللہ امام مہدی کو محض ایک رات میں ہی تیار کر دے گا اور چند معجزوں کے توسط سے انھیں اپنی تجدید کرنے کے لائق بنا دے گا: اللہ تعالیٰ ان کے خلاف حملہ آور ہونے والے ایک لشکر سے ان کی حفاظت فرمائے گا، اس طرح وہ حکومت کے قیام میں ان کا مددگار رہے گا اور لوگوں کو یہ ثبوت فراہم کر دے گا کہ وہ واقعی وہی امام مہدی ہیں جن کی بشارت یا پیشین گوئی اللہ کے پیغمبر کے ذریعے کی گئی ہے۔

اخیراً، امام مہدی سے متعلق پیشین گوئی مستقبل میں واقع ہونے والے ایک ایسے واقعے کو ظاہر کرتی ہے، جس کا نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے عہد سے کوئی تعلق نہیں ہوگا۔ حدیث خود یہ بتاتی ہے کہ امام مہدی اس وقت آئیں گے جب کہ زمین ناانصافی، جرائم اور گناہوں سے بھر جائے گی، جو کہ عالم گیر سطح پر سماجی بگاڑ کی علامت ہوگی۔ ظہور امام مہدی کا مقصد اس غالب ناانصافیوں کو درست کرنا اور پورے عالم میں عدل ومساوات کی حکومت قائم کرنا ہے۔

اگر ہم اس تشریح کو اختیار کر بھی لیں جس میں کہا گیا ہے کہ حدیث میں مذکور 'الارض' سے مراد متعین طور سے وہ مقام ہے جہاں سید جون پوری مقیم تھے، تو تحقیق سے یہ بات سامنے آتی ہے کہ ٹھوس شواہد سے یہ بات ثابت نہیں ہے کہ سید جون پوری نے اپنے دور میں کامیابی کی ساتھ عدل ومساوات پر مبنی حکومت قائم کر دی تھی۔

اول تو سید جون پوری کے جائے قیام کے تاریخی احوال ان کے زمانے میں عدل ومساوات کے سلسلے میں نمایاں تبدیلی کی کوئی شہادت نہیں پیش کرتے ہیں۔ کسی دستاویزی ریکارڈ یا قابل اعتماد حوالوں سے اس کی کوئی شہادت موجود نہیں ہے جو عدل کے موثر قیام یا سماجی مساوات کے ضمن میں موثر اصلاح کی تصدیق کرتے ہوں۔ مزید یہ کہ اگر سید جون پوری اپنے علاقے میں حقیقی معنوں میں عدل ومساوات کا دور لے آئے ہوتے تو اس کا بڑے پیمانے پر اعتراف کیا گیا ہوتا اور معاصرین اور اس دور کے علمانے اس کا جشن منایا ہوتا۔ جب کہ اس تعلق سے ان کی کسی کامیابی کے سلسلے میں علمائے کرام کا قابل ذکر اعتراف یا تاریخ کی گواہی موجود نہیں ہے۔ اس کے علاوہ سید جون پوری کے عہد کی عام صورت حال اس بات کی تصدیق نہیں کرتی کہ ان کے زمانے میں عدل ومساوات قائم ہوگئی تھی۔ اس دور کے تاریخی احوال تو فسادات، سماجی انارکی اور ناانصافی کی ایسی مثالیں پیش کرتے ہیں جو کسی خطے میں عدل ومساوات کی حکمرانی والی بات کے برعکس ہیں۔

دوسرا قابل غور نکتہ یہ ہے کہ سید جون پوری نے خانہ بدوشانہ زندگی گذاری اور کثرت سے جلاوطنی اور نقل مکانی کا سامنا کرنا پڑا۔

خانہ بدوشانہ زندگی ایسے امام مہدی کی توقعات سے میل نہیں کھاتیں جن کے بارے میں یہ پیشین گوئی کی گئی ہے کہ وہ زمین پر مبنی بر عدل اور مستحکم حکومت قائم کریں گے۔

علاوہ ازیں، سید جون پوری کے دعووں اور سرگرمیوں کے باوجود جون پور میں آج مہدویت کے ایسے کوئی آثار نہیں ہیں جو ان کے زمانے سے چلے آرہے ہوں۔ اگر سید جون پوری حقیقت میں مہدی تھے اور انھوں نے کامیابی کے ساتھ اپنی حکومت قائم کی تھی، تو کوئی بھی شخص یہی توقع کرے گا کہ مقامی معاشرے میں ان کے متبعین کا سلسلہ موجود ہوگا اور ان کے اثرات زندہ چلے آرہے ہوں گے۔

بیان بازی سے ہٹ کر امام مہدی کے اثرات کی مثالی تشریح کا تیاپانچہ

مہدوی مرشد دلیل پیش کرتے ہیں:

مہدوی مرشد قاضی منتجب الدین جونیری کہتے ہیں:

''ایک دوسری صفت یہ ہے کہ مہدی کی خطابت وبلاغت اس قدر موثر ہوگی کہ سننے والے اس قدر متاثر ہوں گے کہ انھیں اللہ کی تجلی نظر آنے لگے گی۔ ان کی صحبت اللہ سے محبت اور اس کی جانب توجہ کا باعث بنے گی اور لوگ اللہ کی رویت کے خواہش مند ہونے لگیں گے۔ ان کے دل ہر لمحے روشن رہیں گے اور ان پر قرآن مقدس کے راز الہام کیے جائیں گے۔

امام مہدی کی دعوت کتاب اللہ کے مطابق ہوگی جس میں اسلام کے خدائی قانون اور معرفت کا احترام شامل ہوگا۔

لوگ تیزی سے ترکِ دنیا کی طرف مائل ہوں گے اور مخلوق خالق کی طرف پلٹے گی، سوائے ان لوگوں کے جو گمراہ ہوں گے اور جنھوں نے الحاد وتکبّر اور عداوت کا راستہ اختیار کیا ہوگا۔ یہ ہے اصل مفہوم اس قول کا کہ ''مہدی زمین پر بسنے والے لوگوں کے دلوں کو عدل اور مساوات سے بھر دیں گے۔''

''زمین کو عدل سے بھر دینا واقعاتی عمل ہوگا، جس کا مطلب یہ ہے کہ وہ مہمیز دے کر، اپنی دعوت اور صحبت کی تاثیر سے زمین پر بسنے والے لوگوں کے دلوں کو عدل سے بھر دیں گے، نہ کہ جبر اور غلبہ وتسلط کے ذریعے سے، جیسا کہ مہدی کا انکار کرنے والے سمجھتے ہیں۔''

حوالہ: مخزن الدلائل ص ۴۴ اور ۶۳ بالترتیب

میرا جواب:

امام مہدی کے اس کردار سے متعلق کہ وہ زمین کو عدل سے بھر دیں گے، مہدوی علماء کے ذریعے پیش کردہ دلائل سخت تنقیدی جائزے کے محتاج ہیں۔ جب یہ بات درست ہے کہ امام مہدی کے بارے میں یہ سمجھا جاتا ہے کہ وہ ایک ایسے قائد و رہنما ہوں گے جو عدل اور مساوات قائم کریں گے، ان کے اندر یہ قوت و طاقت ہوگی کہ اللہ کی رویت کا شعور بیدار کر دیں گے اور خدائی رازوں کو افشا کر دیں گے، یہ ایک غیر ثابت شدہ اور مبالغے اور غلو پر مبنی بات ہے۔ اس قسم کی خیالی تشریح جس کے پیچھے مضبوط بنیاد نہ ہو دلائل کا اعتبار قائم کرنے کی بنیاد نہیں بن سکتی۔

جب زمین کو عدل سے بھر دینے والی بات کو تحریک و تاثیر کے ذریعے سے لائی جانے والی مثبت تبدیلی کے طور پر سمجھا جاسکتا ہے تو عملی طور پر اس کا واقع ہو جانا تو ضرور سمجھ میں آجانا چاہیے۔ احادیث واضح طور پر زمین کو عدل اور مساوات سے بھرنے کا ذکر کرتی ہیں اور ایسی ٹھوس تبدیلیوں کی ضرورت کو بیان کرتی ہیں جہاں ظلم کا خاتمہ کر دیا جائے اور عدل و انصاف غالب آجائے۔ عدل کے قیام اور بقا کے لیے کسی نظام حکومت یا قیادت کے بغیر محض تحریک و مہمیز اور زور خطابت پر انحصار کرنا غیر واقعاتی اور ناکافی ہے۔

علاوہ ازیں، علامتی تشریح کو مدلل کرنے کے لیے حدیث میں لفظ 'دل' کو گھسیڑ دینا گمراہ کن بات ہے۔ حدیث کے اصل الفاظ میں لفظ 'دل' کا ذکر نہیں ہے۔ اس لیے اپنی من مانی تشریحات کے لیے الفاظ سے چھیڑ چھاڑ یا ان میں اضافہ کرنا ان کے دلائل کی سالمیت کو مجروح کر دیتا ہے۔

مزید یہ کہ ان کا غیر اجباری اسلوب پر زور دینے اور مہدی کے بارے میں یہ ذکر کہ وہ سات برس تک حکومت کریں گے، کے درمیان پایا جانے والا تضاد ان کے دلائل کی واقعیت کو شک کے دائرے میں لے آتا ہے۔ حکمرانی والی بات میں اقتدار و حکومت شامل ہے، جو محض تحریک دینے اور متاثر کرنے سے نہیں ہوسکتی۔ ایک جامع اسلوب، جس میں تحریک و حوصلہ افزائی، زور خطابت، اور نظام حکومت سب جمع ہو جاتے ہوں، زیادہ معقول و منطقی اور عملی ہوگا جس کے ذریعے سے سماج کے اندر عدل اور مساوات کو حاصل کیا جاسکتا ہے۔

اس نقطے کو ذہن نشین کرنے کے لیے ہم ایک مثال پیش کرتے ہیں۔

- ایک ایسے باغیچے کا تصور کریں جس میں مختلف رنگوں کے پھول لہلہا رہے ہوں۔ ان میں سے ہر پھول عدل اور مساوات کے الگ الگ پہلوؤں کی نمائندگی کرتا ہو۔ اس باغیچے میں مہدی اس ماہر مالی کے مشابہ ہیں جو احتیاط اور توجہ کے ساتھ پھولوں کی دیکھ بھال کرتا ہے۔ اس کے الفاظ و اعمال پانی اور دھوپ کا کام کرتے ہیں جو پھولوں کو کھلنے اور پورے باغیچے میں خوشبو بکھیرنے کی صلاحیت عطا کرتے ہیں۔

- البتہ مہدوی مرشدین کی دلیل یہ ظاہر کرتی ہے کہ محض امام مہدی کا زور خطابت ہی باغیچے کو عدل اور مساوات سے بھر دینے کے لیے کافی ہے۔ ان کا دعوی ہے کہ امام مہدی کے الفاظ میں اتنی طاقت ہے کہ وہ اللہ کی تجلی کا شعور دے دیتے ہیں اور خدائی رازوں کو واشگاف کر دیتے ہیں اور لوگوں کے دلوں میں حق کی ایک چنگاری سلگا دیتے ہیں۔ یہ بات اگرچہ بڑی شاعرانہ اور من موہنی سی ہے، لیکن باغیچے کی دیکھ بھال کی اصل حقیقت کو نظر انداز کر دیتی ہے۔

- حقیقت میں باغیچہ یا چمن مالی کے صرف زور خطابت کے بل پر ترقی نہیں کرسکتا۔ ترقی کے لیے چمن کو حوصلہ بخش تقریروں اور متاثر کن الفاظ سے بھی زیادہ کسی چیز کی ضرورت ہے۔ اسے جہد مسلسل، مناسب منصوبہ بندی اور حکمت عملی کی ضرورت ہوتی ہے۔ مالی کے لیے ضروری ہے کہ وہ ناانصافی کی گھاس کو اکھاڑ کر پھینکتا رہے، عدم مساوات کی شاخوں کو کترتا رہے، اور ترقی کے لیے مطلوب ضروری آلات اور وسائل فراہم کرتا رہے۔ یہ وہ

ٹھوس اقدامات ہیں جن کے ذریعے سے مالی عدل ومساوات کی پرورش کرتا ہے اور انھیں مرئی شکل عطا کرتا ہے۔

- ٹھیک اسی طرح، زمین کو عدل ومساوات سے بھرنے کے لیے مہدی کے موہ لینے والے خطابات کے سوا مزید دوسری چیزوں کی بھی ضرورت ہوگی۔ اس کے لیے ایک جامع اسلوب کی ضرورت ہے جو ناانصافی کی اصل وجوہات پر اثر انداز ہوتا ہو اور عدل پر مبنی سماج کے قیام کے لیے عملی اقدامات کر سکتا ہو۔ اگرچہ تحریک اور حوصلہ افزائی کی بھی اہمیت ہے، تاہم انھیں موثر حکومت، صاف وشفاف نظام قانون اور مساوات وشفافیت کو فروغ دینے والے سماجی ڈھانچے کے ذریعے زور وقوت فراہم کرنا بھی ضروری ہے۔

- مہدوی مرشدین کے استدلالات عدل پر مبنی سماج کے قیام میں درپیش پیچیدگیوں کو قبول نہیں کر پاتے۔ محض الفاظ کی طاقت کے زور پر انحصار کے ذریعے عدل ومساوات کے عمل کو انتہائی سادہ سمجھ لیا جاتا ہے اور ظلم پر مبنی نظاموں کو تباہ کرنے اور پائیدار عدل کو کھڑا کرنے کے لیے مطلوب عملی اقدامات کو نظر انداز کر دیتے ہیں۔ ایک باغیچے کو بھی مالی کی مہارت اور جسمانی جدوجہد کی ضرورت پڑتی ہے تب جا کر وہ ترقی کر پاتا ہے۔ سماج کے اندر عدل اور مساوات کے حصول کے لیے تو کثیر جہتی اسلوب وطریقہ کار کی ضرورت پڑتی ہے جس میں حوصلہ افزائی، موثریت اور ٹھوس اقدامات، سب شامل ہیں۔

مہدی اور عیسیٰ علیہ السلام عالم گیر عدل ومساوات کی کلید - غلط بیانیوں کا رد

مہدوی مرشدین دلیل دیتے ہیں:

''پھر جان اے منصف کہ زمین کا عدل وانصاف سے بھر جانا حدیث سے بطور تشبیہ کے مذکور ہے، جو جور وظلم کے ساتھ (تشبیہ دی گئی)۔ اب یہ تشبیہ دو حال سے خالی نہیں، یا تشبیہ فی الکیفیت ہوگی یا تشبیہ فی الکمیت۔ اگر تشبیہ فی الکیفیت ہے تو مسلم ہے یعنی جس طرح کا جور وظلم اہل ارض میں ہوگا تو مہدی بعض حصۂ زمین میں عدل وانصاف کرنے پر قادر ہوگا اور حدیث میں تمام روئے زمین یا اکثر روئے زمین پر قادر ہونے کی کوئی دلالت نہیں ہے اور اگر تشبیہ فی الکمیت ہے اور اس سے مراد وہ افراد ہیں جن میں جور وظلم بھرا گیا ہے تو یہ غیر مسلّم ہے، بہ سبب اُن معارضات کے جن کا ذکر پہلے ہو چکا ہے [شواہد نیچے دیے گئے ہیں]۔۔۔اور صحیح تاویل تو یہ ہو سکتی ہے کہ یوں کہا جائے کہ مہدی زمین کو عدل وانصاف سے بھرے گا یعنی بعض اہل زمین میں بھرے گا اور بعض کثرت وقلت کے اعتبار سے مطلق ہے، اگر اجزاء ارض میں سے کسی ایک جزو کو بھی بھر دے گا تو یہ کہنا صحیح ہو جائے گا کہ زمین عدل وانصاف سے بھر دی گئی۔'' مہدوی مرشد عبدالملک سجاوندی - حوالہ: سراج الابصار ص: ۲۵

مہدوی مرشد عبدالملک سجاوندی دو حدیثیں اس ضمن میں پیش کرتے ہیں کہ زمین کو عدل وانصاف سے بھرنا ناممکن ہے۔

پہلی حدیث یوں ہے:

حدیث ۷.۳

قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: إذا وُضِعَ السيفُ في أُمَّتِي، لم يُرفَعْ عنها إلى يومِ القيامةِ

''جب میری امت میں تلوار اٹھالی جائے گی تو وہ قیامت تک ہٹائی نہیں جائے گی۔''

راوی: ثوبان ؓ - حوالہ: سنن الترمذی ۲۲۰۲؛ صحیح ابن حبان ۵۷۴۰ - درجہ: صحیح

دوسری حدیث: ۷.۴

قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّى اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ: لا تزالُ طائفةٌ مِن أُمَّتي يُقاتِلونَ على الحقِّ ظاهِرينَ الى يوم القيامة

''میری امت کا ایک گروہ ہمیشہ حق کے دفاع میں مصروف قتال رہے گا اور قیامت کے دن تک غالب وغیر مفتوح رہے گا۔''

راوی: جابر بن عبداللہؓ ۔حوالہ: صحیح مسلم ۱۹۲۳۔درجہ: صحیح

میرا جواب:

گہرائی کے ساتھ ان احادیث کے جائزے سے یہ منکشف ہوتا ہے کہ یہ احادیث عدل وانصاف کے غالب آجانے کے امکان کی نفی کرنے کی بجائے درحقیقت حق وانصاف کے لیے مسلسل جدوجہد جاری رہنے پر زور دیتی ہیں۔

پہلی حدیث اس حقیقت کو نمایاں کرتی ہے کہ مسلم امت کے درمیان کشمکش دائمی طور پر موجود رہے گی، لیکن اس کا مطلب یہ نہیں ہے کہ عدل و انصاف یکسر غائب ہو جائے گا۔ یہ حدیث ناانصافی کے خلاف مسلسل جاری رہنے والی جدوجہد کی یاد دہانی کراتی ہے اور یہ بتاتی ہے کہ عدل وانصاف کا حصول ایک مسلسل سعی وجہد کا نام ہے۔

ٹھیک اسی طرح **دوسری حدیث** امت کے اندر ایک ایسے گروہ کی موجودگی کی تصدیق کرتی ہے جو حق کے لیے برسر جنگ رہے گا اور قیامت کے دن تک فاتح وغالب رہے گا۔

یہ حدیث ان لوگوں کے عزم مصمم کو بزور بیان کرتی ہے جو انصاف کے لیے جدوجہد کر رہے ہوں گے۔ یہ بتاتی ہے کہ ظلم کے خلاف جاری اس جہد مسلسل کے دوران انصاف ومساوات برقرار رہے گا۔

مہدوی مرشد کے ذریعے پیش کردہ استدلالات کا جواب دینے کے لیے یہ بات واضح ہوگئی ہے کہ مذکور بالا دونوں احادیث (۷.۱ اور ۷.۲) کا علاقائی اور عالمی اعتبار سے جائزہ لینے کے بعد ان لوگوں کے موقف کی تردید کرنا ممکن ہو جائے گا۔

علاقائی اعتبار سے تاریخی احوال اور بیانات سے منکشف ہوتا ہے کہ حضرت عمر بن عبدالعزیز، جو حجاج بن یوسف کے جابرانہ دور کے بعد آئے تھے، کے دورِ حکمرانی میں عدل وانصاف کا دور دورہ ہو گیا تھا۔ تاریخی حقائق سے واضح طور پر یہ ظاہر ہوتا ہے کہ خود امت کے اندر بھی عدل وانصاف کی مثالیں بدامنی اور فساد کے دنوں میں بھی ظاہر ہو رہی ہیں۔ اس لیے حضرت عمر بن عبدالعزیز کی مثال اس بیان سے ٹکراتی ہے کہ عدل ومساوات کو علاقائی سطح پر حاصل نہیں کیا جا سکتا۔

عالمی تناظر میں دیکھا جائے تو مہدوی مرشد کے استدلال کا فریب یہ ہے کہ انھوں نے ٹائم لائن کو سمجھنے میں غلطی کی ہے۔ دنیا کو عدل ومساوات سے بھر دینے کی پیشین گوئی صرف اس وقت پوری ہو سکے گی جب امام مہدی اور حضرت عیسیٰؑ دونوں کا ظہور ایک ساتھ ہو۔ اسی سے ملتی جلتی صحیح مسلم کی حدیث (راوی حضرت جابر بن عبداللہؓ) کو سامنے رکھتے ہوئے ہمیں جامع فہم حاصل ہو جاتا ہے۔ یہ حدیث مہدوی مرشد کے علمی خلوص کو سامنے لاتی ہے جو لاعلمی کی بنیاد پر ان شواہد کو نظر انداز کر گئے جو ان کے موقف کے خلاف جاتے ہیں۔

حدیث ۷.۵

قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ: لاتزال طائفة من امتی یقاتلون علی الحق ظاھرین الی یوم القیامة قال فینزل عیسیٰ ابن مریم فیقول امیرھم تعال صل بنا فیقول لا ان بعضکم علی بعض امراء تکرمة اللّٰہ ھذہ الامة۔

''میری امت کا ایک گروہ ہمیشہ حق کے لیے قتال کرتا رہے گا، وہ قیامت کے دن تک غالب رہے گا۔فرمایا: پس عیسی ابن مریم نازل ہوں گے تو امت کا امیر ان سے کہے گا کہ آیئے نماز پڑھایئے۔تو حضرت عیسیٰؑ کہیں گے کہ تم ایک دوسرے کے امیر ہو، یہ اللہ کی طرف سے امت کیلئے اعزاز ہوگا۔''

راوی: جابر ابن عبداللہ۔حوالہ: صحیح مسلم ۱۵۶؛ مسند احمد (۴/ ۲۱۶۔۲۱۷)؛ مستدرک للحاکم (۴/ ۴۷۸)؛ صحیح ابن حبان ۶۸۱۹؛ الدانی (۲/ ۱۴۲)۔درجہ: صحیح[1]

استدلال کا مزید بہتر ورژن آپ کی خدمت میں پیش کروں گا تاکہ امام مہدی اور حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے بیک وقت ظہور سے متعلق ثبوت اور اتفاق رائے سامنے آ سکے۔آئندہ ابواب میں جامع انداز کا تجزیہ بھی پیش کیا جائے گا۔اصل موضوع کی طرف واپس آتے ہیں۔

یہ بات واضح ہے کہ اسی حدیث کا طویل تر ورژن، جسے مہدوی مرشدین نے حوالے کے طور پر پیش کیا ہے، دراصل ان کے اپنے دعوے سے ہی متصادم ہے۔ یہ طویل حدیث (حدیث ۷.۵) دوسری اضافی شہادت کے ساتھ مل کر صورت حال کو مزید واضح کر دیتی ہے۔علاوہ ازیں حدیث یہ بھی بتاتی ہے کہ جب عیسیٰ علیہ السلام نازل ہوں گے تو مسلمان ان سے نماز کی امامت کرنے کی درخواست کریں گے، لیکن وہ انکار کر دیں گے، وہ ایسا امت کے اندر ایک متعین امام (جو کہ امام مہدی ہوں گے) کی موجودگی کے اعتراف میں کریں گے۔ یہ چیز عدل و مساوات کی صورت حال کو نمایاں کرتی ہے جہاں افراد کو قائدانہ کردار ادا کرنے کا اختیار حاصل ہوتا ہے، اس کے علاوہ یہ چیز عالمی سطح پر عدل و انصاف کے حصول کے امکان کی بھی تائید کرتی ہے۔

تصادم سے یکجہتی کی طرف: تبدیل شدہ دنیا

مہدوی مرشد کا استدلال ہے کہ:

''اگر دجال کے نکلنے کے وقت مہدی بادشاہ ہوں تو دجال افق زمین کا مالک نہ ہوگا۔اگر تمھاری رائے کے مطابق مہدی کی زندگی میں دجال روئے زمین کا مالک ہو جائے اور ساری زمین میں فساد برپا کرے تو ساری زمین نفی جور و ظلم کے ساتھ عدل و انصاف سے کہاں بھری اور کون سا ظلم دجال کے ظلم سے بڑا ہے؟'' ۔مہدوی مرشد عبدالملک سجاوندی۔حوالہ: سراج الابصار ص: ۲۴

میرا جواب:

میں پھر اس بات کو دہراتا ہوں کہ مہدویوں کے دل میں بھری ہوئی غلط فہمی اور فکری انتشار ٹائم لائن کی غلط اور نادرست تفہیم کا نتیجہ ہے۔وہ یہ بات سمجھنے سے قاصر ہیں کہ امام مہدی اور حضرت عیسیٰؑ ی بیک وقت تشریف لائیں گے اور دجال کو زوال پذیر کریں گے۔

اہم نکتہ یہ ہے کہ دجال کی موجودگی اور اس کا ظلم و ناانصافی کو عام کرنا اس امکان کی نفی نہیں کرتا کہ مستقبل میں زمین عدل و مساوات سے بھر دی جائے گی۔ ہوسکتا ہے حضرت عیسیٰؑ کی رہنمائی میں امام مہدی کے ہاتھوں شکست سے دوچار ہونے سے پہلے دجال کو عارضی غلبہ حاصل ہو جائے اور بعد میں اس کی

[1] صحیح از امام مسلم [202ھ 261ھ]۔امام ابن حبان [271ھ 354ھ]۔امام الحاکم [321ھ 405ھ]۔اور شیخ ناصر الدین البانی [1332ھ 1420ھ]۔صحیح الجامع الصغیر [2/ 1120] #7293 اور سلسلة الصحیحة 1960۔

شکست عدل وانصاف کے غلبے کا راستہ صاف کردے۔

یہ فرض کرنا غیر منطقی ہے کہ اگر مہدی پوری دنیا کے بادشاہ ہوں گے تو دجال افق کا بادشاہ نہیں ہوسکتا۔ دجال کا ظہور اللہ کے خدائی منصوبے کا ایک حصہ ہے اور اس کا مقصد انسانوں کی آزمائش ہے۔ امام مہدی کا کردار (حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے ساتھ مل کر) دجال کے فریبوں کا مقابلہ کرنا اور انصاف کا بول بالا کرنا ہے، نہ کہ دجال کے ظہور کو روکنا۔

وہ ارشادات نبوی جن میں امام مہدی کے ظہور کو ایک ایسے لیڈر کے ظہور کے طور پر بیان کیا گیا ہے جو ظلم کا خاتمہ کردے گا اور انصاف کا بول بالا کرے گا، ان ارشادات کو جھٹلایا نہیں جاسکتا۔ ان ارشادات کو نظر انداز کرنا ارشادات نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا انکار کرنے جیسا ہے۔ یہ ارشادات عدل وانصاف کے لامحالہ غلبے پر زور دیتے ہیں، خواہ عارضی طور پر دجال کے چیلنجوں کا سامنا ہی کرنا پڑے۔

اس کو ایک مثال کے ذریعے سمجھنے کی ضرورت ہے: ظہور دجال اور ظہور مہدی کی تشبیہ جنگل کی بھیانک آگ اور بارش کی بوچھار سے دی جاسکتی ہے۔ یوں سمجھیے کہ جنگل کی آگ اپنے راستے میں آنے والی ہر چیز کو ہڑپ کرتی ہوئی تباہی اور بربادی مچاتی چلی جاتی ہے۔ ایسا لگتا ہے کہ آگ پر قابو نہیں پایا جاسکتا۔ تاہم جب بارش کا ایک جھونکا آتا ہے۔ اس کے اندر آگ کو بجھانے کی طاقت ہے، اس لیے وہ توازن قائم کردیتی ہے اور جھلسی زمین کو نئی زندگی بخش دیتی ہے۔ اسی طرح دجال کا ظلم اور ناانصافی ہوسکتا ہے شروع میں جنگل کی آگ کی طرح پھیل جائے، جس کی وجہ سے کرہ ارض پر افراتفری اور مصائب کا ظہور ہونے لگے، لیکن مہدی کے ظاہر ہونے اور حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے نزول فرمانے کے ساتھ ہی ان کی موجودگی اور اقدامات زندگی بخشنے والی بارش کی بوچھار کا کام کریں گے اور یہ بارش ظلم کی آگ بجھاتے ہوئے عدل ومساوات قائم کرتی چلی جائے گی۔ دجال کے مظالم کی شدت کے باوجود امام مہدی کی آمد امید، تجدید حیات اور انقلابی تبدیلیوں کی نوید سنانے لگے گی جو کہ زمین کو عدل ومساوات سے بھر دے گی، بالکل اسی طرح جس طرح جنگل کی تباہ کن آگ کے بعد بارش کی بوچھار زمین کے اندر زندگی کی نئی روح پھونک کر اسے زندہ کردیتی ہے۔

اس کے علاوہ، ایک حدیث اور ہے جو امام مہدی کی آمد اور نزول عیسیٰ علیہ السلام کے بعد دنیا کی حالت کو صاف طور پر بیان کرتی ہے۔

یہ حدیث بھی ہمارے استدلال کی تائید کرتی ہے۔

حدیث ۷.٦

قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: طوبَى لعيشٍ بعدَ المسيحِ ، طوبى لعيشٍ بعدَ المسيحِ ، يؤذَنُ للسَّماءِ في القَطرِ ، ويؤذَنُ للأرضِ في النَّباتِ فلو بذرتَ حبَّكَ على الصَّفا لنبتَ ، ولا تَشاحَّ ولا تحاسُدَ ولا تباغضَ حتَّى يمرَّ الرَّجلُ على الأسدِ ولا يضرُّهُ ، ويطأُ على الحيَّةِ فلا تضرُّهُ۔

”مسیح کے بعد جینے والوں کے لیے خوش خبری ہے، مسیح کے بعد جینے والوں کے لیے خوش خبری ہے۔ زمین میں آسمان کے لیے اعلان کیا جائے گا اور زمین کے لیے نباتات میں اعلان کیا جائے گا۔ اگر تو اپنا بیج چٹان پر بھی بوئے گا تو وہ اُگے گا، پس نہ توبخ ہوگا، نہ ایک دوسرے سے حسد ہوگا، نہ ایک دوسرے سے بغض پایا جائے گا، حتی کہ ایک شخص شیر کے پاس سے گذرے گا اور وہ اسے کوئی نقصان نہیں پہنچائے گا اور سانپ کے پاس سے گذرے گا لیکن وہ اسے ڈسے گا نہیں۔“

راوی: ابوہریرہؓ- حوالہ: حدیث ابی بکر العنبری ۴۷- درجہ: صحیح[1]

[1] شیخ ناصر البانی [1332ھ 1420ھ] سلسلۃ الصحیحہ 1926.

مذکور بالا حدیث میں دنیا کی اس صورت حال کا ذکر ہے جو حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی آمد کے بعد دنیا کی ہوگی۔ یہ ہمارے استدلال کو باوزن بناتی ہے۔ یہ ایک ایسی دنیا کی تصویر پیش کرتی ہے جو بخل ولالچ، عداوت ودشمنی، اور نفرت سے پاک ہوگی، جہاں لوگ امن کے ساتھ مل جل کر رہیں گے۔ دنیا کی یہ منظر کشی عالمی سطح پر عدل ومساوات کے غالب آجانے کے امکانات کو مضبوط اور قوی کر رہی ہے۔

ایک بار جب ہم یہ تسلیم کر لیتے ہیں، جیسا کہ آئندہ ابواب میں آئے گا، کہ امام مہدی کا ظہور اور حضرت عیسیٰ علیہ السلام کا نزول ایک ساتھ ہوگا، تو یہ واضح ہوجاتا ہے کہ ایک ایسی دنیا کا تصور کرنا جس کی خصوصیات عدل ومساوات ہوں گی کوئی ناممکن عمل نہیں ہے۔

''جن باتوں پر یقین رکھنا ضروری ہے وہ باتیں وہ ہیں جو 'مہدی موعود' کے ظہور سے متعلق احادیث کے ذریعے بیان کی گئی ہیں، جن کے زمانے میں دجال کا ظہور ہوگا اور پھر نزول عیسیٰ علیہ السلام ہوگا اور وہ اسے (دجال کو) قتل کریں گے۔ حضرت عیسیٰ علیہ السلام امام مہدی کے پیچھے نماز پڑھیں گے جو کہ اس وقت مسلمانوں کے امیر وامام ہوں گے۔'' ابن حجر العسقلانی [۷۷۳-۸۵۲ھ] - حوالہ: القول المختصر فی علامات المہدی المنتظر، ص: ۴۷

اس کے علاوہ مزید ان کے استدلال کو رد کرنے کے لیے میں اس حدیث کا ایک اور متبادل پیش کرتا ہوں جو واضح طور پر بتاتی ہے کہ دنیا میں اس وقت تک بدامنی اور افراتفری کا ماحول قائم رہے گا جب تک مسلمان دجال کے خلاف مزاحمت نہیں کریں گے۔ متفقہ اور پختہ شواہد اس بات کی تصدیق کرتے ہیں کہ [دجال کے خلاف] یہ محاذ آرائی اس وقت عمل میں آئے گی جب مہدی اور عیسیٰ علیہ السلام مسلمانوں کے لشکر سے آملیں گے۔

حدیث ۷.۷

قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: لا تَزالُ طائفةٌ من أُمَّتي يقاتِلونَ على الحقِّ، ظاهِرينَ على مَن ناوَأَهُمْ، حتى يقاتِلَ آخِرُهم المسيحَ الدجالَ.

''میری امت کا ایک گروہ ہمیشہ حق کے لیے محو قتال رہے گا اور اپنے مخالفین پر غالب رہے گا یہاں تک آخر میں اس گروہ کا مقابلہ دجال سے ہوگا۔''

راوی: عمران بن الحصینؓ - حوالہ: سنن ابی داؤد ۲۴۸۴ - درجہ: صحیح[1]

جیسا کہ مذکور بالا حدیث میں صاف صاف کہا گیا ہے کہ دجال کے خلاف جدوجہد، جو کہ بالآخر مہدی اور عیسیٰؑ کی قیادت میں ہوگی، آخری مزاحمت تک جاری رہے گی۔ یہ حدیث گویا اس بات کی ناقابل تردید تصدیق ہے کہ عالمی سطح پر عدل اور مساوات کی تکمیل خالص طور پر مہدی اور عیسیٰؑ کی مشترکہ جدوجہد سے مشروط ہے۔ یہ حدیث ان دونوں کے اس جوہری کردار کو بیان کرتی ہے جو وہ ظلم وجور سے پاک دنیا کی تشکیل کے لیے ادا کریں گے۔

اس کے علاوہ ہمیں اپنے اس زمانے کے وسیع تر تناظر کو بھی ذہن میں رکھنا ہوگا جس میں ہم رہ رہے ہیں۔ آیئے ذیل کی حدیث دیکھتے ہیں:

حدیث ۷.۸

قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: اصْبِرُوا، فإنَّه لا يَأْتي عليكُم زَمانٌ إلَّا الذي بَعْدَهُ شَرٌّ منه، حتَّى تَلْقَوْا رَبَّكُمْ

''صبر کرو، کیوں کہ تم پر کوئی زمانہ نہیں آئے گا مگر ایسا زمانہ جس کے بعد کا دور اس دور سے بھی برا ہوگا، یہاں تک کہ تم اپنے رب سے جاملو۔''

راوی: انس بن مالکؓ - حوالہ: صحیح البخاری ۷۰۸۶؛ سنن الترمذی ۲۲۰۶ - درجہ: صحیح

[1] صحیح از شیخ ناصر البانی [1332ھ 1420ھ] - ابن ابوداود (2/91)۔

یہ ارشادِ نبوی اس بات کو تقویت بخشتا ہے کہ وقت کے ساتھ ساتھ دنیا کے حالات ابتر ہوتے چلے جائیں گے۔ اس لیے اگر مہدی مرشدین یہ دعوی کرتے ہیں کہ سید جون پوری کی شکل میں مہدی پہلے ہی زمین کو عدل ومساوات سے بھر چکے ہیں تو ان کا یہ دعوی موجودہ زمانے کی حقیقت سے متصادم ہے، جہاں فساد اور ناانصافی غالب آتے جا رہے ہیں۔

موجودہ زمانے میں عالم اسلام کو چیلنجوں کے ایک سلسلے کا سامنا ہے جو وہاں کے عوام الناس کی قوت برداشت کے لیے ایک آزمائش بنے ہوئے ہیں۔ جنگیں قوموں کو تباہ و برباد کرے دے رہی ہیں، بے شمار لوگوں کو بے گھر کر رہی ہیں اور اپنے پیچھے تباہیوں اور آزمائشوں کی مصیبت چھوڑتی جاتی ہیں۔ مہاجرین کا مسئلہ ختم ہونے کا نام نہیں لیتا ہے، کیوں کہ بے گھر ہو جانے والے لوگوں کو تشدد اور قتل عام سے پناہ چاہیے۔ فاقہ کشی اور غربت نے کتنے طبقوں کو مصیبت زدہ کر دیا ہے، لاکھوں لوگ اپنے بنیادی انسانی حقوق سے محروم کیے جا رہے ہیں۔ شام اور فلسطین میں جاری حالیہ تصادم مکمل طور سے مسلمانوں کی اس حالت زار کو بیان کرتے ہیں جسے مسلمان دُنیا کے مختلف حصوں میں برداشت کرتے آ رہے ہیں، جب کہ ہندوستان اور دیگر ممالک میں مسلمانوں کو تعصب کی وجہ سے جس عالم گیر ظلم کا سامنا ہے، ان کو خاص طور سے تشدد کا نشانہ بنایا جا رہا ہے، وہ مہدی کی آمد کیلئے بے صبری سے انتظار کو شدید کر رہا ہے۔

ان سخت ترین حالات کے سامنے اہل ایمان کے دل کسی نجات دہندہ کے شدت سے منتظر ہیں، ایک ایسے لیڈر کے لیے تڑپ رہے ہیں جو اس آزمائش کا خاتمہ کر کے امن اور عدل کی فضا واپس لے آئے۔ ہر گزرنے والا دن مہدی کی آمد کے انتظار کو شدید سے شدید تر کرتا جا رہا ہے، کیوں کہ لوگوں کو یہ امید ہے کہ ان کی آمد امن وسکون کے دور کا اعلان ہوگی۔ مدد کے لیے بے تاب و بے چین دعاوں کی بازگشت عالم اسلام میں ہر طرف سنائی دے رہی ہے، جب کہ لوگوں کی نگاہیں آسمان کی طرف اٹھی ہوئی ہیں اور وہ بے تابی کے ساتھ مہدی کے دورِ حکومت کے تحت نئے عہد کی صبح کے نمودار ہونے کی نبوی پیشین گوئی کے پورے ہونے کی راہ دیکھ رہے ہیں، جہاں امن، عدل اور مساوات تمام مسلمانوں کے لیے غالب آ جائے گا قطعِ نظر اس سے کہ ان کا تعلق زمین کے کس خطے اور علاقے سے ہے۔

بے بنیاد قیاسات: ''بھرنے'' کی مترادفات

مہدوی مرشد ذیل کی مثال پیش کرتے ہوئے استدلال کرتے ہیں:

> ''لفظ ''بھرنے'' کا مطلب ''لبالب بھرنا'' یا ''کامل'' نہیں ہوتا۔ مثال کے طور پر اگر یہ کہا جائے کہ بادشاہ کا خزانہ جواہرات سے بھرا ہوا ہے تو اس کا مطلب یہ نہیں ہے کہ خزانے کے اندر دوسرے سامانوں سے زیادہ ہیرے موتی ہی ہیں۔''
>
> مہدوی مرشد قاضی منتجب الدین جونیاری۔ حوالہ: مخزن الدلائل، ص: ۶۸

میرا جواب:

ہیرے جواہرات سے بھرے ہوئے خزانے کی مثال کے ذریعے سے موازنہ ان کے دلائل کی موثر تائید نہیں کرتا۔ اس مثال کے اندر یہ کہا گیا ہے کہ خزانہ ''جواہرات سے بھرا'' ہوا ہے، جس کا مطلب یہ ہے کہ جواہرات کی موجودگی دوسرے سامانوں سے زیادہ ہے۔ خزانے کے سیاق میں یہاں پر زور جواہرات کی کثرت پر ہے۔ اس لیے یہ مثال اس دعوے کے خلاف ہے جس میں بھرنے سے مراد ''لبالب بھرنا'' یا کثرت نہیں ہے۔

اسی طرح بازار کے گیہوں سے بھرے ہونے کی مثال بھی کمزور ہے۔ جب یہ کہا جاتا ہے کہ بازار گیہوں سے بھرا ہوا ہے، تو یہ معلوم ہوتا ہے کہ بازار

میں گیہوں آسانی سے اور ہر جگہ دستیاب ہے۔ اس کا مطلب یہ ہے کہ گیہوں دوسرے اناجوں کے مقابلے میں وافر مقدار میں موجود ہے، کیوں کہ اسے ایک نمایاں اناج کے طور پر بیچا جا رہا ہے۔ یہ دعوی کرنا گمراہ کن ہوگا کہ ''بھرا ہوا'' کا لفظ گیہوں کی کثرت اور وافر مقدار کی موجودگی پر دلالت نہیں کرتا۔

علاوہ ازیں، قابل غور بات یہ ہے کہ کسی خاص پہلو کو گہرا مفہوم دینے یا اس پر زور دینے کے لیے استعارات کا استعمال کیا جاتا ہے۔ البتہ زمین کے انصاف سے بھر دیے جانے والی حدیث میں کوئی استعاراتی اظہار نہیں ہے۔ زمین کو انصاف سے بھرنے کا تصور صرف ایک ایسے سماج کی تشکیل کو بیان کرتا ہے جہاں انصاف کا بول بالا ہوگا اور ظالمانہ اعمال کو مٹا دیا جائے گا۔ یہ محض ایک استعاراتی بیان نہیں ہے بلکہ ایک حقیقی انقلاب کا ذکر ہے جسے مہدی اپنے دور حکومت کے دوران برپا کریں گے۔

ایک وسیع مفہوم کی حامل مثال دینے کی غرض سے پانی سے بھرے ہوئے ایک کپ کا تصور کریں۔ جب یہ کہا جاتا ہے کہ کپ پانی سے بھرا ہوا ہے تو اس کا مطلب یہ ہوتا ہے کہ پانی کپ کے آخری کناروں تک بھر چکا ہے۔ یہاں استعارے کا استعمال اس کے حقیقی مفہوم میں کیا گیا ہے، کہ کپ میں اب مزید پانی اپنے اندر سمو لینے کی استطاعت نہیں ہے۔ اسی طرح جب یہ کہا جاتا ہے کہ مہدی کے عہد میں زمین انصاف سے بھر دی جائے گی تو اس سے یہی واضح ہوتا ہے کہ سماج کے تمام شعبوں میں انصاف کا مکمل نفاذ ہو جائے گا۔

آیئے ایک اور مثال پر غور کرتے ہیں جہاں ایک کمرہ روشنی سے بھرا ہوا ہے۔ جب ہم یہ کہتے ہیں کہ کمرہ روشنی سے بھرا ہوا ہے تو اس کا مطلب یہی ہوتا ہے کہ کمرے کی پوری جگہ روشن ہے، اور کسی کونے میں بھی اندھیرے کا نام و نشان نہیں ہے۔ اس مثال میں لفظ ''بھرنے'' کا استعاراتی استعمال کمرے کے اندر روشنی کے پوری طرح غالب آجانے اور ہر طرف اس کی موجودگی کو ظاہر کر رہا ہے۔

اسی طرح جب حدیث میں یہ کہا جاتا ہے کہ مہدی زمین کو انصاف سے بھر دیں گے تو اس کا مطلب یہی ہوگا کہ انصاف عالم گیر پیمانے پر غالب آجائے گا اور سماج کے ہر ہر پہلو میں سرایت کر جائے گا۔ بالکل اسی طرح جس طرح ایک کمرہ روشنی سے اس طرح بھر جاتا ہے کہ کوئی جگہ تاریکی میں نہیں رہتی، زمین بھی مہدی کی قیادت و امارت میں انصاف سے اس طرح بھر جائے گی کہ ظلم، زیادتی اور ناانصافی کے لیے کوئی جگہ نہیں بچے گی۔

اس سے یہ واضح ہو جاتا ہے کہ حدیث میں ''بھرنے'' کے استعاراتی استعمال سے اس لغوی تشریح کو تقویت ملتی ہے کہ مہدی کے عہد میں انصاف عالمگیر سطح پر غالب آجائے گا۔ یہ مثالیں حدیث میں لفظ ''بھرنے'' کی لغوی تشریح و مفہوم کو استحکام بخشتی ہیں اور اس بات کو نمایاں کرتی ہیں کہ مہدی کے عہد میں جامع و شامل نوعیت کا انصاف آجائے گا۔ محض ایک استعاراتی بیان سے سے پرے یہ چیز مہدی کے اُن انقلابی اثرات کو واضح کرتی ہے جو سماج کے اوپر مرتب ہوں گے اور دنیا بھر میں انصاف کی یقینی آمد اور مساوات کے غلبے کو یقینی بنا دیں گے۔

نتیجہ یہ سامنے آیا کہ مہدوی مرشد کی جانب سے حدیث کی تطبیق کو ایک مخصوص علاقے تک محدود کرنے کی کوشش پختہ منطق سے خالی ہے اور پیشین گوئی کی وسعت و جامعیت کو نظر انداز کرتی ہے۔ تعلیمات نبویہ کے وسیع تر سیاق اور قرآن میں 'الارض' کے آفاقی استعمال سے مدلل یہ حدیث اس بات پر زور دیتی ہے کہ مہدی کے دور میں انصاف اور مساوات کے پہلو سے عالمگیر تبدیلی آئے گی۔ ہماری دنیا کی موجودہ غالب صورت حال جس میں ناانصافی بڑھتی جا رہی ہے اور عالمی امن غائب ہے، یہ صورت حال سید جون پوری کے دعوے کو چیلنج کرتی ہے جس میں وہ خود کو پیشین گوئی کا مصداق بتاتے ہیں۔

ظہور امام مہدی اور نزول عیسیٰ مسیحؑ کے درمیان باہمی ربط و تعلق، جیسا کہ متعدد حدیثوں سے ثابت ہے، اس حقیقت کو نمایاں کرتا ہے کہ حقیقی انصاف اور مساوات صرف اسی وقت حاصل کیا جا سکے گا جب وہ دونوں بہ یک وقت آئیں گے۔ ایک ایسی دنیا کے ظاہر ہونے کا امکان جو عدل اور مساوات سے

بھری ہوئی ہوگی، دراصل دونوں، یعنی امام مہدی اور حضرت عیسیٰ کی مشترکہ کوششوں سے مشروط ہے۔ اسی لیے یہ بات واضح ہوجاتی ہے کہ سید جون پوری کا یہ دعوی کہ وہ پیشین گوئی والے کردار پر پورے اترتے ہیں، چلنے کے لائق نہیں ہے، کیوں کہ موجودہ دنیا، بلکہ سید جون پوری کے زمانے کی بھی صورت حال ناانصافی اور بدامنی سے مغلوب رہی ہے۔

خلاصہ:

اس قسم کی تشریح کہ زمین کو انصاف سے بھر دیے جانے والی پیشین گوئی کے پورے ہونے کا تعلق کسی مخصوص خطہ زمین سے ہے، حدیث کے واضح الفاظ اور تعلیمات نبویہ کے وسیع تر سیاق سے ٹکراتی ہے۔

'الارض' کی اصطلاح قرآن اور حدیث کے اندر جامع اور آفاقی مفہوم میں استعمال ہوئی ہے، جو یہ بتاتی ہے کہ عدل ومساوات سے مراد یہ ہے کہ وہ پوری دنیا پر غالب آجائے گا۔

مہدوی مرشدین کا موضوعی تشریح پر انحصار اور اس میں اپنی طرف سے الفاظ کا اضافہ ان کے دلائل کی ثقاہت کو کمزور کردیتا ہے اور مہدویت کے اثبات میں ان کی کوششوں کی ناکامی کو بیان کرتا ہے۔

اسلامی عقائد کی رو سے دجال کا ظہور اور امام مہدی کی موجودگی دونوں ایک دوسرے سے مربوط ہیں۔ امام مہدی دجال کی ظالمانہ حکومت سے پہلے آئیں گے اور اس کے بعد تک رہیں گے اور انسدادی لشکر کے طور پر نفاذ عدل ومساوات کے لیے کوشاں رہیں گے۔ ارشادات نبویہ دجال کی وقتی اور عارضی مزاحمت کے باوجود عدل وانصاف کی واقعاتی فتح اور غلبے کو نمایاں کرکے پیش کرتے ہیں۔

یہ دعوی کہ سید جون پوری نے اپنے علاقے میں کامیابی کے ساتھ عدل ومساوات کو قائم کردیا تھا، ٹھوس شواہد وثبوت کا محتاج ہے۔ تاریخی حالات، علما اور معاصرین کی جانب سے اس بات کا عدم اعتراف، کش مکشوں کا جاری رہنا، اور ان کے زمانے کی غالب صورت حال اس دعوے کا ساتھ نہیں دیتی کہ ان کے زمانے میں علاقائی اور عالم گیر سطح پر عدل ومساوات قائم کردی گئی تھی۔

امام مہدی کا عہد زریں
بے مثال خوش حالی اور معاشی ترقی

اس باب میں امام مہدی کے عہد زریں کے موضوع پر غور وفکر کریں گے، جس کی خصوصیات ایک ایسے دور کے طور پر بیان کی گئی ہیں جو دور غیر معمولی خوش حالی اور بے مثال معاشی ترقی کا دور ہوگا۔

حدیث ۸.۱

قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ: يكون في أمتي المهدي إن قصر فسبع، وإلا فتسع، فتنعم فيه أمتي نعمة، لم ينعموا مثلها قط، تؤتى أكلها ولا تدخر منهم شيئا، والمال يومئذ كدوس، فيقوم الرجل، فيقول: يا مهدي أعطني، فيقول خذ۔

''مہدی میری امت میں سے ہوگا۔ اگر وہ کم عرصے کے لیے رہا تو سات سال رہے گا ورنہ نو سال تک رہے گا۔ اس دوران میں میری امت ایسی خوش حالی سے محظوظ ہوگی جیسی اسے کبھی نصیب نہیں ہوئی ہوگی۔ اسے زمین کی ساری نعمتیں دے دی جائیں گی اور کوئی چیز روکی نہیں جائے گی۔ اور مال و دولت اس دن ڈھیر کی شکل میں ہوگا۔ ایک شخص کھڑا ہو کر کہے گا کہ اے مہدی یہ مجھے دے دو، تو مہدی کہے گا کہ لے لو۔''

راوی: ابوسعید خدری - حوالہ: سنن ابن ماجہ ۴۰۸۳؛ مستدرک للحاکم (۴/ ۵۵۸)؛ مصنف ابن ابی شیبہ (۷/ ۵۱۲) ۳۷۶۳۸؛ سیوطی ۲۸۵۱ - درجہ: حسن [ع۱]

دیگر مزید روایات اس عہد زریں کی غیر معمولی خوش حالیوں کو مزید واضح طور پر بیان کرتی ہیں:

''......آسمان سیلاب کی طرح بارش برسائے گا اور زمین اپنی تمام پیداوار اگل دے گی۔ مال و دولت اس طرح ڈھیر کی شکل میں پڑے ہوں گے جیسے کھیتوں میں اناج پڑے رہتے ہیں۔''
حوالہ: مجمع الزوائد (۷/ ۴۳۶) ۱۲۴۱۱

ع۱ حسن از امام ابن کثیر [701ھ -774ھ] البدایہ والنہایہ (10/ 37)۔ امام الہیثمی [909ھ 974ھ] الموارد الظمأن (7/ 317)۔ شیخ ناصر البانی [1332ھ 1420ھ] صحیح سنن ابن ماجہ (679)۔

’’......مایوس و دل شکستہ وہ شخص ہوگا جسے کلب کا مال غنیمت نہیں ملے گا۔ وہ (امام مہدی) خزانے کا منھ کھول دے گا، دولت کی تقسیم کرے گا اور اسلام کو زمین پر قائم کر دے گا۔ لوگ سات یا نو برس تک خوش حالی کی زندگی بسر کریں گے۔‘‘ حوالہ: مجمع الزوائد (۷/ ۴۳۳) ۱۲۳۹۹

’’......زمین اور آسمان پر بسنے والے اس سے خوش ہونگے اور زمین اپنا کوئی بیج اپنے اندر چھپا کر نہیں رکھے گی، بلکہ انھیں باہر لے آئے گی اور آسمان پانی کا ایک قطرہ بھی روک کر نہیں رکھے گا بلکہ اللہ بہتات کے ساتھ اہل زمین پر برسا دے گا۔‘‘ حوالہ: مستدرک للحاکم ۸۴۳۸؛ مسند احمد ۱۱۳۲۶

ان روایات کی حیثیت امام مہدی کے عہد زریں کی اصل حقیقت کو ثابت و پائیدار کرنے والے شواہد کی ہے۔ یہ صاف انداز میں اس غیر معمولی دور کی خصوصیات یعنی معاشی خوش حالی، وسائل کی فراوانی، مال و دولت کی مبنی بر عدل تقسیم کو بیان کرتی ہیں۔ آسمان کے بہتات کے ساتھ پانی برسانے، زمین کی زرخیزی اور سبزہ و ثمرات کی فراوانی کا یہ منظر بے مثال زراعتی پیداوار اور قدرتی وسائل کی فراوانی کی تصویر پیش کرتا ہے۔

مال غنیمت کی شکل میں حاصل کیے جانے والی دولت کا ذکر مزید اس بات کو مضبوطی عطا کرتا ہے کہ مہدی کے عہد میں بے مثال خوش حالی ہوگی۔ یہ فراوانی و بہتات اس قدر وسیع ہوگی کہ یہ ایک معمول کی بات بن جائے گی اور لوگ اس سے نہ تو حیرت میں پڑیں گے اور نہ ایک دوسرے کی دولت کو دیکھ کر بغض و حسد کا شکار ہوں گے۔ اس وقت کی سماجی صورت حال میں سخاوت و فیاضی اور کثرت و فراوانی غالب ہوگی جس میں لوگ کھلے عام ضرورت مندوں کی مدد کے لیے آگے آتے ہوں گے۔

حدیث میں تحریف: سید جون پوری کا گمراہ کن دفاع

سید جون پوری کو اس حدیث کے مانند قرار دینے کے لیے ان کا دفاع اس طرح کیا گیا:

’’امام مہدی اپنے ساتھیوں کے درمیان...... وہ کہتے ہیں: ’’جسے مال کی خواہش ہے وہ اللہ تعالیٰ کو نہیں پا سکے گا اور جس کسی کو اللہ تعالیٰ کو پانے کی خواہش ہے اسے مال و دولت کی کوئی حاجت نہیں۔ تو پھر مہدی زمین کے اندر سے کس کے لیے سونے اور ہیرے برآمد کریں گے اور کس کو دیں گے؟ علماء اس حدیث کے اصل معنی کو سمجھنے میں ناکام رہے ہیں۔ زمین سے دولت کا نکالنا اور لوگوں کو دینا اور انھیں گمراہ کرنا دجال کی صفات و خصوصیات ہوں گی۔ حدیث کا لب لباب یہ ہے کہ مہدی ولایت کی دولت کو آشکار کریں گے اور لوگوں کو قرآن کے معانی کو سننے پر مجبور کریں گے جو وہ نبی ﷺ کے زمانے میں نہیں سن پائے تھے۔ وہ فتوح (اعانتوں) کی تقسیم بھی کریں گے جو اللہ تعالیٰ غیر متوقع طور پر ان کے پاس بھیجے گا۔‘‘

حوالہ: مہدوی لٹریچر۔ شواہد ولایت از بندگی میاں سید برہان الدین، ص: ۱۹۰، ۱۹۱

میرا جواب:

مہدی کے دور میں خوش حالی اور دولت کی فراوانی والی حدیث کے معیار پر اترنے کے لیے سید جون پوری کا دفاع بے بنیاد اور روایت کے اصل معانی کو بیان نہیں کرتا۔ ان کے ذریعے جو تشریح کی گئی ہے کہ سونے اور ہیروں کی برآمدگی اور دولت کی تقسیم سے مراد روحانی خزانے اور علم کی ترویج ہے، یہ حدیث کے مدلول و مدعا اور اس کے پس منظر و سیاق سے مناسبت نہیں رکھتی۔

حدیث صاف لفظوں میں مہدی کی اس قابلیت کا ذکر کرتی ہے کہ وہ خوش حالی و فراوانی لے کر آئیں گے، جہاں زمین کسی روک ٹوک کے بغیر اپنی پیداوار دے گی اور دولت کے ڈھیر لگا دیے جائیں گے۔ اس نکتے کی مزید وضاحت کے لیے ایک مثال پر غور کرتے ہیں:

ایک ایسے مسافر کا تصور کریں جو صحرا میں بھٹک گیا ہو اور اپنی پیاس بجھانے کے لیے مایوسی کے ساتھ پانی تلاش کرتا پھر رہا ہو۔ کئی دنوں کی تگ و دو کے بعد وہ ایک دانا و حکیم شخص کے پاس سے گزرتا ہے جو اپنے علم اور دانش مندی کے لیے معروف ہے۔ مسافر اس حکیم کے پاس جاتا ہے، اس امید میں اس سے اپنی پانی کی حاجت بیان کرتا ہے کہ وہ اس کا کوئی حل بتا دے گا۔

جواب میں حکیم ایک خوبصورت نظم پڑھنا شروع کر دیتا ہے اور پانی، اس کی شفافیت، اور اس کی نمایاں خوبیوں پر فلسفیانہ روشنی ڈالنا شروع کر دیتا ہے۔ جب کہ مسافر اس کی حکمت و دانائی اور اس کے لفظوں کی جادوگری کو سراہتا ہے، لیکن وہ حواس باختہ ہونے لگتا ہے کیوں کہ اس کی پیاس جوں کی توں باقی رہتی ہے۔

مسافر نے تو یہ توقع کی تھی کہ حکیم پانی کے مصدر تک پہنچنے کے سلسلے میں اس کی عملی رہنمائی کرے گا۔ اس کی بجائے حکیم کا فلسفیانہ سبق پڑھانے پر توجہ کو مرکوز رکھنا مسافر کو فوری ضرورت کو پورا کرنے میں ناکام رکھتا ہے۔

بالکل اسی طرح سید جون پوری کی دلیل بھی مہدی کی تقسیمِ دولت کو روحانی خزانوں اور علم کی تقسیم کے مماثل و مساوی قرار دیتی ہے جبکہ حدیث صاف طور پر اس جانب اشارہ کرتی ہے کہ مہدی ایک ایسا دور لائیں گے جو مادی خوش حالی و فراوانی کا دور ہوگا۔ جس طرح سے مسافر کو اپنی پیاس بجھانے کے لیے پانی کی ضرورت تھی، لوگ بھی اپنے مادی مسائل اور دشواریوں کو حل کرنے کے لیے ٹھوس مدد کے طالب و محتاج ہوں گے۔

اس لیے یہ مثال واضح طور پر سید جون پوری کی دلیل کی کمزوری کو ظاہر کرتی ہے۔ حدیث کا اس بات پر زور دینا کہ وہ مادی خوش حالی عطا کریں گے اس فہم کے مطابق ہے جس میں مادی وسائل اور خوش حالی کی بات کہی گئی ہے نہ کہ خالص روحانی خزانوں اور علم کی۔

فریب دہی طشت از بام: سید جون پوری کے متضاد بیانات

سید جون پوری کے علانیہ اعمال ان کی اپنی ہی دلیلوں کے خلاف ہیں اور انھیں ایک غیر یقینی مقام پر لا کھڑا کرتے ہیں۔

ایک دوسری نقل (مہدوی اقوال) میں کہا گیا ہے:

''ایک دن فرح کے مقام پر، امام مہدی فطرت کی آواز پر لبیک کہنے کے لیے ندی کے کنارے کنارے چل رہے تھے۔ بندگی میاں سید سلامت اللہ ان کے ساتھ تھے۔ امام مسکرائے اور میاں سلام اللہ سے پوچھا: ''وہ کیا بات تھی جو تمہارے ذہن میں آئی تھی؟' حضرت سلامت اللہ نے فرمایا: ''علماء کہتے ہیں کہ امام مہدی کی ایک علامت یہ ہے کہ وہ جدھر سے بھی گذریں گے پہاڑ سونے میں تبدیل ہو جائیں گے اور زمین اپنے تمام خزانے باہر پھینک دے گی۔ پھر امام صاحب سونے اور دولت کو لوگوں کے درمیان تقسیم کریں گے۔'' امام نے پوچھا: ''تم نے اس سے کیا سمجھا؟'' میاں سلامت اللہ نے کہا: ''میں نے تو وہی بات کہی ہے جو میں نے سنی ہے۔'' واپسی میں امام نے ایک طرف اپنی نظر ڈالی اور ان سے ادھر دیکھنے کے لیے کہا۔ میاں سلامت اللہ نے جو کچھ دیکھا وہ یہ تھا کہ پہاڑ سونے کے ایک ڈھیر میں تبدیل ہو چکا ہے اور ریت کے ذرات موتیوں میں تبدیل ہو گئے ہیں۔ حضرت امام نے ان سے کہا: ''جو تمھیں لینا ہے لے لو اور اپنے ساتھیوں کو بتا دو کہ وہ جو لینا چاہیں لے سکتے ہیں۔'' بندگی میاں سید سلامت اللہ نے مٹھی بھر موتی اٹھائے اور انھیں ایک کپڑے میں لپیٹ لیا۔ جب انھوں نے اس واقعے کی تفصیلات اپنے ساتھیوں کو بتائیں اور انھیں موتی دکھائے اور امام مہدی کا یہ قول نقل کیا کہ ''جسے موتی چاہئیں وہ جائے اور وہاں سے لے آئے'' تو تمام مرد و خواتین نے ایک آواز میں کہا: ''ہمیں اللہ سبحانہ وتعالی کی ذات کے علاوہ کچھ نہیں چاہیے۔''

حوالہ: مہدوی لٹریچر۔ شواہد ولایت از بندگی میاں سید برہان الدین ص:۱۹۰

یہ واقعہ راست طور پر سید جون پوری کے اس دعوے سے متصادم ہے کہ دولت کی تقسیم سے مراد روحانی خزانے اور علم ہیں۔ اس کے علاوہ جون پوری خود یہ کہتے ہیں کہ زمین سے دولت کا نکالنا دجال کی ایک صفت ہوگی۔ یہ عدم مطابقت ہمارے سامنے دو نتائج لاتی ہے:

۱۔ ہم یہ تسلیم کرلیں کہ مہدی موعود اوران کا عہد لغوی مفہوم میں معاشی خوش حالی سے متصف ہوگا جیسا کہ روایات میں بیان کیا گیا ہے۔ اس صورت میں ہم یہ جائزہ لے سکتے ہیں کہ آیا سید جون پوری اس دعوے پر پورا اترتے ہیں یا نہیں۔ دوسرے یہ کہ ان کے دو بیانات کے درمیان تضاد ان کے فریب کو بیان کرتا ہے۔ ان کا ایک بیان تو وہ ہے جس میں حدیث کے لغوی مفہوم سے انکار کرتے ہیں اور دوسرا وہ ہے جس میں وہ زمین سے دولت نکال لینے کی صلاحیت کا دعوی کرتے ہیں۔ یہ تضاد ان کی ثقاہت کو بے دلیل کردیتا ہے اور مہدی موعود کی حیثیت سے ان کے استناد کو شک کے دائرے میں لے آتا ہے۔

۲۔ یا پھر ہم اس امکان پر غور کریں کہ سید جون پوری کسی ایسے عمل کو انجام دے کر جو دجال کا بنیادی وصف ہوگا، خود کو دجال کے ہم وصف ہونے کا دعوی کر رہے ہیں۔ اگر ایسا ہے تو یہ ان کے ارادوں پر ہی تشویش پیدا کرتا ہے کہ آیا وہ واقعی مہدی کی تعلیمات واقدار کی نمائندگی کر بھی رہے ہیں۔

دولت کی تقسیم کا لغوی مفہوم: مزید احادیث کی تائید وتوثیق

علاوہ ازیں ایک اور حدیث سے دولت کی تقسیم کے لغوی مفہوم ہونے کی تائید حاصل ہوتی ہے جو صحیح مسلم کی ہے:

حدیث ۸.۲

قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: يَكُونُ فِي اٰخِرِ الزَّمَانِ خَلِيفَةٌ يَقْسِمُ الْمَالَ وَلَا يَعُدُّهُ

''آخری زمانے میں ایک خلیفہ ہوگا جو کوئی شمار کیے بغیر مال تقسیم کرے گا۔''

راوی: ابوسعید خدری ؓ۔ حوالہ: صحیح مسلم ۲۹۱۳؛ مسند احمد (۱۸/ ۴۰۷) ۱۱۹۱۴؛ اور ۱۴۵۶۷؟؛ مستدرک للحاکم (۴/ ۴۵۴)۔ درجہ: صحیح[1]

ایک اضافی نکتہ: یہ حدیث انتہائی اہمیت کی حامل ہے۔ کیوں کہ اس میں واضح انداز میں ''آخری زمانے'' کا ذکر ہے جسے امام مہدی کے ظہور کا زمانہ بتایا گیا ہے۔ آئندہ ابواب میں ہم اس موضوع کا تفصیل سے جائزہ لیں گے۔

ایک اور روایت سنن ترمذی میں بھی ہے جو اس شخص کے مہدی ہونے کا صاف طور پر ذکر کرتی ہے:

''حقیقت میں مہدی آئے گا جو میری امت سے ہوگا اور پانچ یا سات یا نو برس حکومت کرے گا......ایک شخص اس کے پاس آئے گا اور کہے گا: ''اے مہدی! مجھے نوازو، مجھے نوازو۔ تو وہ اس کی جھولی میں اتنا بھر دے گا جتنا اس کے لیے لے جانا ممکن ہوگا۔''

حوالہ: سنن ترمذی ۲۲۳۲؛ مسند احمد (۳/ ۲۱۔ ۲۲)؛ درجہ حسن[2]

ایک مزید روایت مستدرک الحاکم میں بھی موجود ہے جو اسلامی عہد زریں کو مزید وضاحت کے ساتھ بیان کرتی ہے:

''میری امت میں ایک خلیفہ ہوگا جو فیاضی کے ساتھ دولت تقسیم کرے گا اس کا کوئی ریکارڈ اپنے پاس نہیں رکھے گا۔ میں قسم کھاتا ہوں اس ذات کی

ع۱ صحیح از امام مسلم [202ھ 261ھ]۔ امام حاکم [321ھ 406ھ]۔ امام الہیثمی [909ھ 974ھ] الموارد الظمأن (7/316) 12407#

ع۲ حسن از امام ترمذی [209ھ-279ھ]۔ شیخ ناصر البانی [1332ھ 1420ھ] صحیح سنن ترمذی 1820#۔

جس کے قبضے میں میری جان ہے، حقیقت میں اسلام کا غلبہ واپس آئے گا۔ (یعنی مہدی کے دور میں اسلام اپنی کھوئی ہوئی عظمت کو واپس پا لے گا اور اپنا اصل مقام واپس حاصل کر لے گا۔) حوالہ: المستدرک علی الصحیحین (۴/۵۰۱) ۱۰۸

یہ روایات بھی اس خیال کو تقویت دیتی ہیں کہ مہدی کا عہد حکومت فیاضانہ اور لامحدود دولت کی تقسیم سے متصف ہوگا۔ یہ حدیثیں دوبارہ اسلام کے غالب آنے کو بھی واضح کرتی ہیں۔ یہ بھی بتاتی ہیں کہ اسلام اپنا کھویا ہوا وقار واپس حاصل کر لے گا اور دنیا کے اندر اپنی باعظمت پوزیشن پر واپس آ جائے گا۔ اس کا مطلب یہ ہوا کہ اسلام کے اصول و اقدار دوبارہ نافذ ہو جائیں گے جو کہ سماج میں اپنا اصل مقام حاصل کر لیں گے۔ دوبارہ غالب آنے کا مفہوم صرف معاشی دائرے تک محدود نہیں ہوگا بلکہ وہ زندگی کے تمام گوشوں میں سرایت کر جائے گا اور اسلامی اصولوں کی رہنمائی میں پرورش پانے والا پرامن سماج وجود میں آ جائے گا۔

لسانیاتی دفاع: ''مجھے نوازو'' کی تشریح کا جائزہ

مہدویت کے حامیین اپنے لسانیاتی دفاع کی پوزیشن پر واپس آ گئے ہیں۔ ان کی دلیل ہے:

''پہلی حدیث کے سلسلے میں: 'مجھے نوازو، مجھے نوازو' عام طور پر دولت کی طلب یا دولت کے علاوہ کسی اور چیز کی طلب: یعنی رہنمائی کا معنی و مفہوم دیتا ہے (جس کا مطلب ہوا کہ طلب محض دولت کی طلب تک محدود نہیں ہے، اس کا مطلب غالب طور پر محبت کی طلب بھی ہوسکتا ہے، اللہ کی رویت کی طلب بھی ہوسکتا ہے اور ولایت کے راز وغیرہ بھی ہوسکتا ہے)۔ اس لیے یہ نتیجہ نہیں نکالا جا سکتا ہے کہ ''مجھے نوازو، مجھے نوازو'' کی طلب سونے اور چاندی کی طلب ہے۔'' مہدوی مرشد مرشد قاضی منتجب الدین جونیاری۔ حوالہ: مخزن الدلائل ص: ۹۰

میرا جواب:

حدیث میں مہدی کا جواب ''لو'' کی صورت ہے۔ طلب کے مقابلے دینا نمایاں طور پر طلب اور دولت کے درمیان براہ راست تعلق پیدا کر رہا ہے۔ یہ دلیل کہ 'مجھے نوازو، مجھے نوازو' کے الفاظ دولت کے علاوہ کسی اور چیز، جیسے رہنمائی، محبت کی طلب کا مفہوم دیتے ہیں، ایک موضوعی و معروضی تشریح ہے۔ حدیث واضح طور پر دولت کے ڈھیر اور خاص اس کی درخواست یا طلب کا ذکر کرتی ہے۔

علاوہ ازیں، حدیث میں کثرت دولت اور خوش حالی و فروانی کے ایک زمانے کا انکشاف کیا گیا ہے، جس میں زمین اپنی کھیتیوں کی تمام پیداوار کسی روک ٹوک کے بغیر فراہم کر دے گی۔ یہ سیاق اس بات کو مضبوطی عطا کرتا ہے کہ حدیث میں دولت کی طلب محض علامتی نہیں ہے، بلکہ مادی خوش حالی اور فراوانی کی ایک خواہش کو بیان کرتی ہے۔

اس کی ایک تصوراتی وضاحت کے لیے ہم مہدی کی خلافت کے ماتحت ایک خوش حال شہر کا تصور کریں۔ معاشی سرگرمیاں ترقی پر ہوں، اور عوام الناس کو کثرت دولت اور خوشحالی میسر ہو۔ مہدی، جو کہ دولت کی مساویانہ تقسیم کے لیے شہرت رکھتے ہوں گے، وہ اس بات کو یقینی بنا رہے ہوں کہ ہر شخص کی ضرورتیں پوری ہوں اور جو بھی وسائل زندگی ہیں وہ انصاف کے ساتھ شہریوں کے درمیان تقسیم ہو رہے ہوں۔''

اس ترقی یافتہ شہر میں ایک تنہا شخص امام مہدی تک رسائی حاصل کرتا ہے اور کہتا ہے: ''اے مہدی، مجھے نوازیے!'

اس منظرنامے میں 'نوازیے' کی درخواست صاف طور پر مادی دولت کی خواہش یا مہدی کی ملکیت میں جو وسائل ہوں گے ان کو نمایاں کر کے بیان

کرتی ہے۔ وہ فرد مہدی کی حاکمیت اور ان کے اندر انصاف کی بنیاد پر دولت کی تقسیم کی صلاحیت ہونے کا اعتراف کرتا ہے اور شہر کے اندر جو خوش حالی غالب آئی ہے اس میں سے اپنا جائز حصہ طلب کرتا ہے۔

اس قیاسی مثال کے ذریعے سے یہ بات واضح اور صاف ہو جاتی ہے کہ حدیث میں ''مجھے نوازیے'' کی درخواست مادی خوش حالی و فراوانی سے متعلق ہے۔ یہ تشریح مہدی کے عالم گیر دور حکومت سے میل کھاتی ہے جس کی خصوصیات میں لوگوں کے درمیان دولت کی جائز اور مساوی تقسیم شامل ہے۔

متبادل کا جائزہ: کیا اس سے مراد عمر بن عبدالعزیز کی خلافت ہے؟

بعض مہدوی دعوی کرتے ہیں کہ مذکورہ خلافت اور دولت کی تقسیم کا تعلق حضرت عمر بن عبدالعزیزؒ [۶۳-۱۰۱ھ] سے ہے، جن کے دور حکومت کو وہ اس کی مثال میں پیش کرتے ہیں۔ تاہم حدیث کے الفاظ 'قرب قیامت کے قریب' اور اس کے ساتھ ساتھ علمائے سلف کا اجماع و اتفاق اس تشریح کو منظوری نہیں دیتا۔ صحیح مسلم میں موجود ایک مکالمہ اس معاملے کو مزید واضح کرتا ہے:

''...... قَالَ قُلْتُ لأَبِي نَضْرَةَ وَأَبِي الْعَلاَءِ أَتَرَيَانِ أَنَّهُ عُمَرُ بْنُ عَبْدِ الْعَزِيزِ فَقَالاَ لاَ''

جابر بن عبداللہؓ ایک لمحے کے لیے خاموش رہے اور پھر اللہ کے رسول ﷺ کا یہ قول نقل کیا کہ آپ ﷺ نے فرمایا کہ میری امت کے آخری زمانے میں ایک خلیفہ ہوگا جو آزادانہ طور پر کسی گنتی اور شمار کے بغیر لوگوں کو مٹھیاں بھر بھر کر دولت دے گا۔ میں نے ابونضرہ اور ابوالعلا سے پوچھا: کیا تمہاری مراد اس سے عمر بن عبدالعزیز ہیں؟ انھوں نے کہا: نہیں۔ حوالہ: صحیح مسلم ۲۹۱۳

خلاصہ

روایات وضاحت کے ساتھ مستقبل میں ایک ایسے دور کا انکشاف کرتی ہیں کہ جس میں بے مثال خوش حالی ہوگی، زمینی پیداوار کی بہتات اور کثرت ہوگی اور دولت کے ڈھیر لگے ہوں گے۔ یہ تمام باتیں امام مہدی کے عہد زریں کی اصل حقیقت کا ثبوت فراہم کرتی ہیں۔

ایک ایسے خلیفہ کا ذکر جو گنتی اور شمار کے بغیر دولت کی تقسیم کرے گا مہدی کے اس دور حکومت کے تصور کو تقویت دیتا ہے جس کی خصوصیات دولت کی تقسیم اور مادی وسائل کی کثرت و غلبہ ہوں گی۔

سید جون پوری کے دفاع میں دولت کی تقسیم کو روحانی خزانوں سے تعبیر کرنا روایات میں صاف صاف انداز میں موجود مادی خوشحالی کی نفی کرتا ہے۔ اس کے علاوہ سید جون پوری کا مبینہ عمل بھی، جس میں وہ خود مادی دولت کی تقسیم میں مشغول نظر آتے ہیں، ان کی دلیل کو کمزور کرتا ہے اور ان کی ساکھ کو نقصان پہنچاتا ہے۔

وہ روایات جو مہدی کے عہد میں غیر معمولی خوش حالی کو بیان کرتی ہیں، وہ دولت کی ایسی کثرت کو نمایاں کرتی ہیں جو سید جون پوری کے عہد میں مفقود ہے۔ اس متوقع عہد زریں اور تاریخی سیاق و سباق کے درمیان تضاد و اختلاف سید جون پوری کی ثقاہت و صداقت کو کم کر دیتا ہے، کیوں کہ یہ تضاد و اختلاف اس خوش حال سماج کے بالکل برعکس ہے جس کا ذکر روایات میں کیا گیا ہے۔

قیامت کی گھڑی
قربِ قیامت پر امام مہدی کی آمد

اس باب میں ہم ان واضح اور ناقابل تردید شواہد پر غور کریں گے جو صاف طور پر یہ بتاتے ہیں کہ امام مہدی کی آمد اس وقت ہوگی جب امت کے خاتمے کا وقت قریب آجائے گا، نہ کہ درمیان وقت میں آئینگے۔ نبی ﷺ کی درج ذیل حدیث ظہور امام مہدی کے وقت کی ٹھوس شہادت پیش کرتی ہے:

حدیث نمبر ۹.۱

قَالَ رَسُولُ اللّٰہِ صلَّی اللّٰہُ عَلیہِ وَسَلَّم "یَخْرُجُ فِي اٰخِرِ أُمَّتِي الْمَهْدِيُّ یَسْقِیهِ اللّٰهُ الْغَیْثَ وَتُخْرِجُ الْأَرْضُ نَبَاتَهَا وَیُعْطِي الْمَالَ صِحَاحًا وَتَکْثُرُ الْمَاشِیَةُ وَتَعْظُمُ الْأُمَّةُ یَعِیشُ سَبْعًا أَوْ ثَمَانِیًا".

''میری امت کے آخری دور میں مہدی ظاہر ہوگا۔ اللہ اسے بارش سے سیراب کرے گا اور زمین اپنے نباتات کو باہر نکال دے گی، وہ مال کی صحیح صحیح تقسیم کرے گا اور مویشیوں کی کثرت ہوجائے گی، امت کی عظمت بڑھ جائے گی اور وہ (مہدی) سات یا آٹھ سال زندہ رہے گا۔''

راوی: ابوسعید الخذری۔ حوالہ: مستدرک للحاکم (۴/ ۵۵۷۔۵۵۸) ۸۷۱۶؛ کنزالعمال (۱۴/ ۲۷۳) (۳۸۷۰۰)۔ درجہ: صحیح[ع۱]

حدیث ۹.۲

قَالَ رَسُولُ اللّٰہِ صلَّی اللّٰہ علیہ وسلم "وَالَّذِي بَعَثَنِي بِالحَقّ! إِنَّ مِنْهُمَا - یَعْنِي الحَسَنَ والحُسَین - مَهْدِيُّ هَذِهِ الأُمَّة، إِذَا صَارَتِ الدُّنْیا هَرْجاً و مَرْجاً و تَظَاهَرَت الفِتَنُ و تَقَطَّعَتِ السُبُلُ وَأَغَارَ بَعْضُهُم عَلَی بَعْضٍ، فَلا کَبِیرٌ یَرْحَمُ صَغِیراً وَلَا صَغِیرٌ یُوَقِّرُ کَبِیراً، بَعَثَ اللہ عَزَّ وَجَلَّ عِنْدَ ذٰلِكَ مِنْهُمَا مَنْ یَفْتَحُ حُصُونَ الضَّلَالَةِ وَقُلُوباً غُلْفاً یَقُومُ بِالدِّینِ فِي اٰخِرِ الزَمَانِ کَمَا قُمْتُ فِي أَوَّلِ الزَّمانِ، یَمْلَأُ الأَرْضَ عَدْلاً کَمَا مُلِئَتْ جَوْراً"

''اس ذات کی قسم جس نے مجھے حق کے ساتھ مبعوث کیا ہے، ان دونوں، یعنی حضرت حسنؓ اور حضرت حسینؓ، کی نسل سے اس امت کا مہدی ہوگا،

ع۱ صحیح از امام الحاکم [321ھ-405ھ]۔ امام الذہبی [673ھ-748ھ]۔ شیخ ناصر البانی [1332ھ 1420ھ] سلسلة الصحیحه (2/336) #711

جب کہ دنیا شر وفساد کی آماجگاہ بن جائے گی اور فتنے ظاہر ہو جائیں گے اور راہیں مسدود کر دی جائیں گی اور لوگ ایک دوسرے پر حملہ آور ہوں گے، پس نہ تو بڑا چھوٹے پر رحم کرے گا اور نہ چھوٹا بڑے کی عزت کرے گا۔ اس وقت اللہ تعالیٰ ان دونوں کی نسل سے ایک شخص کو مبعوث کرے گا جو گمراہی کے قلعوں اور بند دلوں کو فتح کر لے گا۔ آخری زمانے میں وہ دین کو اسی طرح کھڑا کرے گا جیسا میں نے ابتدائی زمانے میں کیا تھا۔ زمین کو اسی طرح عدل سے بھر دے گا جس طرح وہ ظلم و جور سے بھر دی گئی ہے۔''

راوی: فاطمہ بنت محمد۔ حوالہ: معجم الکبیر (۳/۵۷۔۵۸) ۲۶۷۵؛ حاوی للفتاوی امام السیوطی (۲/۶۶۔۶۷) ۶۷۶۶؛ معجم الاوسط (۶/۳۲۸) ۶۵۴۰۔ درجہ: صحیح[ع1]

یہ اور دوسری احادیث صاف طور پر یہ بتاتی ہیں کہ مہدی دنیا کے ختم ہونے کے قریب ظاہر ہوں گے۔ ہم امام مہدی اور حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے موضوع پر اس پہلو سے بات کریں گے کہ دونوں بہ یک وقت آئیں گے، اس کے علاوہ بعد کے ابواب میں اس پر بھی بات کریں گے کہ اُمّت کے درمیان امام مہدی کی پوزیشن کیا ہوگی۔

سید جون پوری جو کہ تقریباً ۵۰۰ برس پہلے گزرے تھے، ان کا مہدی ہونا حدیث کے اس ارشاد سے ٹکراتا ہے کہ مہدی دنیا کے خاتمے کے قریب ظاہر ہوں گے۔ اُس زمانے میں سید جون پوری کی آمد یہ ظاہر کرتی ہے کہ انھیں وہ مہدی منتظر نہیں باور کیا جا سکتا جن کی پیشین گوئی یہ کی گئی ہے کہ وہ امت کے آخری دنوں میں ظاہر ہوں گے۔ تاریخی حقائق سید جون پوری کی آمد اور امت کے آخری دور میں حقیقی امام مہدی کی متوقع آمد کے درمیان واضح فرق کو نمایاں کر دیتے ہیں۔

حدیث ۹.۲ کو مہدوی مرشد عبدالملک سجاوندی نے ''امام مہدی کے حق میں روایات'' کے تحت سید جون پوری کی مہدویت کے ثبوت میں پیش کیا ہے۔

> ''نبی صلی اللہ علیہ وسلم کا یہ ارشاد حصون الضلالة کے ساتھ عطف تفسیر ہے۔ اس لیے یہ بات معروف ہو چکی ہے کہ امام مہدی علیہ السلام اپنے فیض سے بند دلوں کو کھول دیں گے اور ان دلوں کو عدل سے بھر دیں گے۔ اور یہی مفہوم ہے اس ارشاد کا کہ ''وہ زمین کو عدل سے بھر دے گا اسی طرح جس طرح وہ ظلم اور ناانصافی سے بھری ہوئی ہوگی۔'' (مہدوی مرشد عبدالملک سجاوندی۔ حوالہ: سراج الابصار ص: ۱۰۵۔۱۰۶)

مہدوی مرشد کی جانب سے ''بند دلوں کو کھول دے گا'' کے الفاظ کا استعمال کرنا اور اس واضح ارشاد کو نظر انداز کر دینا کہ مہدی ''امت کے آخری دنوں میں اسلام کو قائم کرے گا''، اس رجحان کو ظاہر کرتا ہے کہ مخصوص زاویے سے تشریح کی جاتی ہے اور اس زاویے کے خلاف جو چیزیں ہوں انھیں نظر انداز کر دیا جاتا ہے۔ یہ طرز تشریح حدیث کے لٹریری اور اصل مفہوم پر قائم رہنے کی بجائے ان کے لیے حدیث کے معنی و مفہوم کو بدل ڈالنے اور اپنے عقائد سے میل کھانے والی استعاراتی وضاحتوں کو متعارف کرانے کو آسان بنا دیتا ہے۔

امت کے آخری زمانے کے ذکر کو صاف طور پر نظر انداز کر کے مہدوی مرشد اس زمانی دائرے سے بچنے کی کوشش کر رہے ہیں جس میں مہدی کے ظہور کی پیشین گوئی کی گئی ہے۔ یہ معیّن و مخصوص طریقہ تشریح نہ صرف یہ کہ ان کے دلائل کی صداقت و سالمیت کو کمزور کر دیتا ہے بلکہ ان کی علمی دیانت اور عقلی و ذہنی سلامتی کو بھی مشکوک بنا دیتا ہے۔

اپنے عقیدے سے ٹکرانے والی شہادتوں میں الجھنے کی بجائے یہ لوگ اصل معانی کو توڑنے مروڑنے کا طریقہ اختیار کرتے ہیں اور استعاراتی تشریح کا راستہ اختیار کرتے ہیں جو ان کے پہلے سے اختیار کردہ بیانات کے ساتھ آسانی سے میل کھا جاتا ہے۔ اس طریقے کو ان کے عقائد کو تضادات سے ہم آہنگ کرنے کی کوشش کے طور پر دیکھا جا سکتا ہے۔

ع1 صحیح از امام الہیثمی [909ھ-974ھ]؛ مجمع الزوائد (9/165)۔

حالاں کہ اہم یہ ہے کہ ارشادات نبویہ کو جامع اور متوازن مفہوم کے ساتھ سمجھا جائے۔ اپنے مطلب کی بات لے کر اور روایات کے اصل عناصر کو نظر انداز کر کے مہدوی علما نصوص کے معروضی جائزے کے اسلوب کو کمزور کر دیتے ہیں اور اپنے ہی دلائل و استدلالات کے ساتھ سمجھوتا کر لیتے ہیں۔

مزید برآں، حضرت علی بن ابی طالبؓ کا ایک واضح قول ہے کہ مہدی آخری زمانے میں آئیں گے:

عن محمد بن الحنفية قال كنا عند علي رضي الله عنه، فسأله رجل عن المهدي فقال: علي هيهات ثم عقد بيده سبعا فقال ذاك يخرج في آخر الزمان۔

محمد بن الحنفیہ کہتے ہیں کہ ہم علیؓ کے پاس تھے۔ کسی شخص نے ان سے مہدی کے بارے میں سوال کیا تو انھوں نے فرمایا: ''میری طرف دیکھو، پھر اپنے ہاتھ سے سات بنایا اور کہا: ''یہ ہے وہ جو آخری زمانے میں ظاہر ہوگا۔''

راوی: محمد ابن الحنفیہ (محمد ابن علی ابن ابی طالب) - حوالہ: مستدرک الحاکم (۴ / ۵۹۷) ۸۶۵۹ - درجہ: صحیح

خلاصہ:

جو شواہد پیش کیے گئے ہیں وہ قوت کے ساتھ اس عقیدے کی تائید کرتے ہیں کہ امام مہدی امت کے آخری دور میں آئیں گے۔

احادیث میں فساد اور بدامنی کے ایک دور کا ذکر کیا گیا ہے، اور اس کے ساتھ یہ کہا گیا ہے کہ امام مہدی کفر پر غلبہ پالیں گے اور اسلام کو نافذ و قائم کریں گے۔

نبی ﷺ اور علی ابن ابی طالبؓ واضح اور صاف طور پر یہ فرماتے ہیں کہ مہدی دنیا کے ختم ہونے کے قریب آئیں گے۔ اس سے وقت سے پہلے ظاہر ہونے کے دعووں کی نفی ہوتی ہے۔

تقریباً ۵۰۰ برس پہلے سید جون پوری کا تاریخی طور پر ظاہر ہونا اس عقیدے سے ٹکراتا ہے کہ ان کو مہدی موعود کے طور پر پہچانا جائے، کیوں کہ یہ وقت اصل مہدی کے آخری زمانے میں ظاہر ہونے کی پیشین گوئی سے میل نہیں کھاتا۔

مہدوی مرشدین کا حدیث کی مخصوص و متعین تشریحات کو اختیار کرنا اور استعاراتی تشریحات کو اختیار کرنا امام مہدی کے وقت اور نوعیت کو سمجھنے میں ان کی ذہنی و فکری سلامتی کی کمزوری کو ظاہر کرتا ہے۔

سید جون پوری کا خود کے بارے میں مہدی موعود ہونے کا دعوی جو کہ اس دعوے پر مبنی ہے کہ مہدی امت کے درمیانی زمانے میں آئیں گے، صحیح و مستند احادیث کی رو سے واضح طور پر غلط ثابت ہو چکا ہے۔

نظام دنیا کا خاتمہ

ظہور مہدی کے وقت زمین پر آنیوالی تبدیلیاں

اس باب میں ہم زمین کے اندر آنے والی ان تبدیلیوں کی ان علامتوں پر غور وفکر کریں گے جن کے متعلق امام مہدی کی آمد سے پہلے، آمد کے دوران اور آمد کے بعد واقع ہونے کی پیشین گوئی کی گئی ہے۔ یہ علامتیں امام مہدی کی ناگزیر آمد اور ان اہم چیلنجوں کا پتہ دیتی ہیں جو اس وقت دنیا میں ظاہر ہوں گے۔

حدیث ۱۰.۱

قَالَ رَسُولُ اللّٰهِ صلی اللّٰہ علیہ وسلم "يَا ابْنَ حَوَالَةَ إِذَا رَأَيْتَ الْخِلاَفَةَ قَدْ نَزَلَتْ أَرْضَ الْمُقَدَّسَةِ فَقَدْ دَنَتِ الزَّلاَزِلُ وَالْبَلاَبِلُ وَالأُمُورُ الْعِظَامُ، وَالسَّاعَةُ يَوْمَئِذٍ أَقْرَبُ مِنَ النَّاسِ مِنْ يَدِي هَذِهِ مِنْ رَأْسِكَ "

’’اے ابن حوالہ، جب تم دیکھو کہ خلافت ارض مقدس میں ظاہر ہو چکی ہے تو سمجھ لو کہ زلزلوں، آفات، اور عظیم تر حادثوں کا وقت آ چکا ہے۔ اس دن قیامت اس سے بھی زیادہ لوگوں کے قریب ہوگی جتنے میرے یہ دونوں ہاتھ تیرے سر کے قریب ہیں۔‘‘

راوی: عبداللہ بن حوالہ الازدی۔ حوالہ: سنن ابی داؤد ۲۵۳۵؟ مسند احمد (۵ / ۲۸۸)؛ مستدرک للحاکم (۴ / ۴۷۱)۔ درجہ: صحیح[1]

حدیث ۱۰.۲

قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صلی اللہ علیہ وسلم "يَكُونُ فِي آخِرِ أُمَّتِي خَسْفٌ وَمَسْخٌ وَقَذْفٌ "

اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: میری امت کے آخری زمانے میں زمین دھنسنے کے واقعات، تبدیلیاں واقع ہونے اور قذف کے واقعات پیش آئیں گے۔‘‘

راوی: ساحل بن سعد۔ حوالہ: سنن ابن ماجہ ۴۰۶۰؛ طبرانی ۵۵۳۷؛ سیوطی ۲۸۲۵۰[2]

---

[1] صحیح از امام الحاکم [321ھ–405ھ]۔ امام الذہبی [673ھ–748ھ]۔ شیخ ناصر البانی [1332ھ 1420ھ] صحیح سنن ابوداود 2535

[2] صحیح از شیخ ناصر البانی [1332ھ 1420ھ]

حدیث ۱۰.۳

قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صلی اللہ علیہ وسلم "أَبْشِرُوا بِالْمَهْدِيِّ رَجُلٌ مِنْ قُرَيْشٍ مِنْ عِتْرَتِي ، يَخْرُجُ فِي اخْتِلَافٍ مِنَ النَاسِ وَ زِلْزَالٍ فَيَمْلأُ الأَرْضَ قِسْطاً وَعَدْلاً كَمَا مُلِئَتْ ظُلْماً وَجَوْراً وَيَرْضىٰ سَاكِنُ الأَرْضِ وَيَقْسِمُ المَالَ صِحَاحاً بِالسَّوِيَّةِ وَيَمْلأُ قُلُوبَ أُمَّةَ مُحَمَّدٍ غِنىً وَيَسَعُهُمْ عَدْلُهُ ......".

''مہدی کی خوش خبری قبول کرو، وہ ایک شخص ہوگا جس کا تعلق قریش سے اور میرے ہی خاندان سے ہوگا۔ وہ لوگوں کے درمیان باہم اختلافات اور زلزلوں کے زمانے میں ظاہر ہوگا اور زمین کو عدل وانصاف سے اسی طرح بھر دے گا جس طرح وہ ظلم وجور سے بھری ہوئی ہوگی۔ زمین کے باشندے اس سے خوش ہوں گے۔ وہ انصاف کے ساتھ صحیح صحیح مال کی تقسیم کرے گا اور امت محمدیہ کے دلوں کو قناعت سے بھر دے گا اور انھیں اپنے عدل وانصاف کے جوار میں لے لے گا۔''
راوی: ابوہریرہ۔ حوالہ: منتخب کنز العمال (۲۹/۶)

زمین کے اندر تبدیلیوں کی جن علامتوں کا ذکر حدیث میں کیا گیا ہے، وہ کوئی الگ واقعات نہیں ہوں گے، بلکہ امام مہدی کے ظہور سے مربوط ہوں گے۔ ان واقعات کی حیثیت امام مہدی کی آمد کے پیش خیمے کی ہے جو یہ بتاتی ہیں کہ مہدی کی آمد کا وقت آ چکا ہے، اسی طرح وہ اہم تبدیلیاں ہیں جو ان کی حکمرانی کے ساتھ ساتھ آئیں گی۔ تبدیلی کی یہ علامتیں من مانی نہیں ہوں گی، بلکہ خدائی مداخلت کا عملی اظہار ہوں گی، جو دنیا کو امام مہدی کے ظہور کے لیے تیار کریں گی۔

وہ احادیث جن میں زمین میں تبدیلیوں کا ذکر ہے، وہ وسیع پیمانے پر واقع ہونے والی آفتوں اور افراتفری کے دور کی منظر کشی کرتی ہیں۔ یہ احادیث عالمگیر سطح پر مادی وسماجی دونوں طرح کی تبدیلیوں کے واقع ہونے کی طرف اشارہ کرتی ہیں کہ دنیا تبدیل ہو کر انصاف اور مساوات کی طرف جا رہی ہوگی۔ یہ بات اس سیاق میں ہے کہ حقیقی مہدی کے ظہور کی توقع اور امید پہلے سے قائم شدہ نظام میں ٹھوس اور مضبوط انقلاب اور تبدیلی لائے گی۔

تاہم جب ہم سید جون پوری کے مہدی موعود ہونے کے دعوے کا جائزہ لیتے ہیں تو چونکا دینے والے تضادات سامنے آتے ہیں۔ حدیث میں مذکور علامتیں، مثلاً زلزلوں کا واقع ہونا اور دیگر انقلابی وتغیراتی واقعات، سید جون پوری کے عہد میں مرئی شکل میں نظر سے نہیں گزرے۔ امام مہدی کی آمد کے وقت جن آفات اور زلزلوں کے واقع ہونے کی پیشین گوئی کی گئی ہے، ان کے واقع ہونے کی بھی کوئی تاریخی شہادت یا رپورٹ موجود نہیں ہے۔ امام مہدی کی آمد سے مطابقت رکھنے والی علامتوں کا نہ پایا جانا سید جون پوری کے دعوے کی ثقاہت کو کمزور کر دیتا ہے۔

گویا یہ بات پایہ ثبوت کو پہنچتی ہے کہ سید جون پوری کا مہدی موعود ہونے کا دعوی بے بنیاد ہے اور امام مہدی کے ظہور سے متعلق جن لازمی علامتوں کا ذکر روایات میں آیا ہے، ان سے ان کا دعوی محروم ہے۔ ضروری ہے کہ اس قسم کے دعووں کو قبول کرنے میں احتیاط برتی جائے اور انھیں تنقیدی جائزے سے گزارا جائے، جس کی بنیاد مستند روایات اور مہدی موعود کی شناخت کے سلسلے میں علمائے امت کا اجماع واتفاق ہو۔ سید جون پوری کے زمانے میں زلزلوں کا واقع نہ ہونا، جن کی پیشین گوئی کی گئی ہے، یہ بھی اسی حتمی نتیجے پر پہنچاتا ہے کہ سید جون پوری ان لازمی شرطوں پر پورا نہیں اترتے جو احادیث نبویہ میں متعین کر دی گئی ہیں۔

خلاصہ

زمین پر آنے والی تبدیلیوں کی علامتوں کا ذکر کرنے والی احادیث نبویہ نا قابل انکار اشارات کا ایک خاکہ تیار کر دیتی ہیں جسے مہارت کے ساتھ اس لیے بنایا گیا ہے تا کہ امام مہدی کی آمد اور ان اہم تبدیلیوں کی پیشگی اطلاع دے سکے جو ہماری دنیا کو بالکل نئی شکل میں ڈھال دیں گی۔

یہ علامتیں، جو کہ زلزلوں کے واقعات، آسمانی آفات اور سماجی افراتفری سے مربوط ہیں، مافوق الفطرت کمپاس کی حیثیت رکھتی ہیں جو امام مہدی کی امارت میں عدل و مساوات کی صبح طلوع ہونے سے پہلے افراتفری اور بے چینی کے ایک ایسے دور کی طرف اشارہ کرتا ہے جس کی کوئی مثال نہیں ملے گی۔

افسوس کہ جب ہم سید جون پوری کے مہدی موعود ہونے کے جرأت مندانہ دعوے کا جائزہ لیتے ہیں تو ایک تشویش ناک خلا سامنے آتا ہے۔ ان کے مزعومہ عہد میں زلزلوں کا نہ آنا، جن کی پیشین گوئی کی گئی ہے اور زندگی کی بنیادوں کو ہلا کر رکھ دینے والے جھٹکوں کا واقع نہ ہونا، ان کے دعوے کے تانے بانے کو کمزور بنا دیتا ہے اور ان کے دعوے کو مستند روایات اور خدا کی طرف سے مقرر کردہ علامتوں کے سامنے کچے دھاگے کی طرح کمزور کر دیتا ہے۔

راہ دِکھانے والی روشنیاں
عیسیٰ علیہ السلام اور مہدی شانہ بشانہ

تعارف:

حضرت عیسیٰ علیہ السلام اور مہدی کی متوقع آمد اسلامی عقیدۂ آخرت میں بڑی اہمیت کی حامل ہے۔ یہ دونوں ممتاز ہستیاں، ان کے الگ الگ کردار سے قطع نظر، ایک مشترکہ مقصد بھی رکھتی ہیں: عالمگیر اتحاد، عدل اور مساوات کا قیام۔ اس طویل باب میں حضرت عیسیٰ علیہ السلام اور امام مہدی کے درمیان پیچیدہ رشتے پر غور کیا جائے گا اور ان کے بہ یک وقت ظہور کے سلسلے میں شہادتیں فراہم کی جائیں گی، ان کے جدا جدا، لیکن پر امن دنیا کی تشکیل میں ایک دوسرے کے فریضے کو مکمل کرنے والے کردار پر شہادتیں فراہم کی جائیں گی اور ان کے مشن کے درمیان جو قابل ذکر ربط پایا جاتا ہے اس کو واضح اور نمایاں کیا جائے گا۔

حدیث ۱.۱۱

قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صلى الله عليه وسلم "لاَ تَزَالُ طَائِفَةٌ مِنْ أُمَّتِي يُقَاتِلُونَ عَلَى الْحَقِّ ظَاهِرِينَ إِلَى يَوْمِ الْقِيَامَةِ - قَالَ - فَيَنْزِلُ عِيسَى ابْنُ مَرْيَمَ صلى الله عليه وسلم فَيَقُولُ أَمِيرُهُمْ تَعَالَ صَلِّ لَنَا . فَيَقُولُ لاَ . إِنَّ بَعْضَكُمْ عَلَى بَعْضٍ أُمَرَاءُ . تَكْرِمَةَ اللَّهِ هَذِهِ الأُمَّةَ" .

"میری امت کا ایک گروہ ہمیشہ حق کے لیے قتال کرتا رہے گا، وہ قیامت کے دن تک غالب رہے گا۔ فرمایا: پس عیسی ابن مریم نازل ہوں گے تو امت کا امیر ان سے کہے گا کہ آیئے نماز پڑھایئے۔ تو حضرت عیسیٰؑ کہیں گے کہ تم ایک دوسرے کے امیر ہو، یہ اللہ کی طرف سے امت کیلئے اعزاز ہوگا۔"

راوی: جابر ان عبداللہ۔ حوالہ: صحیح مسلم ۱۵۶؛ مسند احمد (۴/۲۱۶۔۲۱۷)؛ مستدرک حاکم (۴/۴۷۸)؛ صحیح ابن حبان ۶۸۱۹؛ الدانی (۲/۱۴۳)۔ حوالہ: صحیح [ع۱]

[ع۱] صحیح از امام مسلم [202ھ 261ھ]۔ امام ابن حبان [271ھ 354ھ] ۔امام الحاکم [321ھ -405ھ]۔ شیخ ناصرالبانی [1332ھ 1420ھ] صحیح الجامع الصغیر (2/1120)#7293 اور سلسلہ الصحیحہ 1960

حدیث ۱۱.۲

قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صلی اللہ علیہ و سلم "كَيْفَ أَنْتُمْ إِذَا نَزَلَ ابْنُ مَرْيَمَ فِيكُمْ وَإِمَامُكُمْ مِنْكُمْ"

اس دن تمہارا حال کیسا ہوگا جب ابن مریم تمہارے درمیان نازل ہوں گے اور تمہارا امام تمہارے درمیان سے ہی ہوگا۔''

راوی: ابو ہریرہؓ۔ حوالہ: صحیح البخاری (۶ / ۳۸۴)؛ صحیح مسلم (۱ / ۹۴)؛ ۱۵۵؛ مسند احمد (۲ / ۲۷۲، ۳۳۶)؛

مصنف عبدالرزاق ۲۰۸۴۱؛ الاسماء البیہقی ص: ۴۲۴۔ درجہ: متفق علیہ[1]

''یہاں پر ''اور تمہارا امام تمہارے درمیان سے ہی ہوگا'' جملہ اسمیہ ہے۔ ایسی صورت میں اس سے مراد امام مہدی ہیں۔''

حوالہ: فیض البخاری الی صحیح البخاری (۴ / ۴۵)

غلط تشریح کو چیلنج: امام مہدی اور روایت میں مذکور ''امام'' کے درمیان ربط و تعلق کا جواز

مہدوی مرشد کا استدلال ہے:

''اس حدیث میں ''تمہارے امام، مہدی تمہارے درمیان'' (امامکم المھدی منکم) کے الفاظ جعلی ہیں اور یہ ثابت کرنے کے لیے داخل کیے گئے ہیں کہ امام مہدی نماز کی امامت کریں گے اور حضرت عیسیٰ علیہ السلام ان کی اقتداء میں نماز پڑھیں گے، جس کا سراسر غلط، بے بنیاد اور ناقابل اعتبار ہونا ثابت ہو چکا ہے، کیوں کہ لفظ 'المھدی' بخاری اور مسلم کے اصل متن میں مذکور ہی نہیں ہے۔ اس حدیث میں خاص طور سے یہ ذکر ہی نہیں ہے کہ امام مہدی علیہ السلام انھیں نماز کی پیشکش کریں گے۔ اس لیے جو اس حدیث کو امام مہدی کے ساتھ جوڑتا ہے بغیر نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی ایسی حدیث کے، وہ جاہل ہے۔''

مہدوی مرشد قاضی منتجب الدین جونیاری۔ حوالہ: مخزن الدلائل ص: ۳۸۔۳۹

میرا جواب

قاضی منتجب الدین نے یہ دعوی کرتے ہوئے کہ روایات میں مہدی کا ذکر جعلی اور ناقابل اعتبار ہے، جو استدلال پیش کیا ہے، وہ غلط منطق کی بنیاد پر قائم ہے۔ محض اس لیے کہ لفظ ''مہدی'' کا ذکر نہ تو امام بخاری نے کیا ہے اور نہ امام مسلم نے کیا ہے، روایت بے اعتبار نہیں ہو جاتی۔ اگر یہی منطق ہم نے قبول کر لی تو اس کا مطلب یہ ہوگا کہ امام مہدی کا تصور بھی جعلی ہے کیوں کہ نہ تو بخاری میں اور نہ مسلم میں ہی ایسی کوئی روایت ہے جس میں واضح اور صاف انداز میں امام مہدی کا ذکر ہو۔[2]

قاضی منتجب الدین کا یہ کہنا کہ کبھی سے مروی ایک بھی حدیث ایسی نہیں ہے جس میں امام مہدی کا ذکر ہو، ان کی علمی بد دیانتی کی واضح ترین مثال ہے۔ حقیقت یہ ہے کہ ان کے ہی طبقے سے تعلق رکھنے والے ایک دوسرے مہدوی مرشد اور سید جون پوری کے تابعی عبدالملک سجاوندی ۱۱ / ایسی احادیث کے موجود ہونے کی تصدیق کرتے ہیں جن میں واضح طور پر یہ کہا گیا ہے کہ امام مہدی اور حضرت عیسیٰؑ ایک ساتھ آئیں گے۔

---

[1] متفق علیہ: امام بخاری [194ھ 256ھ] امام مسلم [202ھ۔261ھ]

[2] فقط معلومات کے لئے، امام بخاری نے مہدی کے متعلق روایات اپنی صحیح میں ذکر نہیں ہیں بلکہ اپنی ایک دوسری تصنیف ''تاریخ الکبیر'' میں ذکر کی ہیں، اس میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے منقول دو روایت ذکر کی ہیں ایک ام سلمہ رضی اللہ عنہ سے اور دوسری سعید بن مسیب سے، ملاحظہ ہو تاریخ الکبیر (3 / 346) اور (8 / 406)۔

''میں نے خود گیارہ ایسی احادیث نبویہ دیکھی ہیں جن میں یہ کہا گیا ہے کہ مہدی اور عیسی دونوں ساتھ ساتھ آئیں گے۔ ان میں کی بعض احادیث یہ کہتی ہیں کہ عیسیٰ علیہ السلام نماز کی امامت فرمائیں گے اور بعض یہ کہتی ہیں کہ مہدی نماز پڑھائیں گے [اس کے بعد وہ ان احادیث کو ضعیف ثابت کرنے کی کوشش کرتے ہیں۔ اس پر ہم جلد ہی گفتگو کریں گے۔]'' حوالہ: سراج الابصار ص: ۱۸؟ منہاج التقویم ص: ۱۳

اگر چہ یہ درست ہے کہ ''مہدی'' کا نام ان مخصوص روایات میں واضح طور پر مذکور نہیں ہے، تاہم ایسی صورت میں اصول علم حدیث کو سمجھنا اہم اور ضروری ہو جاتا ہے۔ ان اصول کی رو سے اگر کسی مخصوص موضوع پر متعدد روایات موجود ہوں اور ان میں سے بعض مجمل یا مبہم ہوں، جب کہ بعض دوسری مفصل ہوں تو مفصل روایات کو مجمل یا غیر واضح روایات کی تشریح تصور کیا جائے گا۔

''مصنف کی دلیل یہ ہے کہ ''ایسی کوئی شہادت موجود نہیں ہے کہ ان سے مراد المہدی ہے''، لیکن اگر شہادت پیش کر دی جائے تو ان کی دلیل مسترد ہو جائے گی۔ چنانچہ یہ تسلیم شدہ امر ہے کہ علمائے حدیث اس بات پر تقریباً متفق ہیں کہ اگر کسی ایک حدیث کا متن یا سند مبہم ہے اور دوسری حدیث میں تفصیل ہے اور یہ ثابت کرنے کے لیے معقول شہادت بھی موجود ہے کہ ان دونوں حدیثوں کے درمیان ربط ہے، تو مبہم حدیث کو غیر مبہم حدیث کی روشنی میں سمجھا جائے گا۔ مولانا اشرف علی تھانوی [۱۲۸۰۔۱۳۶۲ھ]۔ حوالہ: امداد الفتاوی (۶/ ۲۴۷)

''ہمارے نزدیک صحیح مسلم کی حدیثوں میں جب اس خلیفہ کا تذکرہ آچکا ہے تو پھر دوسرے نمبر کی حدیثوں میں جب وہی تفصیلات اس کے نام کے ساتھ مذکور ہیں تو ان کو بھی صحیح مسلم کی حدیثوں کے حکم میں ہی سمجھنا چاہیے۔ اس لیے اب اگر یہ کہہ دیا جائے کہ امام مہدی کا ثبوت خود صحیح مسلم میں موجود ہے تو اس کی گنجائش ہے۔ مثلاً جب صحیح مسلم میں موجود ہے کہ عیسی علیہ السلام جب اتریں گے تو اس وقت مسلمانوں کا ایک امیر امامت کے لیے مصلے پر آچکا ہوگا تو اب جن حدیثوں میں اس خلیفہ کا نام امام مہدی بتایا گیا ہے، یقیناً وہ اسی مبہم خلیفہ کا بیان کہا جائے گا۔ یا مثلاً صحیح مسلم میں ہے کہ آخر زمانے میں ایک خلیفہ ہوگا جو بے حساب مال تقسیم کرے گا اب اگر دوسری حدیثوں سے ثابت ہوتا ہے کہ مال کی یہ داد و دہش امام مہدی کے زمانے میں ہوگی تو صحیح مسلم کی اس حدیث کا مصداق امام مہدی کو قرار دینا بالکل بجا ہوگا۔ اسی طرح جنگ کے جو واقعات صحیح مسلم میں ابہام کے ساتھ ذکر کیے گئے ہیں اگر دوسری حدیثوں میں وہی واقعات امام مہدی کے زمانے میں ثابت ہوتے ہیں تو یہ کہنا بالکل قرین قیاس ہوگا کہ صحیح مسلم میں جنگ کے جو واقعات مذکور ہیں وہ امام مہدی ہی کے دور کے واقعات ہیں۔'' مولانا بدر عالم میرٹھی [و۔۱۳۸۵ھ/ ۱۹۶۵ء]۔ حوالہ: ترجمان السنۃ (۴/ ۳۷۸۔۳۷۹)

مبہم احادیث کو سمجھنے کے لیے غیر مبہم احادیث کے استعمال کے اصول کو مزید واضح کرنے کے لیے ایک مثال پر غور کریں: فرض کریں کہ کوئی شخص یہ کہتا ہے:

''آج کچھ مخصوص اوصاف سے متصف ایک شخص میرے گھر آیا'' اور پھر اس کے بعد کہتا ہے کہ ''آج احمد میرے گھر آیا تھا جس کے اندر وہی اوصاف موجود ہیں۔'' ایسی صورت میں یہ واضح ہو جاتا ہے کہ وہ نامعلوم شخص جس کا ذکر پہلے والے بیان میں کیا گیا ہے لازمی طور پر احمد ہی ہے، اس لیے کہ بعد کا بیان اس ابہام کو واضح کر دیتا ہے اور پہلے والے بیان میں جو شخص نامعلوم تھا وہ دوسرے والے بیان میں معلوم و معروف بن جاتا ہے۔''

اسی طرح وہ روایات یا احادیث جن میں واضح طور پر مہدی کا ذکر ہوا ہے اور وہ روایات جن میں نزول عیسیٰ علیہ السلام کے دوران امام نماز کا ذکر کیا گیا ہے، دونوں کو ایک دوسرے کی روشنی میں سمجھا جا سکتا ہے۔ دیگر احادیث میں مہدی کا واضح طور پر ذکر مجمل احادیث کے ضمن میں وضاحت و تشریح کا فائدہ دیتا ہے۔ واضح و غیر مبہم احادیث کی روشنی میں مبہم اور غیر واضح احادیث کو سمجھنے کا یہ اصول اس بحث کو ان روایات کے حق میں استحکام عطا کرتا ہے جن روایات میں مہدی کا ذکر کیا گیا ہے۔

علاوہ ازیں، اگر ہم ان غیر واضح اور مبہم احادیث کو نظر انداز بھی کر دیں جن میں 'المہدی' کا نام مذکور نہیں ہے، تو وہ روایات جو واضح طور پر مہدی کا نام ذکر کرتی ہیں، وہی کافی ہیں۔ اس قسم کے معاملات میں محض تنہا رپورٹیں ہی شہادت کا ساوزن و مقام رکھتی ہیں۔ خاص طور جب کہ ان کی پشت پر مضبوط تصدیقات موجود ہوں، جیسا کہ علماء نے اس کی وضاحت کی ہے۔

اس لیے یہ ثابت ہو جاتا ہے کہ روایات واحادیث میں مہدی کے ذکر کو مسترد کرنے کے سلسلے میں قاضی منتجب الدین جونیاری کے ذریعے جو دلیل دی گئی ہے، گمراہ کن ہے۔ ایسی روایات کی موجودگی جن میں مہدی کا ذکر صاف طور پر آیا ہے اور غیر مبہم روایات کے ذریعے سے مبہم روایات کو سمجھنے کا اصول، دونوں ہی اس دعوے کو مدلل کرتے ہیں کہ روایات میں مذکور امیر یا امام سے مراد حتمی طور پر مہدی ہی ہیں۔

مہدی کا صاف اور واضح ذکر: واضح نبوی پیشین گوئی

مہدوی مرشد دلیل دیتے ہیں:

''ایک محدث صاحب نے اپنی ذاتی رائے اور بعض احادیث کی تفسیر وتوضیح کے طور پر بعض واقعات وافعال کو امام مہدی علیہ السلام سے منسوب کیا ہے، جن کی وجہ سے یہ مطلب نکال لیا گیا ہے کہ امام مہدی اور حضرت عیسیٰ علیہ السلام دونوں ایک ہی زمانے میں موجود ہوں گے۔ بعض راویوں نے حضرت عیسیٰ علیہ السلام اور امام مہدی سے متعلق احادیث کو یا گڈ مڈ کر دیا ہے یا ایک دوسرے سے جوڑ دیا ہے، جس کی وجہ سے یہ کہا جاتا ہے کہ اللہ کے یہ دونوں خلیفہ ایک ہی زمانے میں ساتھ ساتھ ظاہر ہوں گے۔

بعض ایسی احادیث جن سے امام مہدی اور حضرت عیسیٰ علیہ السلام کا ہم عصر ہونا اخذ کیا گیا ہے، وہ سند کے اعتبار سے ضعیف ہیں۔ اور ایسی غیر صحیح احادیث جن کے راوی مطعون ہیں اور اس وجہ سے ثقہ نہیں سمجھے جاتے، ان سے جن لوگوں نے روایت لی ہے انھیں ان کے ثقہ ہونے پر شبہ ہے۔ اس لیے عقائد کے مسائل میں ایسی احادیث کو بھی بطور ثبوت پیش کرنے کے قابل نہیں سمجھا جاتا۔''

مہدوی مرشد سید شہاب الدین۔ حوالہ: توضیح الفتاوی فی مسئلۃ اجتماع المہدی وعیسی، ص: ۶۔ ۷

میرا جواب:

بہر حال، یہ بات اہم ہے کہ ان نکات پر جامع انداز میں توجہ دی جائے اور ان کے فریب کو واضح کیا جائے۔ اگر چہ یہ بات درست ہے کہ علماء کے درمیان تشریح اور کسی کے اوصاف بیان کرنے کے درمیان اختلاف پایا جاتا ہے، تاہم یہ صحیح نہیں ہے کہ محض کسی کی ذاتی رائے کی بنیاد پر انھیں کالعدم قرار دیا جائے۔ کسی نتیجے پر پہنچنے کے لیے علمائے کرام کا انحصار احادیث بشمول سند، مشمولات حدیث، اور ان کی تصدیق کرنے والی دوسری روایات کے محتاط جائزے پر ہوا کرتا ہے۔ حدیث کی یہ تشریحات سخت علمی طریقہ تحقیق اور اصولوں کی بنیاد پر قائم ہیں۔

یہ دعوی کہ بعض راویوں نے روایات کو خلط ملط کر دیا ہے یا ایک دوسرے میں شامل کر دیا ہے، ایک بے بنیاد دعوی ہے، جس کی پشت پر کوئی مضبوط شہادت موجود نہیں ہے۔ انفرادی حیثیت سے روایات کی سالمیت وصداقت کا جائزہ لینا ضروری ہے، نہ کہ خیالی دعووں کی بنیاد پر کسی مسئلے کو عمومی حیثیت دے دینا۔

امام مہدی اور حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے ایک ہی زمانے سے متعلق ہونے کا ذکر کرنے والی احادیث کو ضعیف کے زمرے میں شمار کرنے والے دعوے

کے تعلق سے علما و ماہرین حدیث سے مشورہ کرنا ضروری ہے۔ روایات کی صحت کو جانچنے کے لیے علما نے سخت معیارات مقرر کیے ہیں، جن میں سندِ حدیث، راویوں کی ثقاہت وصداقت، اور دوسری مضبوط روایات سے ان کے ربط کو نگاہ میں رکھا جاتا ہے۔ روایات کو مسترد کرنے کا یہ طریقہ نامناسب ہے کہ مستند علماء کے ذریعے ان روایات کے جامع وشامل تجزیے کے بغیر ہی انھیں مسترد کر دیا جائے۔

آیئے اب ان احادیث پر غور کرتے ہیں جن میں واضح اور صاف طور پر ''مہدی'' اصطلاح کا استعمال ہوا ہے۔ ایک طرف اگر یہ تسلیم کرنا ضروری ہے کہ تمام روایات صحت واستناد کے یکساں معیار کی نہیں ہیں، وہیں یہ بھی ضروری ہے کہ ان روایات کو ضعیف ہونے کی بنیاد پر جلد بازی میں مسترد کرنے کے بجائے ان تمام کا بہ حیثیت مجموعی جائزہ لیا جائے۔ مہدوی مرشد عبدالملک سجاوندی ۱۱ روایات کی موجودگی کا دعوی کرتے ہیں، جب کہ میں یہ کہتا ہوں کہ دستیاب حدیثوں میں سے ۲ کی صحت وصداقت میں کوئی اختلاف نہیں ہے اور انھیں غیر منقطع سند کی تائید حاصل ہے۔ چلیے ان دونوں حدیثوں پر غور وفکر کرتے ہیں:

حدیث ۱۱.۳

قَالَ رَسُولُ اللّٰہِ صلی اللہ علیہ وسلم "مِنَّا الَّذِي يُصَلِّي عِيسَى ابْنُ مَرْيَمَ خَلْفَهُ"

''ہم میں سے وہ ہوگا جس کے پیچھے عیسیٰؑ نماز پڑھیں گے۔''

راوی: ابوسعید خدریؓ۔ حوالہ: المشکاۃ ۵۴؛ کنز العمال (۱۴/ ۲۲۶)؛ ۳۸۶۷۳؛ اخبار المہدی ابونعیم، الضعیفہ ۸۰؛ الروضہ النضیر (۲/ ۵۳۔ ۵۴)؛ الحاوی للفتاوی ص: ۶۴؛ ابن ابی شعبہ ص ۸۱؛ العرف الوردی فی اخبار المہدی ۶۴۔ درجہ: صحیح[1]

''ایک دوسری روایت کے اندر ابتدا میں ''تمہارے درمیان سے'' کے الفاظ مذکور ہیں۔ ''تمہارے درمیان سے'' کا مطلب ہے اسی دین کے ماننے والوں کے درمیان سے یا یہ مطلب بھی بیان کیا گیا ہے کہ قریش کے درمیان سے۔ اور اس مفہوم سے مراد حضرت مہدی ہی ہیں۔''

ملّا علی القاری۔ حوالہ: مرقاۃ المفاتیح (۱۰/ ۲۳۲)

حدیث ۱۱.۴

قال رسول اللّٰہ صلی اللّٰہ علیہ وسلم: ینزل عیسی بن مریم، فیقول أمیرھم المھدی: تعال صل بنا، فیقول: لا ان بعضھم أمیر بعض، تکرمۃ اللّٰہ لھذہ الأمۃ۔

''حضرت عیسیٰ نازل ہوں گے تو لوگوں کے امیر مہدی کہیں گے: آیئے ہمیں نماز پڑھایئے۔ تو وہ کہیں گے: نہیں، اس امت کے لوگ ہی ایک دوسرے کے امیر ہیں۔ وہ یہ بات اس امت کی عزت واحترام میں کہیں گے۔''

راوی: جابر بن عبداللہ۔ حوالہ: مسند الحارث؛ الحاوی ابونعیم (۲/ ۶۴)؛ الإشاعة لأشراط الساعة، محمد البرزنجی، ص ۸۵؛ (د۔92-1103/1691) مسند ابوعوانہ ۳۱۷؛ المتقی الھندی ص: ۸۰؛ العرف الوارد فی اخبار المھدی ۶۵؛ المھدی المنتظر ص: ۱۸۰/ ۶)۔ حوالہ: صحیح[2]

---

[1] صحیح از شیخ ناصر البانی [1332ھ 1420ھ] الجامع الصغیر (5/ 219) 5796# اور صحیح الجامع 5920۔

[2] صحیح از ابن قیم جوزیہ [691ھ ۔751ھ] المنار المناف (1/ 147) 338۔ امام الہیثمی [909ھ۔974ھ] مجمع الزوائد (7/ 291)۔ شیخ ناصر الدین البانی [1332ھ 1420ھ] سلسلۃ الصحیحۃ (5/ 276) 2236۔

ایک اور حدیث ہے جو کہ حسن ہے، اس میں بھی یہی مفہوم بیان کیا گیا ہے۔

حدیث ۱۱.۵

قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صلى الله عليه وسلم يلتفت المهدى وقد نزل عيسى بن مريم كانما يقطر من شعره الماء فيقول المهدى: تقدم، صل بالناس. فيقول عيسى: انما اقيمت الصلاة لك فيصلى خلف رجل من ولدى

مہدی مڑیں گے، اس وقت عیسیٰؑ نازل ہو چکے ہوں گے گویا پانی ان کے بالوں سے ٹپک رہا ہوگا، اور مہدی کہیں گے: ''آیئے نماز میں ہماری امامت کیجیے۔ عیسیٰ کہیں گے: نماز تو تمہارے لیے کھڑی کی گئی ہے۔ چنانچہ وہ میرے اہل بیت سے تعلق رکھنے والے شخص کے پیچھے نماز پڑھیں گے۔''

راوی: حذیفہ بن الیمان - حوالہ: سنن ابو عمرو ص ۲۰۲ - ۲۰۹ نمبر ۵۹۶؛ الحاوی للفتاوی (۲/ ۶۵ - ۸۱) - درجہ: حسن[1]

یعنی مذکور بالا روایات اس بات کا واضح ثبوت فراہم کرتی ہیں کہ امام مہدی اور حضرت عیسیٰؑ کی واپسی کا تصور ضعیف اور متروک روایات پر مبنی نہیں ہے، بلکہ اسے مستند اور صحیح احادیث کی تائید حاصل ہے۔ یہ روایات ثقہ سندوں کے ذریعے روایت کی گئی ہیں اور اسلامی تاریخ کے ہر دور کے معروف علما نے انھیں قبول کیا ہے۔

مزید یہ کہ اگر کوئی شخص یہ دعوی کرتا ہے کہ مسند حارث کی حدیث متابع[2] ہے اس روایت کی جسے جابر بن عبداللہ نے صحیح مسلم میں روایت کیا ہے یا پھر آحاد[3] میں سے ہے، اس لیے کمزور ہے۔ ایسی صورت میں اس پر تنقید بے سود ہے۔

اول: یہ دلیل دینا کہ یہ روایات احاد کے زمرے سے ہیں، بے بنیاد دلیل ہے۔ متعدد صحابہ بشمول ابو سعید خدری، جابر بن عبداللہ، اور ابو ہریرہ رضی اللہ عنہم، جنھوں نے ایسے واقعات روایت کیے ہیں، ان کی موجودگی ان روایات کو مستند بنا دیتی ہیں۔ یہ روایات کسی واحد راوی تک محدود نہیں ہیں، بلکہ اس کے برعکس متعدد سندوں سے مروی ہیں جس سے ان کی صحت و استناد کی تصدیق ہوتی ہے۔

دوم: کوئی اگر یہ کہتا بھی ہے کہ یہ احادیث ضعیف ہیں (حالاں کہ وہ ضعیف نہیں ہیں)، ان کا انھی راویوں سے مروی ہونا جن سے دوسری روایات مروی ہیں، ان کی صحت و صداقت کو مزید قوی بناتا ہے۔

> ''اگر اس قسم کی کمزور روایات کو قبول کرنا انھی جیسی ان روایات کی موجودگی سے مشروط ہو جو پہلی روایات کی تصدیق و توثیق کرتی ہوں اور وہ ثقہ راویوں کے ذریعے سے بیان کی گئی ہوں تو یہ سوال کیا جا سکتا ہے: شواہد اور متابعات کا نقطہ کیا ہوگا؟ اس کا جواب ہے کہ نقطہ یہ ہے کہ اصل حدیث کو متعدد سندوں سے بیان کیا جائے اور باہم ایک دوسرے کی توثیق کرنے والی ان احادیث کو یکجا کر دیا جائے تا کہ اصل حدیث کی تشریح ان روایات کی روشنی میں کی جا سکے اور اس بات کو خط کشید کیا جا سکے کہ کمزور روایت واحد روایت نہیں ہے جو اس حدیث کو بیان کر رہی ہے۔''
>
> ابن حجر العسقلانی - حوالہ: النکت علی کتاب ابن الصلاح

---

[1] حسن از امام الہیثمی [909ھ-974ھ] القول المختصر فی علامات المهدی المنتظر (25)

[2] اگر کسی موضوع کے متعلق صرف ایک ہی روایت موجود ہو، لیکن ایک دوسرا راوی اس روایت کی تائید کرتا ہو (اپنی کسی روایت میں) اور دونوں روایتوں کی انتہاء ایک ہی صحابی پر ہو تو اس دوسری روایت کو ''متابع'' کہا جاتا ہے۔ (ارشاد اصول الحدیث، 76)

[3] واحد یا مفرد حدیث اس حدیث کو کہتے ہیں جسے روایت کرنے والا صرف ایک ہی ہو۔

گویا یہ احادیث اس بات کا حتمی ثبوت پیش کرتی ہیں کہ امام مہدی اور عیسیٰؑ ایک ہی زمانے میں تشریف لائیں گے، جس سے اس بات کی تصدیق ہوتی ہے کہ مستقبل میں وہ ایک دوسرے کے ہم عصر ہوں گے۔

سلسلۂ اسناد میں انقطاع: حقیقت اور فسانے کے درمیان امتیاز

مہدوی مرشد دلیل دیتے ہیں:

''ان احادیث میں مہدی کا کہیں ذکر نہیں ہے۔ نہ صاف طور پر اور نہ سیاق وسباق یا کوئی اشارہ اس دعوے کے ثبوت میں موجود ہے کہ ان الفاظ سے مراد مہدی علیہ السلام ہیں۔ البتہ اس کے بجائے ہوا یہ کہ متقدمین محدثین کی ان روایات میں بعد کے محدثین نے ''مہدی'' کا لفظ بڑھا دیا [اس کے بعد مصنف صحیح مسلم اور ابونعیم کی حدیث کے درمیان موازنہ کرتے ہیں]۔ مذکور بالا احادیث کے الفاظ اور متن پر نظر ڈالنے سے یہ بالکل واضح ہوجاتا ہے کہ دونوں روایتوں کا متن تقریباً ایک ہی ہے۔ یعنی ایسا محسوس ہوتا ہے کہ گویا ابونعیم اصبہانی نے مسلم کی روایت کو لفظ بہ لفظ نقل کرلیا ہے اور اس میں صرف ''مہدی'' کا اضافہ کردیا ہے۔ ابونعیم امام مسلم کے تقریباً ۲۱۴ سال بعد گزرے ہیں۔ اس لیے کہ امام مسلم کا انتقال ۲۱۶ھ میں ہوا اور ابونعیم کا انتقال ۴۳۰ھ میں ہوا۔'' (مہدوی مرشد سید شہاب الدین۔ حوالہ: توضیح الفتاوی فی مسئلۃ اجتماع المہدی وعیسی ص: ۲۴۔ ۲۵)

میرا جواب:

مرشد سید شہاب الدین نے جو دلیل پیش کی ہے اس میں انھوں نے امام مسلم کی وفات اور روایت میں لفظ 'مہدی' کے اضافے کے درمیان زمانی بعد کو نمایاں کرنے کی کوشش کی ہے۔ تاہم یہ دلیل اس لائق نہیں ہے کہ اسے اہم سبب تصور کیا جائے اور اس لیے کہ یہ دلیل صورت حال کو غلط انداز میں پیش کرتی ہے۔

اول: وقت کی تحدید کو درست طریقے سے متعین کرکے بیان کرنا ضروری ہے۔ معروف محدث امام مسلم کا انتقال ۲۱۶ھ میں ہوا۔ دوسری طرف ابونعیم، جن کا ذکر شہاب الدین نے کیا ہے، امام مسلمؒ کے تقریباً ۲۱۴ سال بعد گزرے، کیوں کہ ان کا انتقال ۴۳۰ھ میں ہوا تھا۔ تاہم دونوں کے درمیان اس زمانی بعد کو بیان کرنے میں مبالغہ آرائی سے کام لے کر گمراہ کرنے کی کوشش کی گئی ہے۔ اس لیے کہ انھوں نے اس زمانی بعد کا حساب امام مسلم کی وفات سے ابونعیم کی وفات کے درمیان لگایا ہے۔ حقیقت میں ابونعیم اور امام مسلم کے درمیان زیادہ سے زیادہ ۱۲۱ سال کا فرق ہے۔ کیوں کہ ابونعیم کی پیدائش ۳۳۷ھ میں ہوئی تھی، جس کی وجہ سے دونوں کے درمیان جس فاصلے کا اندازہ لگایا گیا ہے وہ کم ہوجاتا ہے۔

علاوہ ازیں، اس دلیل میں ابونعیم سے پہلے گزرنے والے ان علماء کے وجود کو تسلیم نہیں کیا گیا ہے جنھوں نے ابونعیم سے بھی پہلے اسی حدیث کو روایت کیا ہے جسے ابونعیم نے روایت کیا ہے۔ اسی قبیل کے ایک عالم الحارث بن اسامہ [۱۸۶۔ ۲۸۲ھ] ہیں، جو کہ مسند الحارث کے مولف بھی ہیں۔ انھوں نے اس حدیث کو اپنی کتاب کے اندر ہو بہو انھی الفاظ میں نقل کیا ہے جن الفاظ میں ابونعیم نے نقل کیا ہے۔ الحارث بن اسامہ اسی زمانے سے تعلق رکھتے ہیں جس زمانے میں امام مسلم کا انتقال ہوا تھا، جس کا مطلب یہ ہوا کہ وہ امام مسلم کے معاصر تھے۔ اس طرح زمانی بعد، جس پر شہاب الدین نے بہت زور دیا ہے، اتنا اہم نہیں ہے، کیوں کہ حدیث امام مسلم کے زمانے میں ہی ریکارڈ پر لائی جاچکی تھی۔

اس کے علاوہ ایک قابل لحاظ نکتہ یہ بھی ہے کہ علم حدیث کے سلسلے میں بہت سے علمائے کرام نے الحارث بن اسامہ کی تعریف وتحسین کی ہے، جیسا کہ دارقطنی [۳۰۶۔۳۸۵ھ] لکھتے ہیں: ''میرے لحاظ سے [الحارث بن اسامہ] ایک قابل اعتماد اور ثقہ فرد تھے۔'' امام ذہبی 'المیزان' میں کہتے ہیں: ''وہ ایک

صاحب علم انسان تھے، جن کے پاس حدیث کا علم تھا۔ ان کی سند بہت مضبوط ہوتی تھی۔ لوگوں نے ان کی روایات پر شک کیا ہے، لیکن اس شک کی کوئی بنیاد نہیں ہے۔'' یہ تصدیقات ان کی کتاب میں مذکور اس حدیث کی معتبریت کی مزید توثیق کر دیتی ہیں۔

مزید برآں اس حقیقت کو تسلیم کرنا ضروری ہے کہ کسی حدیث کی صحت اور معتبریت کا فیصلہ کتب حدیث یا مولف کی قدامت اور عمر کی بنیاد پر نہیں کیا جاسکتا۔ حدیث کی پختگی سند میں مذکور راویوں کی ثقاہت وصداقت پر منحصر ہوتی ہے۔ علمائے حدیث راویوں کا جائزہ، ان کے اخلاق و کردار اور روایت حدیث میں ان کی درستی کا احتیاط کے ساتھ لیتے ہیں۔ یہ جائزہ کسی زمانی حد کا پابند نہیں ہوا کرتا بلکہ انفرادی راویوں پر توجہ دی جاتی ہے۔ اس کے علاوہ تاریخ کے طویل ترین ادوار میں علما نے خود کو حدیث کے راویوں کے مطالعے اور ان کے سلسلے میں تحقیق کے لیے وقف رکھا ہے۔ راویوں کے اس طرح کے مطالعے کو ''علم الرجال'' کہا جاتا ہے۔ اس میں علمائے حدیث سند میں موجود ایک ایک راوی کے حالات زندگی اور ان کی ثقاہت واعتبار کا احتیاط اور باریک بینی کے ساتھ جائزہ لیتے ہیں تا کہ اسی بنیاد پر ان سے روایات لی جاسکیں۔ تحقیق ومطالعے کا یہ جامع طریقہ اس بات کو یقینی بنانے کے لیے ہے کہ روایات کو ثقہ اور قابل اعتماد ذرائع سے حاصل کیا گیا ہے، نہ کہ یہ روایات محض بعد کے لوگوں کے تصورات وتشریحات کے نتیجے میں وجود میں آگئی ہیں۔

نتیجہ یہ سامنے آیا کہ امام مسلم اور حدیث میں لفظ 'مہدی' کے ظہور کے درمیان وقفے کو بڑھا چڑھا کر پیش کرنے کی کوشش بے کار اور بے بنیاد ہے۔ زمانی بعد کو زیادہ بڑھا چڑھا کر بیان کیا گیا ہے اور ان کی یہ دلیل الحارث بن اسامہ جیسے قدیم علما کے وجود کو خاطر میں نہیں لانا چاہتی جنھوں نے اس حدیث کو امام مسلم کے زمانے میں ہی ریکارڈ کر لیا تھا۔ حدیث کی صحت سند میں موجود راویوں کی ثقاہت اور اعتبار سے طے کی جاتی ہے اور علمائے کرام نے وسیع انداز میں راویوں کے اخلاق و کردار اور احادیث نبویہ کو روایت کرنے میں ان کی احتیاط کا جائزہ لیا ہے۔

غلط معلومات کو چیلنج: رایوں کی عدم موجودگی کے دعوے کا ابطال

مہدوی مرشد دلیل دیتے ہیں:

''اہلِ سنت کے بعض معروف علماء تحقیق وجستجو کے بعد اس نتیجے پر پہنچے ہیں کہ یہ کہنا کہ آخری زمانے میں عیسیٰؑ کے امام مہدی کے ساتھ ظہور سے متعلق اور عیسیٰؑ کے امام مہدی کی اقتدا میں نماز پڑھنے یا اس کے برعکس صورت سے متعلق کوئی بھی روایت مروی نہیں ہے، یہ درست بات نہیں ہے اور اس بات سے قطع نظر کر جانا چاہیے۔'' مہدوی مرشد سید شہاب الدین۔ حوالہ: توضیح الفتاوی فی مسائل اجتماع والمہدی وعیسی ص: ۳۲

اس کے بعد سید شہاب الدین درج ذیل اقتباس پیش کرتے ہیں:

''جو کچھ کہا گیا ہے وہ یہ ہے کہ ''عیسیٰؑ مہدی کی اقتدا میں نماز پڑھیں گے یا اس کے بعد برعکس ہوگا، یہ ایک ایسی چیز ہے جس کا کوئی اعتبار نہیں ہے۔ اس لیے اس پر بھروسا اور اعتماد نہیں کرنا چاہیے۔'' سعد الدین التفتازانی۔ حوالہ: شرح مقاصد (۳۱۴/۵)

میرا جواب

سعد الدین التفتازانی کے اقتباس سے متعلق نوٹ کرنے والی بات یہ ہے کہ یہ صرف ایک عالم کے نقطۂ نظر کو پیش کرتی ہے اور علما کے طبقے کے اجماع واتفاق پر اس کا کوئی اثر نہیں پڑتا۔ کسی موضوع کا جامع و وسیع فہم حاصل کرنے کے لیے ضروری ہے کہ علمی نقطہ ہائے نظر کے وسیع دائرے اور ان کی حمایت میں موجود شواہد پر غور وفکر کیا جائے۔

علاوہ ازیں، یہ دعویٰ کہ آخری زمانے میں عیسیٰؑ کے امام مہدی کے ساتھ ظہور سے متعلق کوئی حدیث روایت نہیں کی گئی ہے، غلط ہے اور محض حق کو نیچا دکھانے کے لیے بولا گیا ایک جھوٹ ہے۔ اس سے پہلے میں نے جو حدیث پیش کی ہے، علمائے حدیث نے اس کا باریک بینی سے جائزہ لیا ہے اور اسلامی تاریخ کے مختلف ادوار میں متعدد معروف علماء کی طرف سے اسے قبول کیا گیا ہے۔

اس کے علاوہ، یہ بات بھی نوٹ کرنے کے لائق ہے کہ شرح مقاصد میں جو خیال التفتازانی کی طرف منسوب کیا گیا ہے، وہ غیر متنازع نہیں ہے۔ بعض علماء نے تفتازانی کی طرف اسے منسوب کرنے کے متعلق شکوک کا اظہار کیا ہے، کیوں کہ یہ خیال التفتازانی کے ان بیانات سے متصادم ہے جو ان کی معروف کتاب 'شرح عقائد' میں مذکور ہے۔ شرح عقائد میں التفتازانی نے واضح طور پر امام مہدی اور عیسیٰؑ کی بیک وقت موجودگی کو تسلیم کیا ہے اور ان کے متعقلہ کردار نیز مشترکہ کردار کو نمایاں کرکے بیان کیا ہے۔

نسل درنسل اتفاق: امام مہدی اور عیسیٰؑ کی بیک وقت موجودگی کا سراغ اور اس کی تصدیق

مہدوی مرشد کی دلیل ہے:

> ''متاخرین کا صرف ایک بیان اس لائق کیوں کر ہوسکتا ہے کہ اسے حجت سمجھ کر اس پر غور کیا جائے اور اسے اعتقاد کے طور پر اختیار کرنے کے لائق سمجھ لیا جائے۔''
>
> مہدوی مرشد سید شہاب الدین۔ حوالہ: توضیح الفتاوی فی مسئلۃ اجتماع المہدی و عیسی ص: ۲۰

میرا جواب:

سید شہاب الدین کا یہ کہنا کہ متاخرین علما کے صرف ایک بیان کو حجت سمجھنا اور اسے اعتقاد کے طور پر اختیار کرنا، علمی اسلوب کو غلط انداز میں پیش کرنا ہے۔ جب بات عقیدے اور ایمانیات کی آتی ہے تو علماء کلی طور پر انفرادی بیانات یا انفرادی خیالات پر انحصار کرتے ہی نہیں ہیں۔ اس کے بجائے وہ قرآن، سنت اور پہلے سے چلے آرہے اجماع امت پر جامع و وسیع انداز میں غور و فکر کرتے ہیں۔

بعد کے دور کے علماء، جنھیں متاخرین علما کہا جاتا ہے، وہ محض اپنے ذاتی خیالات و افکار کو ہی بیان نہیں کرتے، بلکہ قدیم علماء کے ذریعے جو بنیاد فراہم کردی گئی ہے اس پر اپنے افکار و خیالات کو قائم کرتے ہیں۔ وہ ابتدائی و بنیادی مآخذ، یعنی صحیح احادیث، فقہ اسلامی کے تسلیم شدہ اصول وضوابط، علمائے قدیم کے اجماع و اتفاق کا پختگی کے ساتھ جائزہ لے کر اس پر اپنے نتائج کی بنیاد رکھتے ہیں۔

علماء کا اجماع و اتفاق عقیدے سے متعلق مسائل کی تحدید و تعیین میں اہم کردار ادا کرتا ہے، کیوں کہ یہ مختلف نسلوں کے دوران اہل علم علماء کی اجتماعی رضامندی اور اتفاق کی نمائندگی کرتا ہے۔ یہ طریقہ واسلوب انفرادی تعصّبات کے خلاف حفاظتی حصار فراہم کرتا ہے اور اسلام کی مستند تعلیمات کی حفاظت وسلامتی کو یقینی بناتا ہے۔

امام مہدی اور عیسیٰؑ کی ہم عصریت کی توثیق و تصدیق دراصل من حیث المجموع مستند روایات، احادیث نبویہ اور اجماع امت کے تجزیے پر مبنی ہے۔ مختلف صدیوں کے دوران الگ الگ مکتب فکر سے تعلق رکھنے والے مختلف علماء نے ان مسلمہ شواہد پر مبنی اجماع کو تسلیم کیا ہے اور اس کی تصدیق و توثیق کی ہے۔ ہمیں آخری زمانے میں نماز کے دوران امام مہدی کی امامت میں حضرت عیسیٰؑ کی نماز پڑھنے کے موضوع پر علمائے کرام کے اجماع اور ان کے بیانات پر ایک نظر ڈال لینی چاہیے۔ ان علماء میں بزرگ و معروف صحابہ، تابعین اور دیگر علماء شامل ہیں:

قال عبدالله بن عمرو بن العاص رضي الله عنه: "سَيَنْزِلُ عِيسَى عَلَيْهِ السَّلامُ بَعْدَ المَهْدِيِّ وَيُصَلِّي خَلْفَهُ"

عیسیٰؑ مہدی کے بعد نازل ہوں گے اوران کے پیچھے نماز ادا کریں گے۔'' حوالہ: الحوائی للفتاوی ص:۸۷؛ العرف الوردی فی اخبار المہدی ۱۸۸

قَالَ ابْنِ سِيرِينَ: "الْمَهْدِيُّ مِنْ هَذِهِ الْأُمَّةِ وَهُوَ الَّذِي يَؤُمُّ عِيسَى ابْنَ مَرْيَمَ"

''مہدی اسی امت کا ایک حصہ ہوں گے اور وہ وہی ہوں گے جو عیسیٰ ابن مریم کی امامت کریں گے۔''

حوالہ: مصنف ابن ابی شیبہ (۲۱ / ۲۹۳)، (۱۴/ ۱۸۲) ۳۶۹۴۵، ۳۸۶۴۵؛ مہدی المنتظر ،ص: ۲۱۹ نمبر ۱۴

محمد ابن سیرین کا مندرجہ بالا اقتباس مہدویوں کے لیے بطور شہادت وثبوت کافی ہونا چاہیے کیوں کہ وہ لوگ ابن سیرین کو بہت اونچا مقام دیتے ہیں اور اکثر امام مہدی کو ابوبکر اور عمر رضی اللہ عنہما سے برتر ثابت کرنے کے لیے ان کے قول کا استعمال کرتے ہیں تا کہ سید جون پوری کو نبی ﷺ کا عظیم تر پیرو ثابت کرسکیں۔ تاہم جب ابن سیرین یہ کہتے ہیں کہ امام مہدی نماز میں حضرت عیسیٰؑ کی امامت کریں گے تو ایسے وقت پر مہدویوں کی خاموشی ان کے دوہرے معیار کا راز کھول دیتی ہے۔ اس کے علاوہ ابن سیرین کا یہ قیاس کہ وہ حضرت ابوبکرؓ اور حضرت عمرؓ سے افضل و برتر ہیں، اسی حقیقت کی بنیاد پر ہے کہ امام مہدی نماز میں پیغمبر حضرت عیسیٰؑ کی امامت کریں گے۔

''المہدی کے برپا ہونے سے متعلق احادیث نبویہ کئی سندوں سے بیان کی گئی ہیں اور وہ متواتر کے درجے سے بھی بڑھ کر ہیں، جو یہ بتاتی ہیں کہ وہ اہل بیت میں سے ہوں گے اور زمین کو عدل سے بھر دیں گے اور یہ کہ عیسیٰؑ ٹھیک اسی زمانے میں تشریف لائیں گے اور فلسطین کے مقام پر دجال کو ہلاک کرنے میں امام مہدی حضرت عیسیٰؑ کی مدد کریں گے، اور یہ کہ امام مہدی ہی اس امت کی رہنمائی و قیادت کریں گے اور عیسیٰؑ ان کی اقتدا میں نماز ادا کریں گے۔'' ابوالحسن العبور] و۔ ۳۶۰ھ/ ۹۷۰ء]؛ تخطیب الکمال (۲۵ / ۱۴۹) [1]

''یہ واقعہ امام مہدی اور عیسیٰؑ کے زمانے میں پیش آئے گا (یعنی قیامت اس وقت تک واقع نہیں ہوگی جب تک کہ وقت کے درمیان وقفہ بہت کم رہ جائے گا، سال مہینوں کے طرح گزرے گا اور مہینہ ہفتے کی طرح گزر جایا کریگا۔''

ابوسلیمان الخطابی [۳۱۹۔۳۸۶ھ]۔حوالہ: تحفۃ الاحوذی (۶ / ۶۲۵)

''امام مہدی کے اندر پائی جانے والی خصوصیات میں سے یہ ہیں:......وہ حضرت عیسیٰؑ سے افضل ہوں گے اور حضرت عیسیٰؑ ان کے پیچھے نماز پڑھیں گے۔'' ابونعیم الاصفہانی [۳۳۷۔۴۳۰ھ]۔حوالہ: الساعۃ الاشراط الساعۃ ص: ۸۵

''مسلمان حضرت مسیح عیسیٰ ابن مریم کے جنت سے نازل ہونے کا انتظار کررہے ہیں جب کہ وہ صلیبوں کو توڑ دیں گے، خنزیروں کو ماردیں گے اور یہودیوں اور عیسائیوں کے درمیان موجود اپنے ان دشمنوں کو ماردیں گے جو ان کی عبادت کرتے ہیں۔ یہ لوگ نبی کے گھرانے سے مہدی کے ظاہر ہونے کا انتظار کررہے ہیں جو زمین کو عدل سے بھر دیں گے اسی طرح جس طرح وہ اس وقت ناانصافی سے بھری ہوئی ہوگی۔'' ابن الجوزی [۵۱۰۔۵۹۷ھ]۔حوالہ: اغاثۃ اللھفان

---

[1] حافظ العبوری کے متذکرہ بالا بیان کو بعد کے علماء کرام نے بھی تسلیم کیا ہے۔ ملاحظہ ہو: ابن حجر عسقلانی، تہذیب التہذیب (9/ 144)، فتح الباری (7/ 305)، التذکرۃ للقرطبی (617)، جلال الدین السیوطی کی الحوی (2/ 165، 166)، المتقی الہندی کی البرھان فی علامات مہدی اوخر الزمان (175، 176)، ابن حجر عسقلانی کی الصواعق المھریقۃ (باب 11 فصل 1 صفحہ 249)، امام زرقانی کی شرح المواھب الدنیہ (5/ 348)، السخاوی کی فتح المغیث (3/ 41)، وغیرہ۔

''مہدی وہ شخصیت ہوں گے جنھیں اللہ کی طرف سے حق کی رہنمائی نصیب ہوگی۔لوگ اس نام کا استعمال کرتے رہے ہیں اور بہت معروف بھی ہو چکے ہیں، تاہم مہدی کا لقب اس کے لیے مخصوص ہے جس کے ظہور کے بارے میں نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ہمیں اطلاع دی ہے کہ قیامت کے قریب کے زمانے میں ظاہر ہوں گے۔'' ابن اثیر الجزائری[۶۳۰ھ/ ۱۲۳۲ء]۔حوالہ: النہایۃ فی غریب الاحادیث والآثار(۵/ ۲۵۴)

انھوں نے ایک باب ''مسیح اور مہدی'' کے متعلق بھی مخصوص کیا ہے، جس میں انھوں نے امام مہدی اور حضرت عیسیٰؑ کے ایک ساتھ ہونے سے متعلق احادیث کو جمع کر دیا ہے۔ [دیکھیں جامع الاصول فی احادیث الرسول(۱۰۔۳۲۷۔۳۳۲)]

''مسلمان جنت سے حضرت عیسیٰؑ کے نزول کے منتظر ہیں جو کہ صلیبوں کو توڑ ڈالیں گے، خنزیروں یہودیوں اور عیسائیوں کے درمیان موجود اپنے دشمنوں کو ماردیں گے؛ وہ (مسلمان) نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے اہل خانہ میں سے مہدی کے ظاہر ہونے کے منتظر ہیں، جو کہ زمین کو عدل سے بھر دیں گے بعد اس کے کہ وہ ظلم وجور سے بھر چکی ہوگی۔'' ابن القیم الجوزیہ[۶۹۱۔۷۵۱ھ]۔حوالہ: اغاثۃ اللھفان(۲/ ۳۳۲)

انھوں نے ان احادیث کو بھی جمع کیا ہے جو نماز میں امام مہدی کی امامت میں حضرت عیسیٰؑ کی نماز سے متعلق ہیں۔[دیکھیں نقد المنقول ص:۸۷]

''وہ (المہدی) ٹھیک اسی زمانے میں ظاہر ہوں گے جس زمانے میں عیسیٰؑ کا نزول ہوگا جیسا کہ حضرت جابر کی حدیث میں مذکور ہے۔''

الامام الحافظ ابن کثیر[۷۰۱ھ۔۷۷۴ھ]۔حوالہ: الفتن والملاحم

''معلوم رہے کہ یہ مسلمانوں کے درمیان بہ حیثیت امت ایک عام اور معروف نقطۂ نظر ہے۔ یہ لازمی وناگزیر ہے کہ قیامت کے وقت آخری زمانے میں اہل بیت کی ایک بڑی تعداد کے درمیان سے ایک آدمی ظاہر ہوگا جو دین کو استحکام بخشے گا، عدل کو غالب کرے گا، مسلمانوں کی طرف سے اس کی پیروی کی جائے گی، وہ اسلامی مملکت پر حکومت کرے گا۔ اس کا نام المہدی ہوگا۔ بلاشبہ حضرت عیسیٰؑ اس کے بعد آئیں گے اور دجال کو ماردیں گے۔ یا عیسیٰؑ انھی (المہدی) کے ساتھ ساتھ آئیں گے اور دجال کو قتل کرنے میں مہدی حضرت عیسیٰؑ کی مدد کریں گے اور عیسیٰؑ نماز کے دوران امام مہدی کے مقتدی ہوں گے۔'' ابن خلدون[۷۳۲۔۸۰۸ھ]۔حوالہ: مقدمہ ص:۵۵۵[1]

''وہ احادیث جن سے یہ واضح ہوتا ہے کہ امام اسی امت کا حصہ ہوں گے اور یہ کہ حضرت عیسیٰؑ ان کے پیچھے نماز ادا کریں گے تواتر کے درجے کو پہنچی ہوئی ہیں۔'' ابن حجر العسقلانی[۷۷۳۔۸۵۲ھ]۔حوالہ: فتح الباری(۶/ ۴۹۳۔۴۹۴)،(۶/۶۶۱)؛تہذیب التہذیب(۹/ ۱۴۴)

''میں نے بعض حق کا انکار کرنے والوں کو سنا ہے کہ حضرت عیسیٰؑ کے بارے میں جو یہ کہا گیا ہے کہ وہ جب نازل ہوں گے تو المہدی کے پیچھے فجر کی نماز ادا کریں گے، اس کا انکار کرتے ہیں۔ وہ کہتے ہیں کہ عیسیٰؑ کا مرتبہ اس سے بلند وبرتر ہے کہ وہ کسی غیر نبی کے پیچھے نماز ادا کریں۔ یہ ایک عجیب وغریب خیال ہے۔ اس لیے کہ عیسیٰؑ کا المہدی کے پیچھے نماز پڑھنے والا نظریہ ایک تسلیم شدہ حقیقت ہے جو متعدد صحیح ومستند احادیث نبوی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے پختہ طور پر ثابت ہے۔ نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ایک حق گو انسان تھے اور ان کے ارشادات جھوٹ نہیں ہو سکتے۔''

[اس کے بعد سیوطی اس سے متعلق بعض احادیث بیان کرتے چلے جاتے ہیں۔]

(امام السیوطی[۸۹۴۔۹۱۱ھ]۔حوالہ: الحاوی للفتاوی(۲/ ۱۶۶۔۱۶۷)؛نزول عیسی ابن مریم اخیر الزمان ص ۵۶)

---

[1] نوٹ: ابن خلدون نے امت کا اجماع نقل کیا ہے، البتہ وہ ذاتی طور پہ مہدی کے ظہور کے متعلق شکوک وشبہات کا شکار ہو گئے ہیں، ان کی اس رائے کو علماء کرام نے پختگی کے ساتھ رد کیا ہے، جیسے مولانا تھانوی، احمد شاکر، شیخ الالبانی، اور عبدالرحمن مبارکپوری، وغیرہ

''اہل البیت ستاروں کی مانند ہیں جن کے ذریعے ہماری درست سمت کی طرف رہنمائی کی جاتی ہے اور اگر ستاروں کو واپس بلا لیا گیا (یا چھپا دیا گیا) تو ہم وعدے کے مطابق خدائے برتر کی علامتوں (یوم محشر) کے روبرو آجائیں گے۔ یہ اس وقت ہوگا جب مہدی آچکے ہوں گے، جیسا کہ روایات میں مذکور ہے، اور پیغمبر عیسیٰ اپنی نمازیں مہدی کے پیچھے ادا کریں گے، دجال کو قتل کر دیا جائے گا اور پھر قیامت کی بڑی بڑی نشانیاں ایک کے بعد ایک ظاہر ہوتی چلی جائیں گی۔'' امام الہیثمی [۹۰۹۔۹۷۴ھ]۔حوالہ: السوائق المحرقۃ (۱/۲۳۴)

''وہ (عیسیٰ) نماز فجر کے وقت مشرقی دمشق کے سفید مینار پر نزول فرمائیں گے اور نماز شروع کرنے کے لیے وہ المہدی کو ان سے امامت کی درخواست کرتے ہوئے پائیں گے۔ جب انھیں یہ احساس ہوگا کہ عیسیٰ موجود ہیں تو وہ (مصلّے سے) پیچھے کی طرف ہٹ جائیں گے تاکہ عیسیٰ (نماز کی امامت کے لیے) آگے آسکیں، لیکن عیسیٰ انھیں نماز کی امامت کے لیے آگے کر دیں گے اور خود ان کے پیچھے نماز ادا کریں گے۔ اس لیے یہ اس امت کے لیے بہت بڑا اعزاز اور تکریم ہے۔'' امام المانوی [۹۵۲۔۱۰۳۱]۔حوالہ: فیض القدیر

''آخری زمانے میں امام مہدی کے ظہور اور ان کی موجودگی، نیز ان کے نبی ﷺ کے سلسلۂ نسب اور حضرت فاطمہؓ کے نسب سے تعلق رکھنے سے متعلق احادیث 'تواتر معنوی' کے درجے کو پہنچی ہوئی ہیں، اس لیے ان کے انکار کا کوئی مطلب نہیں ہے۔''

محمد بن الحسینی البرزنجی [و۔۱۱۰۳ھ/۱۶۹۱ء]۔حوالہ: اشاعۃ لعشرات الساعۃ

''المہدی کی علامتوں میں سے ایک علامت یہ ہے کہ عیسیٰ ان کے زمانے میں ظاہر ہوں گے اور وہ (عیسیٰ) ان کے پیچھے نماز ادا کرینگے۔''

محمد بن الحسینی البرزنجی۔حوالہ: الاشاعۃ ۹۱

ان احادیث کی تعداد جو یہ بتاتی ہیں کہ عیسیٰ کا نزول ہوگا، ۲۹ ہے اور وہ ان تمام کو ایک ایک کر کے بیان کرتے ہیں، پھر کہتے ہیں] ''جیسا کہ دیکھا جا سکتا ہے ہم نے جو احادیث نقل کی ہیں وہ تواتر کے درجے کو پہنچی ہوئی ہیں۔ اس بیان کے ساتھ یہ نتیجہ اخذ کیا جا سکتا ہے کہ مہدی موعود، دجال اور نزول عیسی مسیحؑ سے متعلق احادیث متواتر ہیں۔'' امام الشوکانی [۱۱۷۳۔۱۲۵۰ھ]۔حوالہ: التوضیح فی تواتر ما جاء فی المہدی المنتظر والدجال والمسیح

''یہ بات آپ کے علم میں ہونی چاہیے کہ ہر زمانے کے عام مسلمانوں کے درمیان یہ بات معروف رہی ہے کہ آخری زمانے میں نبی ﷺ کے اہل بیت سے تعلق رکھنے والا ایک شخص ظاہر ہوگا، جو اسلام کے نام پر عدل کا بول بالا کرے گا اور دنیا کے تمام مسلمانوں کا امام و رہنما ہوگا۔ اس کا نام المہدی ہوگا۔ ایک جعلی مسیح (دجال) اور بڑی بڑی نشانیوں کا بھی ظہور ہوگا، جو مستند نصوص سے ثابت ہیں؛ اور عیسیٰ دجال کو ہلاک کرنے کے لیے زمین پر تشریف لائیں گے اور مہدی کے پیچھے نماز ادا کریں گے۔'' محمد شمس الحق عظیم آبادی [۱۲۷۳۔۱۳۲۹ھ]۔حوالہ: عون المعبود (۱۱/۳۶۱۔۳۶۲)

''دوسری روایات بھی ہیں جو اس بات کی خبر دیتی ہیں کہ وہ امام جس کے پیچھے حضرت عیسیٰ نماز پڑھیں گے المہدی ہوں گے۔ آپ اس کو السیوطی کی 'العرف الوردی' (ص: ۸۱، ۸۳، ۸۴)، جابر کی روایت مذکورہ مع نمبر ۲۲۳۶ میں دیکھ سکتے ہیں۔ السیوطی نے اپنی بات اس روایت پر ختم کی ہے جو ابوالحسن السہری سے مروی ہے۔ اور یہ روایات میں کثیر تعداد میں ہیں اور متعدد راویوں سے کثرت کے ساتھ نقل ہوئی ہیں جنھوں نے المہدی کی آمد سے متعلق روایتیں بیان کی ہیں اور یہ روایت کیا ہے کہ ان کا تعلق نبی ﷺ کے سلسلۂ نسب سے ہوگا۔ اور یہ کہ وہ عیسیٰ کے ساتھ آئیں گے اور دجال کو مارنے میں حضرت عیسیٰ کی مدد کریں گے، نیز یہ کہ مہدی اپنی قوم کی امامت کریں گے اور عیسیٰ ان کے پیچھے نماز ادا کریں گے۔''

شیخ ناصر الدین الالبانی [۱۳۳۲۔۱۴۲۰ھ]۔حوالہ: السلسلۃ الاحادیث الصحیحۃ (۳۷۱/۵۔۳۷۲) ۲۲۹۳

جیسا کہ اوپر ثابت ہو چکا ہے، امام مہدی اور حضرت عیسیٰؑ کی ہم عصری کے متعلق علمائے امت کا اجماع اسلامی تاریخ کے ہر دور میں نظر آتا ہے۔ معروف وممتاز علماء، جن میں صحابہ کرام، تابعین، علمائے سلف اور علمائے متاخرین سب شامل ہیں، مستند روایات اور احادیث نبویہ پر مبنی اپنے اجماع واتفاق کی توثیق وتصدیق کرتے ہیں۔ یہ اجماع ایک اجتماعی تصور کی عکاسی کرتا ہے اور کسی ایک منفرد رائے پر مبنی نہیں ہے۔

علاوہ ازیں، قابل غور بات یہ بھی ہے کہ مہدوی مرشد سید شہاب الدین ایک عالم کی منفرد رائے پر انحصار کے تعلق سے اپنی دلیل پیش کرتے ہوئے کہ سوء اتفاق سے خود بھی اسی جال میں پھنس چکے ہیں۔ اپنے اصل دفاع میں وہ سب سے زیادہ انحصار سعد الدین التفتازانی کی رائے پر کرتے ہیں، جب کہ دوسرے علماء کی بڑی تعداد اور امام مہدی اور حضرت عیسیٰؑ کی ہم عصریت سے متعلق ان کے درمیان اجماع کو نظر انداز کر دیتے ہیں۔ منتخب طور پر ایک مخصوص عالم کی منفرد رائے پر زور دے کر وہ ایک جامع تجزیے اور اجماع علمائے امت کو نظر انداز کر دیتے ہیں جو امام مہدی اور حضرت عیسیٰؑ کے ایک ہی وقت میں ہونے کے متعلق ان کے درمیان پایا جاتا ہے۔

چنانچہ یہ بات واضح اور صاف ہے کہ مختلف صدیوں کے دوران علماء کا اجماع امام مہدی اور حضرت عیسیٰؑ کی ہم عصریت کو مسلمہ حقیقت کے طور پر پیش کرتا ہے۔ یہ اجماع، جس کی اصل وبنیاد مستحکم جائزے اور عقل اجتماعی پر قائم ہے، اس مسئلے کو سمجھنے کے لیے اس پر توجہ دی جانی چاہیے، نہ کہ اس کے برعکس ایک منفرد رائے پر انحصار کیا جانا چاہیے تھا یا اجماع امت کے وزن واہمیت کو ہی نظر انداز کر دیا جانا چاہیے تھا۔

امام مہدی اور حضرت عیسیٰؑ کی آمد کا وقت: غیر یقینیت کی توضیح

اسلامی عقیدہ آخرت سے متعلق روایات حضرت عیسیٰؑ اور امام مہدی کی آمد سے پہلے پیش آنے والے واقعات اور علامتوں کے سلسلے میں قابل قدر معلومات فراہم کرتی ہیں۔ تاہم یہ تسلیم کرنا ضروری اور اہم ہے کہ ان واقعات یا علامتوں کے ظہور کا متعینہ وقت یا باریک سے باریک تر تفصیلات واضح طور پر نامعلوم یا غیر مذکور ہیں۔ یہ غیر یقینی بھی ایک مقصد کے تحت ہے، یعنی اللہ کے مخفی علم کے پیچھے پوشیدہ حکمت پر زور دینا۔

چوں کہ ہم ایک واضح اور مرحلہ بہ مرحلہ تاریخ ووقت تو فراہم نہیں کر سکتے، تاہم یہ ممکن ہے کہ ہم نبی ﷺ کے مختلف ارشادات کو کڑی در کڑی، کسی پزل کے ٹکڑوں کی طرح جوڑ دیں اور کہانی کے بڑے منظر نامے کو سمجھنے کی کوشش کریں۔ علماء نے پزل کے ان ٹکڑوں کی مدد سے تشریحات پیش کی ہیں جو عالم گیر عدل ومساوات کے قیام کی جدوجہد میں حضرت عیسیٰؑ اور امام مہدی کے باہم ایک دوسرے سے مربوط ہونے پر روشنی ڈالتی ہیں۔

اس بات کو سمجھنا ضروری ہے کہ ان دونوں کی آمد سے متعلق تشریحات اور مباحث دست یاب وموجود احادیث کی علمی تشریح پر مبنی ہیں۔

کوئی بھی شخص ان امور سے متعلق مطلق یقین کا دعوی نہیں کر سکتا، کیوں کہ ان میں وہ مسائل بھی شامل ہیں جن کا ہمیں علم نہیں ہے اور جو اللہ کے فراہم کردہ علم پر مبنی ہیں۔ ہمیں ایسے مباحث کو عاجزی کے ساتھ لینا چاہیے اور اس بات کا اعتراف کرتے ہوئے چلنا چاہیے کہ ہمارا علم محدود ہے۔

البتہ قابل لحاظ بات یہ ہے کہ بعض مخصوص پہلو محض مفروضہ نہیں ہیں، بلکہ ثابت شدہ حقائق ہیں جو اسلامی روایات کے اندر موجود ثبوتوں پر مبنی ہیں۔ اسی طرح کی ایک حقیقت عیسیٰؑ اور امام مہدی کی ملاقات ہے، جس کا ذکر صاف اور واضح طور پر حدیثوں میں آیا ہے۔ یہ چیز اس بات کی طرف اشارہ کرتی ہے کہ ان دونوں کا مشن ایک دوسرے سے مربوط ہے اور عالم گیر عدل وانصاف کی تشکیل وترویج میں ایک دوسرے کا تعاون کریں گے۔ ان کے فریضے اور کردار سے متعلق مخصوص ومتعین تفصیلات، پیش آنے والے واقعات کی ترتیب، اور یہ کہ کون کس کی امامت کرے گا، یہ تمام امور تشریح کے محتاج ہیں۔ اگر چہ علماء نے ان چیزوں پر روشنی ڈالی ہے، ہمیں یہ بات رکھنی چاہیے کہ حالات کی صحیح پوزیشن کا علم صرف اللہ کو ہی ہے۔ ہم اگر چہ ان کے فریضے اور

کردار سے متعلق ایک اندازہ لگا سکتے ہیں، علماء کا عمومی اجماع معلوم کر سکتے ہیں، تاہم متعینہ ممکنات اور ان کے درمیان ترتیبی صورت حال کا اندازہ ہماری عقل وفکر سے ماوراچیز ہے۔

''متعدد احادیث نبویہ اور معروف روایات سے ان کا مقام بلند اور اعلیٰ مشن ثابت ہو چکا ہے۔'' انھوں نے یہ بھی کہا: ''واقعات کی ترتیب اس طرح ہوگی: مہدی کا ظہور پہلے جزیرہ نمائے عرب میں ہوگا، پھر وہ القدس (فلسطین) جائیں گے۔ دجال (جعلی مسیح) فلسطین آئے گا اور المہدی اسے اسی ریاست میں گھیریں گے۔ اس کے بعد حضرت عیسیٰؑ دمشق کے مشرقی مینارے پر نازل ہوں گے اور دجال سے مقابلے اور ایک ہی ضرب میں اس کا کام تمام کرنے کے لیے فلسطین جائینگے۔'' ملّا علی القاری [و۔ ۱۰۱۴ / ۱۶۰۵ء]۔حوالہ: شرح فقہ الاکبر ص ۱۱۲

امام مہدی کے پیچھے حضرت عیسیٰؑ کے نماز پڑھنے کی حکمت: ایک جائزہ

امتِ رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے لیے اعزاز

حدیث میں، حضرت عیسیٰؑ خود اپنے اس فیصلے کی وجہ کو عیاں فرماتے ہیں اور کہتے ہیں: ''یہ وہ اعزاز ہے جو اللہ تعالیٰ نے اس امت کو عطا کیا ہے۔'' یہ غیر معمولی اعتراف اس استثنائی مقام اور عنایت ونوازش کو نمایاں کر کے پیش کرتا ہے جو نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی اس امت کو عطا کی گئی ہے۔

عیسائیوں کی جانب سے شہادت

''روایت ہے کہ حضرت عیسیٰؑ مسلمانوں کے قائد وامام (یعنی امام مہدی) کے پیچھے صلوۃ ادا کریں گے، یعنی وہ دین محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے سامنے خود کو عاجز کرلیں گے اور اس کے متبعین میں خود کو شامل کرلیں گے۔ اس کی وجوہات میں سے ایک وجہ یہ ہے کہ عیسائی خود اس کی شہادت دیں گے اور یہ خود ان کے خلاف ایک ثبوت ہوگا۔'' ابن العربی المالکی [۴۶۸۔ ۵۴۳ھ]۔حوالہ: عارضۃ الاحوذی (۹/ ۷۸)

یہ قابل ذکر واقعہ دینِ محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے سامنے حضرت عیسیٰؑ کے سرِ تسلیم خم کرنے حق میں ایک نا قابل انکار ثبوت کی حیثیت رکھتا ہے، اور عیسائیوں کی طرف سے کسی بھی غلط عقیدے یا غلط فہمی کو مسترد کر دیتا ہے۔ اسلامی عقیدے کی پیروکاری کا انتخاب کر کے عیسیٰؑ اسلام کی صداقت اور افضلیت کا اظہار کر دینگے۔

اقامت کی اہمیت

حدیث پر مزید گہرائی سے غور وتدبر کریں تو معلوم ہوتا ہے کہ حضرت عیسیٰؑ اپنے اس عمل کی ایک اور ٹھوس وجہ یوں بیان فرماتے ہیں: ''آپ کے لیے اقامت کہی جا چکی ہے۔'' یہاں ہمیں اس علامتی مفہوم کا ادراک ہوتا ہے جو نماز کے لیے کہی جانے والی اقامت کے اندر پوشیدہ ہے۔ اس کی حیثیت ایک ایسے مضبوط عنصر کی ہے جو اتحاد اور قیادتوں کے درمیان متحرک تعامل کی اہمیت کو تازہ کرتا ہے۔ نماز میں مقتدی کی حیثیت میں ہونا قبول کر کے حضرت عیسیٰؑ اتحاد ویکجہتی اور باہمی تعاون کی مثال پیش کرتے ہیں، جس سے اجتماعی عبادت اور اتحاد امت کو تقویت ملتی ہے۔

غلط فہمیوں کا ازالہ

''اگر حضرت عیسیٰؑ سے نماز کی امامت کروائی گئی ہوتی تو بعض لوگ اس غلط فہمی میں مبتلا ہو سکتے تھے کہ وہ ایک نبی کی حیثیت میں نئی شریعت کے ساتھ تشریف لائے ہیں۔ اسلئے وہ [نماز میں] مقتدی بن کر رہنا ہی قبول کرینگے۔''

ابن حجر العسقلانی [۷۷۳۔ ۸۵۲ھ]۔حوالہ: فتح الباری (۶/ ۴۹۴)۳۴۴۹

نماز میں مقتدی کی حیثیت قبول کر کے حضرت عیسیٰؑ پیغام محمدی ﷺ کی حفاظت اور پہلے سے چلی آ رہی شریعت کی حفاظت کی ضمانت عطا کریں گے۔ یہ انتخاب کسی بھی قسم کے کنفیوژن یا غلط فہمی کے خلاف ڈھال کا کام کرے گا اور انبیائی وراثت کے تسلسل اور مستقل پذیری کو تقویت بخشے گا۔

امام مہدی کی صداقت کو تقویت

بعض علماء کا خیال ہے کہ حضرت عیسیٰؑ امام مہدی کے پیچھے نماز ادا کر کے خود امام مہدی کی امامت وقیادت کو مصدقہ کر دیں گے۔ رضا کارانہ طور پر تابع (پیروکار) کی حیثیت قبول کر کے حضرت عیسیٰؑ امام مہدی کی قانونی وشرعی حیثیت اور اللہ کی طرف سے عطا کردہ مسلم امت کی امامت کے مقام و مرتبے کی تصدیق کر دیں گے۔ حضرت عیسیٰؑ کی طرف سے تسلیم وحمایت کا یہ عمل مہدی کی معتبریت کو دوبالا کرتا ہے اور ان کی رہنمائی میں امت کے اتحاد کو تقویت فراہم کرتا ہے۔

نوٹ: یہ حقیقت کہ حضرت عیسیٰؑ کو امامت کی پیش کش کی جائے گی، یہ اشارہ دیتی ہے کہ امام مہدی اور عام لوگ دوسرے لوگوں پر حضرت عیسیٰؑ کی برتری کو سمجھ رہے ہوں گے۔ امامت سے انکار کی دوسری وجوہات ہوں گی جن کا ذکر پہلے ہی گزر چکا ہے۔

نبی کا غیر نبی کے پیچھے نماز ادا کرنا: بظاہر نظر آنے والے تضاد کا خاتمہ

یہ مسئلہ کہ حضرت عیسیٰؑ جیسا معروف نبی امام مہدی جیسے غیر نبی شخص کے پیچھے نماز کیسے پڑھ سکتا ہے، بہت گہرائی سے جائزے لینے کا متقاضی ہے۔ خوش قسمتی سے اس کی ایک مضبوط مثال ہمیں ملتی ہے جو کسی اور نے نہیں بلکہ خود نبی ﷺ نے پیش کی ہے۔ آپ ﷺ نے ارادتاً اپنے صحابی عبدالرحمن بن عوفؓ کے پیچھے نماز پڑھی تھی۔ یہ مستند واقعہ صحیح مسلم حدیث ۲۷۴، مسند احمد (۴/۲۴۷)، صحیح ابن خزیمہ ۱۶۴۲ اور صحیح ابن حبان ۱۳۴۷ میں درج ہے۔

اس اہم ترین واقعے کے ذریعے سے نبی ﷺ، جو کہ اللہ کی نظر میں افضل واشرف ترین مقام پر فائز ہیں، نے انسانیت، اتحاد اور عبادت کے مسلمہ اصولوں کے سلسلے میں بیش قیمت اسباق کی تعلیم دی ہے۔

آپ ﷺ کے اعمال مسلم امت کے اندر ہم آہنگی اور اتحاد پیدا کرنے کے ضمن میں ماتحتین کے مقام ومرتبے کی اہمیت کی مثال پیش کرتے ہیں۔ یہ قابل ذکر واقعہ اس بات کا مسلّم ثبوت ہے کہ نماز میں امامت کا مقام انبیاء کے لیے مخصوص نہیں ہے، بلکہ اس کے برعکس یہ واقعہ اجتماعی شکل میں (باجماعت) نماز کی اہمیت کو اجاگر کرتا ہے اور اہل ایمان کے درمیان ہم آہنگی کی حفاظت اور وقت پر نماز کی ادائیگی کی اہمیت کو اجاگر کرتا ہے۔

اس مضبوط تاریخی مثال پر توجہ دے کر ہم حکمت کے خزانے سمیٹ سکتے ہیں جو نہ صرف یہ کہ کسی بھی قسم کے مزعومہ تضاد اور اختلاف کو ختم کر دیتا ہے، بلکہ انسانیت، اتحاد اور نظام خداوندی کے نفاذ کے لازوال اصولوں کو بھی اجاگر کرتا ہے۔ عیسیٰؑ کا امام مہدی کے پیچھے نماز پڑھنے کا عمل عقیدہ ایمان کے آفاقی اصولوں کی ایک شہادت بن جاتا ہے جو تعلیمات نبوی اور امت مسلمہ کے اجتماعی فرض منصبی کو علی حالہ جاری رکھنے پر زور دیتا ہے۔

شکوک کے جال کا ازالہ: مہدی اور عیسیٰؑ۔ نماز میں کون کس کی امامت کرے گا

مہدوی مرشد دلیل پیش کرتے ہیں:

''پھر علّامہ (تفتازانی) نے اس قول سے مہدی اور عیسی علیہ السلام کے جمع ہونے کو منع کیا ہے اس لیے کہ اگر وہ دونوں عیسی علیہ السلام اور دجال کی جنگ کے وقت یا بعد جنگ جمع ہوتے تو نماز پنج گانہ میں سے کسی ایک نماز میں ان کا جمع ہونا محال نہ تھا، پس ایک دوسرے کی اقتدا ضروری

تھی، پس جب ایک دوسرے کی اقتدا منع ہے تو دونوں کا جمع ہونا بھی منع ہے پس علّامہ کے اس رجوع سے معلوم ہوا کہ جو احادیث مہدی اور عیسی علیہ السلام کے جمع ہونے اور ایک دوسرے کی اقتدا کرنے کے متعلق آئی ہیں ان احادیث کی اسناد علماء سلف کے پاس صحیح نہیں۔''

مہدوی مرشد قاضی منتجب الدین جونیاری - حوالہ: مخزن الدلائل ص: ۲۴

میرا جواب:

مہدی اور حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی بیک وقت موجودگی سے متعلق یہ جو دلیل قاضی جونیاری نے پیش کی ہے کہ علامہ تفتازانی نے اس سے انکار کیا ہے، اور اس کی وجہ اس مفروضے کو قرار دیا ہے کہ وہ نماز میں ایک دوسرے کی اقتدا نہیں کر سکتے، ان کی یہ دلیل بے بنیاد تشریح اور غلط منطق پر مبنی ہے۔

متعدد صحیح و مستند احادیث امام مہدی اور حضرت عیسیٰؑ کی بیک وقت موجودگی کی تائید و حمایت کرتی ہیں، اسی طرح ان کی نماز کی کیفیت کی بھی تائید کرتی ہیں۔ جب کہ صحیح بخاری اور صحیح مسلم کی دو مخصوص احادیث، یعنی ۱۱.۱ اور ۱۱.۲ میں واضح طور پر 'مہدی' نام کا ذکر نہیں ہے، تاہم اسے متفقہ طور پر تسلیم کیا گیا ہے کہ ان احادیث میں جس امام یا قائد کا ذکر کیا گیا ہے، اس سے مراد مہدی کے علاوہ کوئی نہیں ہے۔ حدیث کو ان دوسری روایات کی تائید بھی حاصل ہے جو ان دونوں کی نماز کی ترتیب کی واضح تصویر پیش کرتی ہیں۔

اگر ہم یہ موقف بھی اختیار کرتے ہیں کہ مذکورہ احادیث ہی صحیح اور مستند ہیں اور باقی دوسری روایات متنازعہ اور مختلف فیہ ہیں، تاہم منطقی تطبیق پر غور کرنا ضروری ہے۔ امام مہدی کی مسلمہ اہمیت اور مقام و مرتبے کی بنیاد پر یہ بات ناقابل تصور معلوم ہوتی ہے کہ مہدی موعود کے سوا امت محمدیہ کا کوئی اور فرد نماز میں حضرت عیسیٰؑ کی امامت کرے گا۔ یہ منطقی نقص اس بات کی تائید کرتا ہے کہ امام مہدی ہی نماز میں حضرت عیسیٰؑ کی امامت کریں گے۔

اس حقیقت کو سمجھنا ضروری ہے کہ کسی کا انکار یا مراجعت ان مستند احادیث سے زیادہ وزن دار نہیں ہو سکتی جو صاف طور پر امام مہدی اور حضرت عیسیٰؑ کی بیک وقت موجودگی کا ذکر کرتی ہیں۔ نبی محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے بذات خود اس واقعے کی پیشین گوئی فرمائی ہے، اور یہ کسی بھی طرح جواز کے قابل نہیں ہوگا کہ ان ارشادات نبویہ کو بے بنیاد تشریح کی وجہ سے یا کسی فرد کی جانب سے غلط منطق پیش کیے جانے کی وجہ سے مسترد کر دیا جائے۔

مزید برآں یہ کہ مرفوع روایت بھی موجود ہے جو نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے معروف صحابی حضرت کعبؓ سے مروی ہے، اس میں وہ فرماتے ہیں کہ پہلی نماز کے بعد عیسیٰؑ امام بن جائیں گے۔

''لوگ اچانک حضرت عیسی علیہ السلام بن مریم کو نازل ہوتا ہوا دیکھنے لگیں گے۔ اس وقت صلوۃ (نماز) ادا کی جا رہی ہوگی اور مسلمانوں کے امام، یعنی مہدی پیچھے کی طرف ہٹ جائیں گے۔ عیسی علیہ السلام کہیں گے: آگے بڑھیے، آپ کے لیے اقامت کہی جا چکی ہے۔'' یہ شخص (مہدی) نماز میں ان سب کی امامت کرے گا۔ وہ (کعب) کہتے ہیں: ''اس کے بعد عیسی علیہ السلام ہی امام ہوا کریں گے۔''

کعب الاحبارؓ [۱۰۱۴ھ/ ۱۶۰۵ء] - حوالہ: الفتن ص: ۳۹۳؛ حدیث ۱۳۳۶

''صحیح موقف یہ ہے کہ (پہلی نماز کے بعد) نماز کی امامت عیسیٰؑ کریں گے اور مہدی ان کے پیچھے نماز ادا کریں گے۔''

ملا علی القاری [و۔ ۱۰۱۴ھ/ ۱۶۰۵ء] - حوالہ: شرح فقہ الاکبر ص: ۱۳۷

اس کے علاوہ امام مانوی نے اس دعوے کو خود تفتازانی کی ایک روایت پیش کرتے ہوئے مسترد کر دیا ہے:

’’وہ (عیسیٰ علیہ السلام) نماز فجر کے وقت مشرقی دمشق کے سفید مینارے پر نازل ہوں گے اور وہ پائیں گے کہ (نماز کے) امام المہدی نماز شروع کرنا چاہتے ہیں۔ جب انھیں یہ معلوم ہوگا کہ عیسیٰؑ موجود ہیں تو وہ پیچھے ہٹ جائیں گے تاکہ عیسیٰ علیہ السلام (نماز پڑھانے کے لیے) آگے بڑھ سکیں، لیکن عیسیٰ علیہ السلام نماز کی امامت کے لیے انھی کو آگے کردیں گے اور خود ان کے پیچھے نماز ادا کریں گے۔ اس لیے یہ اس امت کے لیے بہت بڑا اعزاز اور تکریم ہوگی۔ چنانچہ اس حدیث میں جو کچھ کہا گیا ہے وہ ان باتوں سے متصادم نہیں ہے جو دوسری روایات میں بیان ہوا ہے کہ عیسیٰ علیہ السلام نماز میں امام مہدی کی امامت کریں گے۔ یہ بات سعد التفتازانی کی طرف سے پورے ایقان کے ساتھ زور دے کر کہی گئی ہے جو کہ عیسیٰ علیہ السلام کو افضل شمار کرتے ہیں، کیوں کہ روایات میں مطابقت پیدا کرنا اسی طرح ممکن ہے کہ عیسیٰ علیہ السلام پہلی بار مہدی کے پیچھے نماز ادا کریں گے تاکہ یہ دکھا دیں کہ وہ (عیسیٰ علیہ السلام) نبی محمد صلی اللہ علیہ وسلم کے پیروی کی حیثیت سے نازل ہوئے ہیں اور انھی کی لائی ہوئی شریعت کے پابند ہیں۔ اس کے بعد مہدی کی امامت حضرت عیسیٰ علیہ السلام کریں گے۔ ایسا کرنے کی بنیاد یہ اصول ہوگا کہ وہ شخص جو کم اہمیت و مرتبے کا حامل ہے اس کی امامت وہ کرے گا جو زیادہ افضل اور اہم ہو۔‘‘

امام المانوی [۹۵۲۔۱۰۳۱ھ]۔ حوالہ: فیض القدیر (۵/ ۳۸۴۔۳۸۵)

نتیجہ یہ برآمد ہوا کہ مستند روایات و احادیث کے درمیان مطابقت پیدا کرکے، عقل و منطق کے استعمال، اور علمائے کرام کی آراء کی روشنی میں ہم اعتماد کے ساتھ یہ نظریہ قائم کرسکتے ہیں کہ امام مہدی اور عیسیٰؑ کا نماز میں بیک وقت موجود ہونا محض حکم خداوندی کی تائید ہی اسے حاصل نہیں ہے، بلکہ حکم خداوندی سے میل بھی کھاتا ہے۔ نمازوں میں ان کا تعامل عاجزی، عزت و احترام، اور مسلمہ ترتیبی ڈھانچے کی ایک مثال پیش کرتا ہے جس سے اسلامی تعلیمات کے اندر موجود غیر معمولی حکمت اور یکجہتی نمایاں ہوکر سامنے آتی ہے۔

دو خلفاء سے متعلق مختلف فیہ حدیثوں کے درمیان تطابق: بیعت کا عہد

حدیث ۱۱.۶

قَالَ رَسُولُ اللّٰهِ صلى الله عليه وسلم "إِذَا بُويِعَ لِخَلِيفَتَيْنِ فَاقْتُلُوا الآخَرَ مِنْهُمَا"

’’جب دو خلفا کے لیے بیعت لی جائے تو ان میں سے اس کو قتل کردو جس کی بیعت بعد میں لی گئی ہو۔‘‘

راوی: ابوسعید الخدریؓ [و۔ ۷۴ھ/ ۶۹۳ء]۔ حوالہ: صحیح مسلم ۱۸۵۳؛ بیہقی ۷ ۱۶۵۴؛ سیوطی ۲۸ ۱۴۲۸۔ درجہ: صحیح، امام مسلم کے مطابق

مہدوی مرشد (مذکور بالا حدیث کو نقل کرنے کے بعد) دلیل دیتے ہیں کہ:

’’پس جس نے گمان کیا مہدی کی خلافت کا لشکر عظیم کے ساتھ اور مہدی کے عیسیٰؑ کے ساتھ جمع ہونے کا گمان کیا، پس اس نے ایک ہی زمانہ میں دو خلیفوں کی بیعت کو لازم کیا اور اس سے عیسیٰؑ کا قتل لازم آتا ہے بسبب مقدم ہونے مہدی کے عیسیٰؑ پر از روئے بعثت کے، اور یہ باطل ہے اور ثابت ہوا کہ مہدی اور عیسیٰ ایک ہی زمانہ میں جمع نہ ہوں گے۔‘‘ مہدوی مرشد قاضی منتجب الدین جونیاری۔ حوالہ: مخزن الدلائل ص: ۲۲

میرا جواب:۔ سیاق و سباق سے سمجھ میں آنے والا مفہوم

حدیث جو کہ یہ کہتی ہے کہ ’’اگر دو خلیفوں کی بیعت کی جائے تو دوسرے والے کو قتل کردو‘‘ اسے اس کے صحیح پس منظر میں سمجھنا چاہیے۔ یہ حدیث ایک

مخصوص صورت حال کا ذکر کرتی ہے جہاں اقتدار کے سلسلے میں اختلاف واقع ہو گیا ہو اور اس کی وجہ سے امت کے اندر سنگین افتراق و انتشار پیدا ہو گیا ہو۔ یہ کسی بھی طرح سے اس بات پر فٹ نہیں ہوتی ہے کہ دو برحق قائدین یا امام الگ الگ مقاصد کو پورا کرنے کے لیے بیک وقت موجود نہیں رہ سکتے۔

کسی قائد کے ہاتھ پر بیعت بنیادی طور پر اتحاد کے قیام، سماجی نظم وضبط کی بحالی، اور اسلامی اقدار واصول کے نفاذ کو یقینی بنانے کے مقصد سے کی جاتی ہے۔ مہدی اور عیسیٰؑ کے معاملے کا جہاں تک تعلق ہے، اس میں ان کا کردار واضح اور ایک دوسرے کے مقصد کی تکمیل کرنے والا ہے۔ مہدی اور عیسیٰؑ کا اکٹھا ہونا دراصل عدل وانصاف کے قیام، عالمی قیادت اور روحانی ہدایت ورہنمائی کو متحد رکھنے کا ایک جامع و وسیع طریقہ ہے۔

حکمتِ خداوندی اور تکمیلی کردار

مہدی اور عیسیٰؑ کا اکٹھا ہونا حکمت خداوندی کی ایک غیر معمولی مثال پیش کرتا ہے، جو انسانیت کو درپیش پیچیدہ چیلنجوں سے بات کرتی ہے۔ ہر زمانے کی منفرد ضرورتوں اور حالات کے لیے اللہ کا جو منصوبہ وارادہ ہوتا ہے وہ اس کے پیش نظر حتمی مقصد کو پورا کرنے کے لیے مہدی اور عیسیٰؑ کی بیک وقت موجودگی یا دونوں کے اکٹھا آنے کا تقاضا کرتا ہے۔

پوری انسانی تاریخ میں اللہ تعالی نے سنگین حالات میں کثیر جہتی چیلنجوں کا مقابلہ کرنے اور نمایاں واہم تبدیلیاں لانے کی غرض سے متعدد انبیا کو مبعوث کیا ہے۔ مثال کے طور پر فرعون کا مقابلہ کرنے کے لیے حضرت موسی علیہ السلام و ہارون علیہ السلام، دونوں کو ایک ساتھ بھیجا گیا تھا، جن میں سے ہر ایک دوسرے کے لیے تقویت کا باعث تھا۔ اسی طرح مہدی اور عیسیٰ علیہ السلام کا جمع ہونا یا اکٹھا ہونا ان کے زمانے میں کثیر جہتی مسائل کو حل کرنے کے سلسلے میں ایک جامع اسلوب اور طریقہ کار کو نمایاں کرتا ہے۔

یہ بات سمجھنا ضروری ہے کہ مہدی اور عیسیٰؑ کی ایک ساتھ موجودگی کا لازمی مطلب یہ نہیں ہے کہ ان کا سیاسی واقتداری رتبہ یکساں ہوگا۔ مہدی پہلے ہی مسلمانوں کے امام ورہنما کے طور پر قبول کر لیے گئے ہوں گے اور عیسیٰ علیہ السلام اسی وقت نزول فرمائیں گے۔

لغوی اعتبار سے سمجھنے کی کوشش: لفظ 'خلیفہ'

''خلیفہ وہ شخص ہوتا ہے جو کسی ایسے شخص کی جگہ پر ہو جو جسمانی طور پر وہاں موجود نہ ہو اور یہ موجود شخص اس کا متبادل ہو۔''

مجد الدین ابن الاثیر [و۔۶۰۶ھ/ ۱۲۱۰ء]۔حوالہ: النہایۃ فی غریب الحدیث والاثار (۲/ ۶۹)

غیر موجودگی کی متعدد وجوہات ہو سکتی ہیں۔ مثلاً سفر، عزلت، یا انتقال ہو جانا وغیرہ۔ اسی طرح جس طرح حضرت موسیٰ علیہ السلام جب اپنی قوم کو عارضی طور پر کچھ دن کے چھوڑ کر جا رہے تھے تو انھوں نے اپنے بھائی ہارون علیہ السلام کو اپنا خلیفہ بنا دیا تھا:

......وَقَالَ مُوْسٰى لِاَخِيْهِ هٰرُوْنَ اخْلُفْنِيْ فِيْ قَوْمِيْ وَاَصْلِحْ وَلَا تَتَّبِعْ سَبِيْلَ الْمُفْسِدِيْنَ

''......اور موسیٰ نے اپنے بھائی ہارون سے کہا کہ میری قوم میں میرے خلیفہ بن کر رہو اور نیک کام کرنا اور فسادیوں کے راستے کی پیروی نہ کرنا۔''

(قرآن، سورۃ الاعراف: ۷: ۱۴۲)

''یہ بات خوب معروف ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اپنے پیچھے اپنا خلیفہ متعین کیے بغیر کبھی بھی مدینہ سے باہر تشریف نہیں لے گئے۔''

شیخ الاسلام ابن تیمیہ [۶۶۱۔۷۲۸ھ]۔حوالہ: منہاج السنۃ (۷/ ۳۲۷)

تاریخ سے مثال:

مزید برآں یہ کہ تاریخ ہمیں ایسی مثالیں فراہم کرتی ہے جن میں بیک وقت ایک سے زائد رہنما اور قائد موجود نظر آتے ہیں اور انھیں ایک دوسرے کو قتل کرنے کی ضرورت محسوس نہیں ہوتی۔ جب علیؓ کا انتقال ہوا اور ان کے صاحب زادے حضرت حسن بن علیؓ [و۔ ۵۰ھ/ ۶۷۰ء] نے نماز جنازہ پڑھائی تو لوگوں نے خلیفہ کی حیثیت سے ان کے ہاتھ پر بیعت کر لی۔ پھر انھوں نے حضرت حسنؓ کو اس بات پر مجبور کیا کہ وہ شام کے لوگوں سے جنگ پر لوگوں کو آمادہ و تیار کریں۔ وہ کسی کے خلاف جنگ کا کوئی ارادہ نہیں رکھتے تھے، لیکن جنگ کا مطالبہ کرنے والے لوگ ان پر غالب آ گئے اور انھوں نے لوگوں کا ایسا ہجوم اکٹھا کر لیا کہ اس جیسا ہجوم پہلے کبھی دیکھا نہیں گیا تھا۔ انھوں نے اس لشکر کے ساتھ مارچ کیا اور شام کی طرف بڑھے تو لشکر کے اندر افراتفری، اختلاف رائے اور گٹ بندی شروع ہو گئی۔ جب حسن بن علیؓ کو یہ احساس وادراک ہوا کہ ان کے پیچھے جو لشکر ہے وہ باہم متحد نہیں ہے تو ناراض ہوئے اور اسی جگہ سے معاویہ بن ابی سفیان [و۔ ۶۰ھ/ ۶۸۰ء] کو خط لکھا کہ وہ باہم امن معاہدہ کرنے کے لیے تشریف لے آئیں۔ حضرت حسنؓ نے معاویہؓ کے نام اپنی بیعت لکھ کر دے دی اور اپنی خلافت انھیں ان کے حوالے کر دی۔ یہ ۴۰ھ کا واقعہ ہے، جسے اس بنا پر 'عام الجماعۃ' (اتحاد کا سال) کہا جاتا ہے کہ اسی سال تمام مسلمان معاویہ کی خلافت کے تحت متحد ہو گئے تھے۔ [دیکھیں: البدایۃ والنہایۃ (۸/ ۱۶-۲۱)]

حسن بن علیؓ اور معاویہ بن ابی سفیانؓ کی مثال صاف طور پر اسی نقطے کو پیش کرتی ہے۔ دو خلیفوں کی موجودگی، یعنی ایک کوفہ میں (حسنؓ) اور دوسرے شام میں (یعنی معاویہؓ)، کے باوجود صورت حال کو پر امن ذرائع سے حل کر لیا گیا۔ حسن بن علیؓ نے رضا کارانہ طور پر حضرت معاویہؓ سے بیعت کر کے خلافت سے دست برداری اختیار کر لی اور موثر طریقے سے دونوں نے اپنی قیادت کو ضم کر لیا۔ یہ تاریخی واقعہ اس پہلو کو نمایاں کرتا ہے کہ جب ایک خلفیہ دوسرے خلیفہ سے بیعت کر لے تو حدیث کا یہ حکم ''کہ بعد والے کو قتل کر دو'' قابل نفاذ نہیں رہتا۔ اس کے بجائے یہ اس بات کو مستحکم کرتا ہے کہ ان میں سے جو ایک بیعت قبول کر لیتا ہے وہ دوسرے خلیفہ کا متبع بن جاتا ہے، اور نتیجۃً کار صرف ایک ہی تسلیم شدہ خلافت معرض وجود میں رہتی ہے۔

امامت وقیادت کے تسلسل اور پس منظر کا جائزہ

امام مہدی اور عیسیٰؑ، دونوں کے حاکم وقت ہونے کا ذکر کرنے والی حدیث اور بیعت سے متعلق حدیث کے درمیان ممکنہ تعارض وتصادم کے درمیان تطبیق پیدا کرنے کے لیے ضروری ہے کہ ہم ان دونوں کے کردار، ترتیب، اور ان کی قیادت کے پس منظر کا احتیاط اور باریک بینی سے جائزہ لیں۔ ایسا کرتے ہوئے ہم بہ آسانی ان روایات کے درمیان منطقی اور موثر تطبیق وہم آہنگی کی صورت پیدا کر سکتے ہیں۔

مہدی سے متعلق حدیث ان کے کردار کو ایک معین ومخصوص مدت کے لیے بیان کرتی ہے کہ یہ مدت سات سے نو برس کے درمیان ہوگی، جس کے دوران خوش حالی، عدل وانصاف اور مال ودولت کی فراوانی غالب رہے گی۔ مہدی کی امامت وقیادت کا ارتکاز امن قائم کرنے اور دنیا کے اندر پھیلی ہوئی ناانصافی کے خاتمے پر ہوگا۔ ان کا کردار وعمل بے مثال خوش حالی اور اتحاد و یگانگت کا ایک بے مثال دور لے کر آئے گا۔

دوسری طرف حضرت عیسیٰؑ سے متعلق حدیث ان کے کردار کو ایک حاکم مطلق کے طور پر بیان کرتی ہے جو اس وقت کے مخصوص مسائل، مثلاً دجال کے قتل، صلیب شکنی، خنزیر کا خاتمہ، اور جزیہ ٹیکس کے خاتمے، جیسے مسائل کو حل کریں گے۔ حدیث یہ بھی بتاتی ہے کہ مال ودولت کی فراوانی اس حد تک ہوگی کہ صدقہ وخیرات قبول کرنے والے نہ ہوں گے۔ اس سے معلوم ہوتا ہے کہ خوش حالی اور دولت کی فراوانی کا سلسلہ حضرت عیسیٰؑ کے زمانے تک قائم رہے گا۔

ان روایات کے درمیان تطبیق پیدا کرنے کے لیے ہم یوں سمجھ سکتے ہیں کہ امام مہدی اور عیسیٰ علیہ السلام، دونوں کے کردار الگ الگ لیکن ایک دوسرے

سے مربوط ہوں گے۔مہدی کی امامت پہلے ہوگی، جو امن، عدل وانصاف اور خوش حالی کی بنیاد ڈالیں گے۔ان کا دور حکومت عیسی علیہ السلام کے نزول کے مناسب حال حالات پیدا کرے گا جو کہ ایک حاکم مطلق کے طور پر تشریف لائیں گے اور کچھ مخصوص قسم کے سماجی مسائل سے نپٹیں گے اور اس کے علاوہ پہلے سے قائم شدہ امن وامان کو مزید بہتر بنائیں گے۔

جیسا کہ ہم گزشتہ ابواب میں معلوم کر چکے ہیں، عیسیٰ اور مہدی کے درمیان تعلق و ربط کی منفرد و مخصوص نوعیت، دستیاب ماٰخذ اور حوالوں میں صاف طور پر بیان نہیں کی گئی ہے، تاہم مستند اور صحیح حدیث کے ذریعے یہ ثابت ہو چکا ہے کہ عیسیٰ اور مہدی، دونوں ایک دوسرے کا تعاون کریں گے اور مصالح عامہ کے لیے مل کر کام کریں گے۔ان کے تعلق کی نوعیت کے سلسلے میں دو ممکنہ نقطہ نظر ذہن میں آسکتے ہیں:

۱۔ عیسیٰ علیہ السلام روحانی امام وقائد بن جائیں گے اور مہدی اپنی وفات تک خلیفہ کی حیثیت سے باقی رہیں گے، جس کے بعد حضرت عیسیٰ علیہ السلام ان کی جگہ لے لیں گے۔اس موقف کی رو سے مہدی کی حیثیت ایک سیاسی رہنما کی ہوگی جو مسلم امت کی رہنمائی کریں گے اور امن وامان قائم کریں گے، جب کہ عیسیٰ روحانی رہنمائی اور قیادت کے کردار کے حامل ہوں گے اور اہل ایمان کو علم وہدایت سے نوازیں گے۔کردار کی یہ تقسیم قیادت کی ایک جامع اپروچ کو اختیار کرنے کی گنجائش پیدا کرتی ہے، جس میں دنیاوی حکومت اور روحانی ہدایت دونوں یکجا ہو جاتی ہیں۔

۲۔ عیسیٰ علیہ السلام چارج لیں گے اور مہدی عیسیٰ علیہ السلام کے حق میں تاج حکومت/ اقتدار سے دست بردار ہو جائیں گے۔اس نقطہ نظر کی رو سے مہدی حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی منفرد حیثیت اور اقتدار وقوت کو تسلیم کریں گے، رضا کارانہ طور پر اپنے مرتبۂ خلافت سے نیچے اتر آئیں گے اور عیسیٰ علیہ السلام کو اجازت دیں گے کہ وہ قیادت ورہنمائی کا بار سنبھال لیں۔مہدی عیسی علیہ السلام کی وزارت میں شامل ہو کر ایک وزیر بن جائیں گے اور تمام مسلمان بہ حیثیت خلیفہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی اطاعت وفرماں برداری کرنے کے پابند ہوں گے۔یہ نقطہ نظر یا موقف خدائی منصوبے میں عیسیٰ علیہ السلام کی استثنائی خوبیوں اور ان کے اہم مقام ومرتبے کو نمایاں کرتا ہے۔

یہ دونوں نقطہ نظر چوں کہ متوقع تشریحات پیش کرتے ہیں، اس لیے یہ ماننا ضروری ہے کہ عیسیٰ علیہ السلام اور مہدی کے باہم یکجا ہونے کے دوران قطری حرکیات کیا ہوں گے یہ نامعلوم ہے۔تاہم مستند اور صحیح احادیث سے جو چیز واضح ہے وہ یہ ہے کہ عیسیٰ اور مہدی واقعات کے عظیم تسلسل کے دوران اپنے اہم کردار کو ادا کرنے کے لیے لشکر میں شمولیت اختیار کریں گے۔ان کا باہمی تعاون عدل وانصاف کے قیام، جھوٹ اور فریب کو شکست دینے اور حق کو حتمی فتح دلانے میں اہم کردار ادا کرے گا۔

زمانۂ مہدی میں نزولِ عیسیٰ علیہ السلام کے تعلق سے علمائے کرام کے نقطہ ہائے نظر

’’مہدی ہم میں سے ہی ہوں گے؛ وہ اقتدار کو ’عیسی بن مریم‘‘ کے حوالے کریں گے۔‘‘

عبداللہ بن عباسؓ [و۔۶۵ھ/ ۶۸۵ء] (صحابی)۔حوالہ: العرف الوردی فی اخبار المہدی ۱۴۶

’’عیسیٰ نزول فرمانے کے بعد خلیفہ ہوں گے۔ان کا یہ مقام وحیثیت مسلم عقیدے کا ایک جز ہے۔یہی وجہ ہے کہ مہدی امور خلافت ان کے نازل ہونے کے بعد ان کے حوالے کر دیں گے اور وہ (مہدی) ان کے ایک وزیر بن جائیں گے۔تمام مسلمان ان کی اطاعت کریں گے۔اسی وجہ سے اس وقت نہ تو کسی دعوے کی ضرورت ہوگی نہ کوئی انتخاب ہوگا۔‘‘ حوالہ: المہدی والمسیح ص: ۲۱

’’مہدی کو مسلمانوں کی اصلاح کے لیے بھیجا جائے گا۔حضرت عیسیٰ کے نزول فرمانے کے بعد وہ (مہدی) اس دنیا سے آخرت کی طرف

رحلت فرمالیں گے(کچھ عرصے کے بعد)۔(دیکھیں ابوداؤد ۴۲۸۶)۔حوالہ: العرف الشذی (۲/۴۷)

ان علمی نظریات ومواقف سے رجوع کرنے میں عاجزی اختیار کرنا اہم اور ضروری ہے اور یہ تسلیم کرنا بھی ضروری ہے کہ واقعات کا صحیح ظہور اور عیسیٰؑ اور مہدی کے کردار و مشن کی صحیح صورت صرف اللہ کو معلوم ہے۔

ایک چھوٹا سا مقالہ: مہدی، عیسیٰ علیہ السلام اور فریب وجعل سازی کے خلاف جنگ

آپ ایک ایسی دنیا کا تصور کریں جس میں بڑے پیمانے پر فساد، ظلم وجبر اور اخلاقی زوال طاعون کی طرح پھیل چکا ہو۔ اسلام کی حقیقی تعلیمات دھندلا گئی ہوں اور عوام کے دلوں پر تاریکی نے اپنے خیمے گاڑ لیے ہوں۔ عظیم فتنوں کے اس دور میں امید کی ایک کرن بن کر مہدی ظہور فرماتے ہیں جن کا مدتوں سے انتظار کیا جا رہا تھا۔

مہدی، جن کی رہنمائی خدائی حکمت اور خدائی علم نے کی ہوگی، اہلِ ایمان کو جمع کرتے ہیں اور امور و معاملات دنیا کی تطہیر کے یادگار مشن کا آغاز کرتے ہیں۔ وہ ایک انصاف پسند اور مساوات پر مبنی سماج کی تشکیل کرتے ہیں، اسلام کے اصولوں کی بالادستی قائم کرتے ہیں اور مساوات اور ہمدردی و غم خواری کے ماحول کو فروغ دیتے ہیں۔ ان کی امارت وقیادت میں کھیتیاں لہلہانے لگتی ہیں اور عوام ایک ایسی تبدیلی کا مشاہدہ کرتے ہیں جس کی پہلے سے کوئی مثال موجود نہیں ہوتی۔

تاہم مہدی کی ان کوششوں اور جدوجہد کے درمیان ایک مذموم ومنحوس لشکر اٹھ کھڑا ہوتا ہے جو حق کو چیلنج کرتا ہے۔ جھوٹا مسیح یعنی دجال اپنے پرفریب حربوں کے ساتھ ظاہر ہوتا ہے اور انسانیت کو گمراہی کے راستے پر لے جانے کی کوشش کرتا ہے۔ وہ خود کو ایک کرشماتی شخصیت کے طور پر پیش کرتا ہے، خارق عادت کارنامے انجام دیتا ہے اور عوام کو فریب دینے کے لیے جعل سازی اور فریب کو فروغ دیتا ہے۔

اس انتہائی نازک موڑ پر مہدی اور حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی بیک وقت موجودگی یا تشریف آوری اس سے بھی زیادہ اہم ہو جاتی ہے۔ عیسیٰ علیہ السلام دجال سے مقابلے کی سخت ضرورت کو محسوس کرتے ہوئے جنت سے نزول فرماتے ہیں اور اسلام کی حقیقی تعلیمات کو دوبارہ نافذ کرتے ہیں۔ وہ مہدی کے لشکر میں شامل ہو جاتے ہیں، اور دونوں اپنے علم وقوت کو یکجا کر کے دجال کے گمراہ کن اثرات کا مقابلہ کرتے ہیں۔

جیسے ہی مہدی عدل واتحاد کے قیام کے لیے سخت جدوجہد کرتے ہیں، عیسیٰؑ ان کے شانہ بہ شانہ آ کر کھڑے ہو جاتے ہیں اور انھیں غیر متزلزل تائید وحمایت اور رہنمائی فراہم کرتے ہیں۔ عیسیٰ علیہ السلام خدائی تعلیمات کے متعلق اپنے گہرے فہم وشعور کے نتیجے میں دجال کے ذریعے سے پھیلائے جانے والے فریب اور دھوکے کا بھانڈا پھوڑتے ہیں، اس کی اصل حقیقت کو عیاں کرتے ہیں اور اس کے دعووں کو مسترد کر دیتے ہیں۔ عیسیٰ علیہ السلام دجال کو ہلاک کر دیتے ہیں، صلیب کو توڑ دیتے ہیں، جو اس بات کی علامت ہوتا ہے کہ ان مسخ شدہ عقائد واعمال کو رد کر دیا گیا ہے جو اب تک لوگوں کو گمراہی کا راستہ دکھاتے رہے ہیں۔ وہ بت پرستی کی باقیات کو مٹا دیتے ہیں اور توحید کے خالص جوہر اور روح کو بحال کر دیتے ہیں۔

مہدی، عیسیٰ علیہ السلام اور اہل ایمان کے درمیان باہمی تعاون تاریکیوں کے لشکر کے خلاف ایک زبردست قوت بن جاتا ہے۔ اپنی مشترکہ ومتحدہ کوششوں کے طفیل وہ لوگوں کے دلوں کو متحد کر دیتے ہیں اور ایمان وعقیدے کی بحالی کے عمل میں نئی روح پھونک دیتے ہیں۔ مہدی دنیا کے سماجی، سیاسی اور معاشی پہلوؤں پر توجہ دیتے ہیں اور عیسیٰ علیہ السلام روحانی احیاء اور افراد کے اندر ایمان کو مستحکم کرنے پر توجہ مرکوز کرتے ہیں۔

دونوں باہم مل کر فریب اور جعل سازی کے تانے بانے کو نیست ونابود کر دیتے ہیں اور اس کی جگہ حق وعدل اور بصیرت لے آتے ہیں۔ وہ جزیہ ٹیکس کو

ختم کردیتے ہیں، افراد کے درمیان مساوات کا معاملہ کرتے ہیں، اوراتحادواحترام کی فضااور ماحول کوفروغ دیتے ہیں۔زندگی کے ہر شعبے میں موجودلوگوں تک ان کے پیغام کی صدائے بازگشت پہنچ جاتی ہے جوسماج اور معاشرے کے اندرغیر معمولی تبدیلی لاناچاہتی ہے۔

اس قابل ذکرمثال میں مہدی کی اورحضرت عیسیٰؑ کی یکجا موجودگی اور دجال کاظہورحق وباطل کے درمیان جاری اندرونی کشمکش کوپیش کرتا ہے۔اس سے وہ خدائی حکمت واضح ہوتی ہے جوزندگی کے مختلف شعبوں میں انسانیت کودرپیش چیلنجوں کا مقابلہ کرنے کے لیے مہدی اورعیسیٰؑ ، دونوں کومبعوث کرنے میں پوشیدہ ہے۔دجال کی موجودگی کی حیثیت ایمان کاامتحان لینے کی ہے، جواہلِ ایمان کو یہ موقع فراہم کرتی ہے کہ وہ حق کے تئیں اپنی غیر متزلزل وفاداری کا مظاہرہ اور باطل کی فریب آمیزفطرت کوطشت ازبام کریں۔

اپنی لامتناہی لگن اور جستجو کے ذریعے سے مہدی اورعیسی علیہ السلام ایک روحانی انقلاب کی چنگاری بھڑکادیتے ہیں،اورلوگوں کے دلوں میں اسلام کے حقیقی جوہراوراس کی اصل روح کودوبارہ روشن کردیتے ہیں۔یہ دونوں بزرگ ہستیاں عقیدہ وایمان کوبحال کردیتی ہیں،سماج کوفسادسے پاک کردیتی ہیں اورعدل وانصاف پرمبنی خوش حال دنیا کووجود میں لے آتی ہیں، جہاں حق غالب آجاتاہےاور باطل رفوچکر ہوجاتا ہے۔

عیسیٰ علیہ السلام اورحضرت مہدی کے دوہرے مقاصدکوسمجھنے کے سلسلے میں قیاسات

آرکیٹیکٹ اورانٹیریئرڈیزائنر:

تصورکریں کہ ایک بڑی سی عمارت زیرتعمیر ہے۔امام مہدی جیساایک آرکیٹیکٹ اس عمارت کی بنیادرکھتاہے،اس کے ڈھانچےکاڈیزائن تیارکرتا ہےاورتعمیراتی کارروائی کی نگرانی کرتاہے۔اسی دوران، انٹیریرڈیزائنر،یعنی عیسیٰؑ جمالیاتی عناصرکااضافہ کرکے،عمارت کے اندرپرسکون ماحول تشکیل دے کر،اورروحانی ارتقاء کےمواقع پیداکرکے اس عمارت میں روح ڈال دیتے ہیں۔آرکیٹیکٹ اورانٹیریرڈیزائنر،دونوں باہمی تعاون سے شانداراورروح پرور ماحول کی تخلیق کرتے ہیں، جہاں عمارت کاڈھانچہ اوراندرونی خوبصورتی دونوں یکساں سطح پرقابل قدرقرارپاتی ہیں۔

کشتیِ نوح اورطوفان:

ٹھیک اسی طرح جس طرح پیغمبرنوحؑ کے پیروؤں نے مغلوب کردینے والےطوفان اوراس کے نتیجے میں آنے والی تباہی سے خودکومحفوظ رکھنے کے لیے کشتیِ نوح میں پناہ لی تھی،مہدی اوراستعاراتی 'کشتی' کی تشکیل کشتی نوح سے کافی مشابہ ہے۔دجال کاطوفان اوراس کے ساتھ آنے والی افراتفری اور انتشاروتباہی ان چیلنجوں کی جگہ ہیں جودنیا کوہڑپ کرجائیں گے۔

ان فتنوں کے ردعمل میں مہدی امیدکی ایک کرن بن کرنمودارہوں گے۔وہ مسلمانوں کوجمع کرکے ان تمام کوحق کے جھنڈے تلے متحدکریں گے اوراس طرح اتحادوہدایت کی ایک کشتی تیارکریں گے۔یہ کشتی پناہ اورنجات کے متلاشیوں کوپناہ فراہم کرے گی،اسی طرح جس طرح نوحؑ کی کشتی نے اس کشتی کوقبول کرلینے والوں کوحفظ وسلامتی مہیاکی تھی۔

عدل کے قیام اوردنیا کی تطہیر کے ضمن میں حضرت مہدی کے مشن کوایک روحانی کشتی کی تعمیر کے نظریے سے دیکھاجاسکتاہے۔یہ کشتی طوفانِ (دجال) کے سامنے جم کرٹکی رہے گی اورانسانیت کوپاک ومطہراور برحق ریاست کی طرف لے جائے گی۔اس کے متوازی،حضرت عیسیٰؑ کانزول تعمیرکشتی کی تکمیل ہوگا، جومہدیؑ کی کوششوں میں خدائی ہدایت اورخدائی حکمت کااضافہ کردےگا، پھرانجام کاران کانزول دجال کی شکست اورعدل وسلامتی اورحق وصلح پرمبنی نئےعہدکی تشکیل کاسبب بنےگا۔

کشتی کا کپتان اور جہاز ران:

ایک ایسے بحری جہاز کا تصور کریں جو لمبے سفر پر روانہ ہو رہا ہو۔ جہاز کا کپتان، مہدیؑ کی طرح، جہاز کے رخ اور رفتار کو کنٹرول کر رہا ہے۔ سفر کے تعلق سے اہم اور نازک فیصلے لے رہا ہے اور اس کی حفاظت وسلامتی کے ساتھ ساتھ اس کی درست سمت کو یقینی بنا کر چل رہا ہے۔ جہاز ران، جو عیسیٰؑ کی نمائندگی کر رہا ہے، وہ ستاروں کا مطالعہ کرتا ہے، جہاز کے روٹ کا چارٹ بناتا ہے، سمندر کے خطرناک پانی پر چلتے ہوئے جہاز کی رہنمائی کرتا ہے۔ کپتان اور جہاز ران، دونوں ہی منزل تک پہنچنے کے لیے باہم مل کر جد و جہد کرتے ہیں، جس میں کپتان جہاز ران کے تجربے پر بھروسا کرتا ہے تا کہ سفر کامیابی کے ساتھ منزل کی طرف جاری رہ سکے۔

سی اِی اُو اور سی وی اُو:

ایک ادارے یا تنظیم کا تصور کریں جس کی متحرک ٹیم میں ایک سی ای او (چیف ایگزیکیٹیو آفیسر) اور ایک سی وی او (چیف وژنری آفیسر) ہوتا ہے۔ سی ای او ادارے کے انتظامی اور اسٹراٹیجک امور کا نگراں و ذمے دار ہوتا ہے۔ اس کا کام موثر کارکردگی، ادارے کی ترقی اور منفعت بخش صورت حال کو یقینی بنانا ہوتا ہے۔ دوسری طرف سی وی او ایک صاحبِ بصیرت لیڈر ہوتا ہے جو ادارے کے اندر حرکت پذیری، تخلیقیت کے اوصاف پیدا کرتا ہے اور اسے ایک طویل المدت وژن عطا کرتا ہے۔ سی ای او کی توجہ روزمرہ کے انتظامی امور پر ہوتی ہے تو سی وی او رہنمائی فراہم کرتا ہے، تنوع اور جدت کاری کو فروغ دیتا ہے، اور اس بات کو یقینی بناتا ہے کہ ادارہ اپنے اصول واقدار اور مقصد و ہدف پر قائم ہے۔ یہ دونوں ہی کردار ادارے کی کامیابی کے لیے ناگزیر ہیں اور دونوں کی ذمے داریاں ایک دوسرے کے لیے تکملہ کا کام کرتی ہیں۔ سی ای او اور سی وی او مل جل کر باہم کام کرتے ہیں اور اپنے افراد کی قوت کار کو مستحکم کرتے ہیں تا کہ وہ ادارے کو اس کے ہدف کی طرف لے جاسکیں۔ اسی طرح امام اور عیسیٰؑ کی موجودگی کا مطلب تصادم اور کشمکش نہیں ہے۔

مہدی ایک انقلابی لیڈر کی حیثیت سے عدل وانصاف اور سماجی ہم آہنگی کے لیے کام کرتے ہیں تو عین اسی وقت حضرت عیسیٰ علیہ السلام ایک حاکمِ مطلق اور روحانی رہنما کی حیثیت سے ہدایت ورہنمائی اور تائید وحمایت فراہم کرتے ہیں۔ ان دونوں کے کردار تسلسل کے ساتھ ایک دوسرے سے مربوط ہیں، جن میں سے ہر ایک انسانیت کی فلاح و بہتری کے لیے اپنی منفرد خصوصیات واوصاف کا نذرانہ پیش کر رہا ہے۔

خلاصہ

عیسیٰؑ اور مہدیؑ کے جمع ہونے یا بیک وقت ظہور کو اسلامی عقیدۂ آخرت ومعاد میں اہمیت حاصل ہے، اس لیے کہ دونوں کا مشترکہ ومتفقہ مقصد آفاقی سطح پر اتحاد وہم آہنگی، عدل اور مساوات کا قیام ہے۔

وہ حدیث میں جس میں عیسیٰؑ کے نزول کے وقت مسلمانوں کے درمیان ایک امام کی موجودگی کی بات کہی گئی ہے، تشریح طلب ہے۔ لفظ ''مہدی'' صحیح بخاری اور صحیح مسلم کی نقل کردہ حدیث میں نہیں ہے تو مبہم حدیث کو غیر مبہم حدیث کی روشنی میں سمجھنے کا اصول مذکور بالا روایت میں مہدی کے ہی ہونے کی تائید کرتا ہے۔

تین مستند اور صحیح احادیث میں مہدی کا ذکر آیا ہے، جو یہ بتاتی ہیں کہ عیسیٰؑ کے زمانے میں مہدی موجود ہوں گے۔ یہ حدیثیں بہت باوزن ہیں اور غیر منقطع سندوں سے ان کی تائید ہوتی ہے۔

ایسی واضح احادیث کی موجودگی، جن میں مہدی کا ذکر آیا ہے اور مبہم احادیث و روایات کو غیر مبہم اور واضح احادیث و روایات کی روشنی میں سمجھنے کا اصول اسلامی عقیدے میں عیسیٰؑ کے مشن کے شانہ بہ شانہ مہدیؑ کی موجودگی والی بات کو ہی قوی ثابت کرتا ہے۔

امام مہدی اور حضرت عیسیٰؑ کے جمع ہونے کی توثیق و تائید کی بنیاد مستند روایات و احادیث نبویہ کا مجموعی جائزہ اور علمائے امت کا اجماع ہے۔ اس اجماع کا دورانیہ صدیوں پر محیط ہے اور مختلف زمانوں کے معروف علماء اس اجماع میں شامل ہیں۔

عیسیٰ علیہ السلام کے امام مہدی کے پیچھے نماز پڑھنے کی حکمت میں وہ اعزاز و تکریم شامل ہے جو اس ذریعے سے امت کو عطا کی گئی ہے۔ اس کی شہادت خود عیسائی حضرات بھی دیتے ہیں، جس سے اقامت صلوۃ کی اہمیت، واضح ہوتی ہے، غلط فہمیوں کا ازالہ ہوتا ہے اور امام مہدی کی حکومت و بالادستی کو تقویت ملتی ہے۔

دو خلیفوں کی بیعت لیے جانے سے متعلق جو حدیث ہے، اسے ایک مخصوص صورت حال کے تناظر میں سمجھنے کی کوشش کی جانی چاہیے، جہاں اقتدار کے لیے کشمکش پیدا ہوگئی ہو، نہ کہ اسے ایک عمومی اصول بنا لیا جائے۔ امام مہدی اور حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی بیک وقت موجودگی حکمت خداوندی کی ایک غیر معمولی مثال پیش کرتی ہے، جو ان کے زمانے کے منفرد چیلنجوں کو حل کرتی ہے۔ دونوں کا کردار اور ذمے داریاں ایک دوسرے سے الگ، لیکن باہم مربوط ہیں۔

تاریخ سے حضرت موسیٰؑ اور حضرت ہارونؑ کی مثال، اور اسی طرح امام حسنؓ اور حضرت معاویہؓ کی مثال یہ ظاہر کرتی ہے کہ متوازی طور پر دو قیادتوں کا مسئلہ باہمی ذمے داریوں اور رضا کارانہ دست برداری کے ذریعے سے حل کیا جا سکتا ہے۔ یہ مثالیں اس امکان کو نمایاں کرتی ہیں کہ امت کے عظیم تر مفاد و مصلحت کے لیے دو قیادتیں باہم مربوط ہو سکتی ہیں اور بیک وقت موجود رہ سکتی ہیں۔

علماء اس بات کی تائید و حمایت کرتے ہیں کہ مہدیؑ حکومت و اقتدار حضرت عیسیٰؑ کے حوالے کر دیں گے، جو اس بات کی علامت ہے کہ وہ ایک دوسرے کا تعاون کریں گے اور ان کا مقصد مشترک ہوگا۔ ان کے تعلقات کے اصل محرکات مختلف ہو سکتے ہیں، جس کی ایک متوقع اور ممکنہ تشریح یہ ہو سکتی ہے کہ مہدی کی حیثیت سیاسی لیڈر کی ہوگی اور حضرت عیسیٰؑ کی حیثیت روحانی لیڈر کی ہوگی، یا مہدیؑ رضا کارانہ طور پر حضرت عیسیٰؑ کے لیے قیادت و امامت سے دست بردار ہو کر انھیں قیادت کی باگ سنبھالنے کا موقع دیں گے۔ اس کی متعین و معلوم تفصیلات کا علم صرف اللہ کے پاس ہے۔

تاریخ سے متعلق غلط فہمیوں کا ازالہ

مہدی کے اصل نقطے پر ضعیف احادیث کا جائزہ

تعارف:

اس باب میں ہم رسولِ کریمؐ سے منسوب ان روایات کا جائزہ لیں گے جو امت کے اندر مہدی کی حیثیت و مقام سے متعلق ہیں۔ ہمارا مقصد روایتوں کی اسناد، علماء کے اقوال و آراء اور وسیع تر سیاق کا جائزہ لے کر ان غلط فہمیوں کا پردہ چاک کرنا اور ان احادیث کے اردگرد جو غلطی فہمیاں پیدا ہوگئی ہیں ان کو صاف کرنا ہے۔

حدیث ۱.۱۲

قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صلى الله عليه وسلم " لَنْ تَهْلِكَ أَمَّةٌ أَنَا فِي أَوَّلِهَا، وِعيسَى بْنُ مَرْيَمَ فِي آخِرِهَا والمَهْدِيُّ فِي وَسَطِهَا".

''ایک ایسی امت جس کی ابتدا میں میں ہوں اور آخری زمانے میں عیسی بن مریم اور درمیان میں مہدی ہوں گے، تباہ نہیں کی جائے گی۔''

راوی: عبداللہ بن عباسؓ ۔حوالہ: اخبار المہدی از ابونعیم؛ تاریخ ابن کثیر (۲ / ۶۲)؛ کنز العمال (۱۴ / ۲۶۶) ۳۸۶۷۱؛ عرف الوردی ص ۶۴؛ اسعاف الراغبین ۱۵۱ ۔درجہ: ضعیف[ع۱]

حوالے/ ماخذ کا جائزہ:

ان حوالوں پر روشنی ڈالنا ضروری ہے جہاں اس حدیث کو ذکر کیا گیا ہے۔ یہ حوالے بنیادی طور پر تاریخ کی کتابوں اور مہدی سے متعلق روایات کے مجموعوں پر مشتمل ہیں۔ تاہم اس چیز کو سمجھنا ضروری ہے کہ ان کتابوں میں بہت سی ایسی روایات ہیں، جن کی صحت و ضعف کا معیار الگ الگ ہے، ضعیف، بلکہ موضوع احادیث بھی ہیں۔ ان احادیث کا محض ان کتابوں میں جمع کر دیا جانا ان کی صحت و صداقت کے لیے کافی ثبوت نہیں ہوسکتا۔

ع۱ اسی حدیث کو الحاوی الفتاوی صفحہ 156 پہ كَيْفَ تَهْلِكَ أُمَّةٌ کے الفاظ کے ساتھ درج کیا گیا ہے کہ ''وہ امت کیسے ہلاک ہوگی'' کے بجائے ''وہ امت ہلاک نہیں ہوگی'' لکھا گیا ہے۔

اخبار المہدی جو کہ ابونعیم الاصفہانی [۳۴۷-۴۳۰ھ] کی تصنیف ہے، ایک کتابچہ ہے جس میں مہدی کے موضوع پر جو بھی روایات ملی ہیں انھیں جمع کر دیا گیا ہے۔

تاریخ ابن کثیر: تاریخ مدینۃ الدمشق جو ابن کثیر کی تصنیف ہے، تفسیر، حدیث، سیرت، تاریخ اور جرح وتعدیل کا ایک عظیم انسائیکلو پیڈیا ہے جو ۸۰ جلدوں پر مشتمل ہے، جس میں انھوں نے مورخ کی حیثیت سے ہر اس بات کو درج کر دیا ہے جو کہی گئی، قطع نظر اس سے کہ وہ صحیح ہے یا غلط، البتہ ان روایات کی مکمل سندیں بیان کر دی ہیں۔

العرف الوردی امام سیوطی کی کتاب ہے جس میں تقریباً ۶۰۰۰ ۱۴ احادیث ہیں جو مختلف درجے کی احادیث کا مجموعہ ہیں۔

اسعاف الراغبین محمد الصبان [۱۲۸۲-۱۸۶۵ء] کی کتاب ہے۔ شیعہ مبلغین اپنے عقائد ومواقف کی حمایت کے لیے پابندی سے اس کے حوالے دیتے ہیں۔

روایات کی صحت کا تعین کرنے کے لیے ان کا محتاط تنقیدی جائزہ ضروری ہے۔

خاص طور سے ان کتابوں کے کسی بھی مصنف نے اس روایت کی سند کو درست نہیں بتایا ہے۔

حدیث سے متعلق ابتدائی اور ثانوی درجے کے حوالوں میں اس حدیث کا ذکر نہ ہونا

زیر نظر حدیث احادیث کے اول اور دوسرے درجے کے کسی بھی مجموعے میں مذکور نہیں ہے، جب کہ تیسرے درجے کے بعض حوالوں میں یہ حدیث ملتی ہے، لیکن ان مجموعوں میں بہت سی انتہائی ضعیف روایات شامل ہیں جو ان سخت معیارات پر پوری نہیں اترتیں جو علماء کی طرف سے عائد کیے جاتے ہیں۔ اس کے علاوہ قابل اعتبار علما کی جانب سے اس کی تصدیق وتوثیق نہ ہونا بھی اس بات کو استحکام بخشتا ہے کہ اس حدیث کو صحیح حدیث کے طور پر قبول نہیں کیا گیا ہے۔ اس لیے اس کی اعتباریت پر سوالیہ نشان قائم رہتا ہے اور جو اس بات کا تقاضا کرتا ہے کہ اس حدیث پر بطور ثبوت وشہادت انحصار کرنے کے لیے اس کا تنقیدی جائزہ لینا ضروری ہے۔

ایک ہی صفحے پر باہم متنازع روایات

سوال کے تحت جو حدیث مذکور ہے وہ کنز العمال جلد ۱۴، ص: ۲۶۶ پر حدیث نمبر ۳۸۶۷۱ کے طور پر درج ہے۔ یہ حدیث اسی صفحے پر موجود حدیث نمبر ۳۸۶۷۳ سے سخت طور پر متصادم ہے۔ بعد والی حدیث کہتی ہے کہ 'عیسیٰ ایک شخص کے پیچھے نماز پڑھیں گے جو نبی ﷺ کے سلسلہ نسب سے تعلق رکھتا ہوگا۔ یہی بات حافظ سیوطی کی کتاب العرف الوردی فی اخبار المہدی کے تعلق سے بھی ہے۔ اس کتاب میں حافظ سیوطی درمیان میں ۶۶ نمبر پر مہدی سے متعلق حدیث ذکر کرتے ہیں ۶۵ نمبر پر مہدی سے متعلق روایت درج کرتے ہیں جس میں مہدی نماز میں حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی امامت کریں گے۔

ان روایات میں باہم متضاد حالات کی موجودگی کا ذکر اس اہم ضرورت کی یاد دہانی کراتا ہے کہ روایات کی محتاط جانچ پڑتال ہو اور تنقیدی جائزہ لیا جائے۔ یہ اس ضرورت کو شدید کر دیتا ہے کہ ان سندوں کی صداقت وثقاہت کو آنکنے اور جانچنے پر خاص توجہ دی جائے جو ان روایات سے متعلق ہیں۔ سخت اور ٹھوس جائزے کے عمل سے گزارے بنا محض آنکھ بند کر کے انھیں قبول کر لینا ان اہم بنیادی اصولوں سے ٹکراتا ہے، جن پر محدثین احادیث کا جائزہ لیتے وقت قائم رہے ہیں۔

روایات کی سند

علما کا اجماع واتفاق بالکل صاف ہے: خاص طور سے اس روایت کی سند کو ضعیف سمجھا جاتا ہے۔اس روایت کی صحت واعتبار جانچ پڑتال کے تحت آتی ہے کیوں کہ اس کی باوثوق سند غائب ہے یا بعض روایتوں میں مکمل غائب ہے۔اس کے علاوہ الفاظ کا اختلاف اور تناقض بھی اس روایت کی معتبریت میں شکوک پیدا کرتے ہیں۔جب کہ بعض مخصوص علما اس حدیث کو عبداللہ بن عباس ؓ سے منسوب کرتے ہیں، تو دوسرے بعض علما مثلاً امام سیوطی اپنی الخصائص الکبریٰ میں ابوہریرہ سے منسوب کرتے ہیں۔تاہم تشویش ناک بات یہ ہے کہ روایت کی کوئی جامع سند ان علما کے ذریعے سے فراہم نہیں کی گئی ہے۔یہ خلا سوال میں موجود اس حدیث کی معتبریت اور صحت وصداقت کے بارے میں مزید سوالات پیدا کرتا ہے۔

علما کا جائزہ

- امام طبرانی اس حدیث کو المعجم الکبیر میں ذکر کرتے ہیں۔اس حدیث کی روایت کو محدثین نے ضعیف کے درجے میں رکھا ہے۔
- امام ذہبی نے اپنی کتاب تلخیص المستدرک میں اسے ضعیف قرار دیا ہے۔
- امام ابن حجر العسقلانی نے اپنی کتاب السوائق میں اس حدیث کی سند کے ضعیف ہونے کا نوٹ لگایا ہے۔
- العزیزی نے سراج المنیر شرح جامع صغیر (۳/۱۹۶) میں اسے حسن کے درجے میں رکھا ہے۔[1]

علما کے سکوت کی اہمیت

یہ حقیقت اپنے آپ میں بڑی وزن دار ہے کہ امام نووی [۶۳۱ و ۶۷۶ھ]، حافظ ابن کثیر [۷۰۱۔۷۷۴ھ]، امام شوکانی [۱۸۳۱۔۹۰۲ء] اور ان جیسے دیگر علماء نے اس مخصوص حدیث کا ذکر اپنی کتابوں کے اندر علامات قیامت کے ذیل میں نہیں کیا ہے۔اس حدیث سے متعلق ان کی خاموشی اس بات کی طرف اشارہ کرتی ہے کہ ممکن ہے ان علماء کو اس کی صحت یا موضوع سے اس کے ربط پر اعتماد نہ رہا ہو۔

حدیث کی وضاحت

لفظ 'اوسط' سے جو یہاں مراد ہے وہ ''خاتمے (قیامت) سے پہلے'' ہے۔دجال کو ہلاک کرنے کے لیے عیسیٰ ؑ کے نزول کا واقعہ امام مہدی کے زمانے میں واقع ہوگا اور عیسیٰ ؑ ان کے پیچھے نماز ادا کریں گے۔'' امام المانوی [۹۵۲۔۱۰۳۱ھ]۔حوالہ: فیض القدیر (۵/ ۳۸۳) ۳۸۴۷

مفسرین یہ وضاحت کرتے ہیں کہ لفظ 'وسط' کا جو استعمال حدیث میں ہوا ہے، اس کا مطلب 'ماقبل آخر' ہے۔حدیث کا درست ترجمہ اس اعتبار سے یہ ہوگا: نبی ﷺ نے فرمایا: ''وہ امت جس کے آغاز میں میں ہوں، جس کے آخر (آخری زمانے) میں عیسی ابن مریم ہوں کے جن کے ماقبل آخر مہدی ہوں گے، وہ امت کبھی تباہ نہیں کی جائے گی۔'' حوالہ: التشریح بما تواتر من نزول المسیح، ص: ۱۸۱، ۲۷

---

[1] صرف العزیزی اور انور شاہ کشمیری نے اس حدیث کو حسن قرار دیا ہے، لیکن اس بات کا واضح ہونا ضروری ہے کہ ان دونوں علماء کا بھی یہ نظریہ ہے کہ مہدی وہی ہوگا جو عیسیٰ علیہ السلام کی نماز پڑھائے گا، البتہ وہ اس حدیث کی فنی لحاظ سے تشریح کرتے ہیں۔

کسی ضعیف حدیث کا اثر

اگر ہم، دلیل کے طور پر، اس کمزور حدیث کا اعتبار کر بھی لیتے ہیں تو اس کی تشریح میں احتیاط برتنا ضروری ہے۔ضعیف حدیثیں حتمی عقائد وایمانیات کی بنیاد تشکیل نہیں دے سکتیں اور نہ کوئی اہم فیصلہ دے سکتی ہیں۔

مہدوی مرشدین کی منافقت

مہدویت کے دفاع میں مہدوی مرشدین کے بے تابانہ اقدامات، جو کہ خود نا قابل دفاع ہیں، ان کی علمی وفکری بے ایمانی کو مزید شدید کر دیتے ہیں۔ یہ بات تشویش ناک بھی ہے اور دل توڑنے والی بھی کہ مہدوی مرشدین کی منافقت کی گواہی دے جائے، جو ان کے تعصب، لسانیاتی کسرتوں میں ان کی مشغولیت کا نتیجہ ہے تا کہ صحیح وواضح حدیث جو اس کے خلاف ہیں ان کی کچھ اور تشریح کر سکیں اور وہ تشریح ان کے بیانیے میں فٹ ہو سکے۔لیکن جب بات اس ضعیف حدیث کی آتی ہے جو ان کی حمایت میں ہوتی ہے تو وہ اس کی لفظی تشریح کرنا پسند کرتے ہیں۔

ان کے اسلوب میں یہ کھلا تضاد ان کے دوہرے معیار کی چغلی کھاتا ہے، ان کے خلوص نیت اور فکری سلامتی پر سوالیہ نشان لگاتا ہے۔ایک طرف یہ لوگ امام مہدی کے کردار، مثلاً عربوں پر ان کی حکمرانی اور دنیا میں عدل وانصاف کی اشاعت، سے متعلق صحیح احادیث کے معانی و مفاہیم کو توڑ مروڑ دیتے ہیں تو دوسری طرف کسی ایک ضعیف حدیث سے خود کو ایسا وابستہ کر لیتے ہیں جیسے کہ وہ کوئی غیر متنازع حقیقت ہو۔ یہ مخصوص انداز کا طریقہ تشریح علمی خیانت ہی نہیں ہے بلکہ پختہ علمی اصولوں سے خطرناک قسم کا انحراف بھی ہے۔ یہ اس بات کی ایک بہتر مثال ہے کہ کس طرح گمراہ کن عقائد دوسروں کی غلط رہنمائی کا سبب بن سکتے ہیں۔

ایک سے زیادہ معقول تشریحات

دلیل کے طور پر اگر ہم اس ضعیف حدیث کو درست مان لیں تو یہ چیز متعدد تشریحات کے امکانات کا دروازہ کھول دیتی ہے۔ یہ استعاراتی اور علامتی تشریحات ایک وسیع پس منظر فراہم کرتی ہیں اور حدیث کا زیادہ جامع فہم حاصل کرنے میں مدد کرتی ہیں۔ان سے مہدی کے کردار کی علامتی اہمیت نمایاں ہوتی ہے نہ کہ کسی مخصوص تاریخی حیثیت پر توجہ مرکوز ہو کر رہ جاتی ہے۔ان تشریحات پر غور کرنے سے ہمارے لیے ممکن ہو جاتا ہے کہ حدیث کو اسلامی وسیع تعلیمات اور ان سلسلہ وار حادثات وواقعات سے مربوط وہم آہنگ کر سکیں جو آخر کار عیسیٰؑ کی واپسی کا سبب بنیں گے۔

نبی محمد ﷺ نے بنیادی رہنما اور اسلامی شریعت کے وکیل کا کردار ادا کیا تھا، جب کہ مہدی انھی کی امت کے ایک فرد کی حیثیت سے مرکزی حیثیت حاصل کریں گے۔ نبی ﷺ سے قریب تر ہو کر اور درمیان میں واقع ہو کر مہدی کو اپنے معاصرین کے درمیان میں ایک منفرد کردار حاصل ہوگا۔تاہم عیسیٰؑ کیوں کہ ایک دوسری قوم کے رہنما ہیں اور قیامت کے قریبی زمانے میں وہ اپنے علاوہ دوسری شریعت (اسلام) کی طرف لوگوں کو دعوت دیں گے، اس لیے یہ کہنا مناسب ہوگا کہ وہ اسلام کی طرف بلانے والے آخری داعی ہوں گے۔

علامتوں کے درمیان پل کا کام:

مہدی (اس کردار میں) درمیان میں واقع ہونے کی وجہ سے اپنے کردار کو نمایاں رکھیں گے کہ وہ یوم جزا کی علامات صغریٰ اور علامات کبریٰ کے درمیان تمیز وفرق کر دیں گے۔علامات کبریٰ جن میں دجال کا ظہور اور عیسیٰ علیہ السلام کا نزول شامل ہے، امام مہدی کے زمانے میں ہی ظاہر ہو جائیں گی، اس

لیےان کی حیثیت ان اہم واقعات کے پیش روکی سی ہوگی،اور وہ قیامت کی چھوٹی نشانیوں (علامات صغری) سے بڑی نشانیوں (علامات کبری) کی طرف منتقلی کی علامت ہوں گے۔ یہ تشریح ان اہم واقعات کے ظہور کی نوید سے متعلق امام مہدی کی اہمیت کو واضح کرتی ہے۔

صبح اور شام کی مثال:

امت کو آپ ایک دن کے مانند تصور کریں جس کی صبح نبی محمد ﷺ کی بعثت سے ہوتی ہے اور عیسیٰؑ کی آمد پر اس دن کی شام ہو جاتی ہے۔اس مثال میں مہدی اس عارضی وعبوری دور کی حیثیت رکھتے ہیں جب کہ دوپہر کا وقت ہوتا ہے۔یعنی جب ناانصافی اور ظلم کی تاریکی چھٹ کر آہستہ آہستہ غائب ہو جائے گی۔مہدی کا دور جیسے جیسے ترقی کرے گا وہ عیسیٰ علیہ السلام کی آمد کی علامتوں کے کامل ظہور کی سمت لے جائے گا،جس کا مطلب نئے دن کے طلوع ہوجانا ہوگا۔ان کا عہد ایک عبوری دور کی مثال پیش کرے گا،جہاں امت اپنی آنکھوں سے تاریکی سے روشنی کی جانب اور افراتفری سے امن وشانتی کی طرف بتدریج سفر کا منظر دیکھے گی۔امام مہدی کی حیثیت بالکل اسی طرح کے معنوں میں اوسط نہیں ہے جس طرح دوپہر کا عارضی وقت ہوتا ہے، بلکہ اس کے برعکس امام مہدی کا یہ مرحلہ امت کی روحانی روشنی کی جانب سفر کا اہم ترین پڑاؤ ہوگا۔

محرک ومہمیز کا کردار:

امام مہدی کے مقام اوسط پر ہونے والی بات کو استعاراتی زبان میں امت کے اندر بنیادی اور اہم تبدیلیاں لانے والے اہم کردار کے طور پر سمجھا جاسکتا ہے۔بالکل اسی طرح جس طرح کیمیائی ری ایکشن کے دوران کیٹالسٹ (Catalist) کا کام ہوتا ہے،امام مہدی کا ظہور انقلابی عمل کو بیدار کردے گا جو نئے ایمانی شعور،اور حق کے شعور کی جانب امت کی رہنمائی کا سبب بنے گا۔اور مسلمانوں کے تمام فرقوں اور طبقوں کو دجال کے آنے سے پہلے ہی ایک جھنڈے کے نیچے جمع کردے گا۔اس نازک ترین زمانے میں امام مہدی کی موجودگی عیسیٰ علیہ السلام کی آمد کیلئے مناسب ماحول تیار کرے گی اور خدائی وعدوں کی تکمیل ہوسکے گی۔

امت کا متفقہ مشعل بردار:

امت کو ایک ریلے ریس کی طرح تصور کریں،جس میں نبی ﷺ ہدایت کی مشعل امام مہدی کو تھمارہے ہیں،جو اس مشعل کو عیسیٰ علیہ السلام کی آمد کا زمانہ آنے تک لے کر دوڑتے رہتے ہیں۔پھر جیسے ہی حضرت عیسیٰ علیہ السلام آتے ہیں،امام مہدی یہ مشعل حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے حوالے کردیتے ہیں،جو ریس کی آخری لائن تک مشعل کو لے کر چلتے ہیں۔یہاں زور لغوی اعتبار سے جگہ لینے پر نہیں ہے بلکہ قیادت کی بلا انقطاع منتقلی پر اور مشعل ہدایت کو اٹھا کر لے چلنے میں امام مہدی اور حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی مشترکہ ذمےداریوں پر ہے۔

اس لیے اس حدیث کی لغوی تشریح غیر صحیح ہوگی،کیوں کہ ایسی تشریح متفقہ مستند احادیث کے خلاف اور ان سے متصادم ہوگی،اجماع امت کے خلاف ہوگی اور دیگر شواہد سے بھی متصادم ہوگی۔

نتیجہ:

امت کے درمیانی زمانے میں امام مہدی کی موجودگی کو بیان کرنے والی احادیث ضعیف ہیں اور علمائے امت کے اجماع اور اتفاق سے محروم ہیں۔ اگر ہم ان کے استناد کو تسلیم کر بھی لیتے ہیں تو متعدد تشریحات اور سیاق وسباق سے متعلق غور وفکر امام مہدی اور حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی آمد کے درمیان تضاد والی

کسی بھی رائے کی خرابی کو عیاں کر دیتا ہے۔ ضروری ہے کہ اجماع پر مبنی قابل اعتماد روایات پر ہی انحصار کیا جائے تا کہ ایک درست عقیدہ وجود میں آسکے اور قیامت کے قریبی زمانے کی علامتوں سے متعلق کوائف کو صحیح طرح سے سمجھا جا سکے۔ ایسا کرنے سے ہم غلط تشریح کی مغالطہ آمیزی کے شکار ہونے سے محفوظ رہیں گے۔

خلاصہ

یہ حدیث اس لائق نہیں ہے کہ مہدویت کے لیے ثبوت بن سکے۔ وجہ اس کی یہ ہے کہ ائمہ حدیث میں سے کسی نے بھی اس حدیث کو صحیح کے درجے میں نہیں رکھا ہے۔

امت کے درمیانی زمانے میں امام مہدی کے وجود سے متعلق حدیث علماء کے نزدیک انتہائی ضعیف تصور کی گئی ہے۔ اس حدیث کی نہ کوئی مکمل سند ہے اور نہ کوئی مستند اور قابل اعتماد سند موجود ہے، جب کہ ان کے الفاظ میں اختلاف اور تناقض بھی پایا جاتا ہے۔ یہ صورت حال اس حدیث کی معتبریت کو مشکوک بناتی ہے اور ثبوت و شہادت کے طور پر اسے پیش کرنے میں احتیاط کا تقاضا کرتی ہے۔

اس حدیث کا کوئی ذکر اول اور دوم درجے کے مجموعہ ہائے حدیث میں نہیں ہے اور تیسرے درجے کے مجموعوں میں اس حدیث کی شمولیت اس کے مستند ہونے کی ضمانت بننے کے لیے کافی نہیں ہے۔ اس کے علاوہ قابل اعتبار علماء کی جانب سے اس کی عدم توثیق اس رائے کو مستحکم کرتی ہے کہ اس حدیث کو صحیح اور مستند تسلیم نہیں کیا گیا ہے جو عیوب سے پاک بھی ہو۔

اس حدیث کی لغوی تشریح جس کے مطابق امام مہدی کا ظہور امت کے درمیانی عہد میں حضرت عیسیٰ علیہ السلام سے ملاقات کیے بغیر ہوگا، ٹھوس شواہد سے محروم ہے اور بیش تر مستند اور صحیح احادیث کے خلاف ہے۔ یہ تشریح علمائے اہل سنت والجماعت کے اجماع واتفاق کے خلاف ہے اور جامع اسلامی تعلیمات سے میل نہیں کھاتی۔ استعاراتی تشریح پر غور و فکر کر کے اور عقل و منطق کا استعمال کرتے ہوئے ہم اس حدیث کے اندر پنہاں مستحکم معانی کو پا سکتے ہیں۔

انکشافِ حق: غزوہ ہند

تعارف

اس باب میں ہم اس دعوے کا تنقیدی جائزہ لیں گے جو مہدوی مرشدین کی جانب سے کیا گیا ہے۔ اس دعوے میں غزوہ ہند کو سید جون پوری کے خود ساختہ مقام مہدی موعود سے مربوط کرنے کی کوشش کی گئی ہے۔ اس موضوع سے متعلق مستند احادیث پر غور وفکر کرتے ہوئے اور تاریخی واقعات پر غور وفکر کرتے ہوئے ہم اس دعوے کا باطل ہونا واضح کریں گے اور غزوہ ہند کے متعلق صحیح تصور قائم کرنے کی کوشش کریں گے۔

مستند حدیث: درست مفہوم کا شعور

حدیث ۱۳.۱

قال رسول اللّٰہ صلی اللّٰہ علیہ وسلم: عِصَابَتَانِ مِنْ أُمَّتِي أَحْرَزَهُمَا اللَّهُ مِنَ النَّارِ: عِصَابَةٌ تَغْزُو الْهِنْدَ، وَعِصَابَةٌ تَكُونُ مَعَ عِيسَى ابْنِ مَرْيَمَ عَلَيْهِمَا السَّلَام

''میری امت کے دو گروہ ایسے ہوں گے جنھیں اللہ جہنم کی آگ سے بچالے گا۔ ایک وہ گروہ جو ہند کے غزوے میں لڑے گا اور ایک گروہ وہ جو عیسیٰؑ بن مریمؑ کا ساتھ دے گا۔''

راوی: ثوبانؓ [و۔ ۵۴ھ/ ۶۷۴ء] ۔حوالہ: سنن النسائی (۱/ ۲۵) ۳۱۷۵؛ مسند احمد (۳۷/ ۸۱) ۲۲۳۹۶؛ مستدرک حاکم (۳/ ۵۱۴)؛ بیہقی ۱۸۶۰۰؛ سیوطی ۱۵۵۳۱؛ نسائی کبریٰ ۴۳۶۹؛ کتاب الفتن لابی نعیم ۱۱۵[1]

اس بات کی وضاحت کرنا ضروری ہے کہ حدیث کے اندر غزوہ ہند میں شریک کی حیثیت سے کسی فرد مخصوص بشمول سید جون پوری کے، نام نہیں لیا گیا ہے۔ یہ ایک عمومی ارشاد ہے جس میں امت کے دو گروہوں کو نمایاں کیا گیا ہے جنھیں جہنم کی آگ سے نجات دے دی جائے گی: ایک وہ گروہ جو غزوہ ہند میں شریک ہوگا اور دوسرا وہ گروہ جو عیسیٰ علیہ السلام بن مریم کے ساتھ ہوگا۔

ع[1] صحیح از امام الہیثمی [909ھ-974ھ] مجمع الزوائد (5/ 282)۔

مہدوی مرشدین کی دلیل:

’’رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ہم سے ایک ایسی جنگ کا وعدہ کیا ہے جو ہندستان میں لڑی جائے گی۔ حضرت ابو ہریرہؓ، جو کہ کبارِ صحابہؓ میں سے ہیں، انھوں نے شوق وجذبے کے ساتھ جنگِ موعود میں شریک ہونے کی خواہش ظاہر کی تھی، لیکن اس کا واقع ہونا مہدی پر موقوف ہے۔ وہ گروہ جو اس جنگ میں لڑے گا اس کا ذکر اس گروہ کے ساتھ ساتھ ہوا جو حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے ساتھ ہوگا۔ اور ان دونوں گروہوں سے ہی انجام کے اعتبار سے جہنم کی آگ سے نجات کا وعدہ کیا گیا ہے۔

’غزوہ‘ کی اصطلاح کو کسی بھی طرح محمود غزنوی کے ہندوستان پر حملے پر منطبق نہیں کر سکتے۔ محمود کی جنگوں کو اس جنگ کے برابر نہیں قرار دیا جاسکتا جس کے ہند میں واقع ہونے کا وعدہ کیا گیا ہے، بلکہ اس کا انطباق صرف امام مہدی پر ہوسکتا ہے۔ تاریخی واقعات سے متعلق یہ کہا جاتا ہے کہ حضرت مہدی اور گور کے راجا رائے دلپت کے درمیان لڑی جانے والی جنگ کو صرف حضرت مہدی اور رائے دلپت کے درمیان لڑی جانے والی جنگ تصور نہیں کیا جاسکتا۔ درحقیقت، یہ جنگ سلطان اور رائے دلپت کے درمیان ہوئی تھی جس میں حضرت مہدی اسلام کے دفاع کے لیے سلطان کے حامی کے طور پر شریک ہوئے تھے۔ فتح کو جنگ میں حضرت مہدی کی موجودگی سے منسوب کیا جاتا ہے، حالاں کہ سلطان ہی وہ اصل شخصیت تھا جو جنگ کا کمانڈر تھا اور جنگ کا بنیادی شریک تھا۔

وضاحت میں یہ کہا جاتا ہے کہ غزوہ ہند کو امام مہدی کے عہد (مہدیت) میں واقع ہونا چاہیے تھا اور مہدی کو اس کا کمانڈر ہونا چاہیے تھا۔ تاہم اللہ کی منشا یہ تھی کہ یہ جنگ خود امام مہدی کے ذریعے نہ لڑی جائے، بلکہ اس کے بجائے یہ مقدر کیا گیا کہ کوئی ان کی جگہ لے لے، اور جنگ ایسے شخص کے ذریعے لڑی جائے جو اللہ کی طرف سے منتخب کیا ہوا ہو اور امام مہدی نے اس کو ’بدلِ ذات‘ کے طور پر اعلان کیا ہو۔

اس فیصلے سے امام مہدی کے اصحاب اور دوسرے لوگ اچھی طرح واقف تھے۔ غزوہ امام مہدی کے بجائے ان کے کسی متبادل کے ذریعے لڑا جائے، اللہ کے اس فیصلے کے پیچھے منطق یہ تھی کہ اللہ نے پہلے یہ فیصلہ کر دیا تھا کہ آخر میں کوئی غالب نہیں آئے گا اور نہ نبی آخر اور مہدی کو کوئی ہلاک کرے گا۔‘‘ مہدوی مرشد سید عابد خوندمیری۔ حوالہ: غزوہ ہند۔ خلاصہ از تفسیر نورِ ایمان

میرا جواب

یہ بات پایہ ثبوت کو پہنچی ہوئی ہے کہ مہدوی مرشدین نے تعصب آمیز دعووں کی پٹی باندھ رکھی ہے۔ مذکورہ حدیث کو ایک خاص انداز میں استعمال کرتے ہوئے اور اسے ہندوستان سے جوڑتے ہوئے وہ یہ کوشش کر رہے ہیں کہ ایک ایسا بیانیہ تیار کریں جو امام مہدی کے اصل مقام کو مدینہ منورہ کے بجائے ہندوستان میں لے آئے۔ حالاں کہ ان کی دلیل بے بنیاد ہے کیوں کہ اس قسم کا نتیجہ برآمد کرنے کی کوئی واضح گنجائش یا اشارہ حدیث کے اندر موجود نہیں ہے۔

جو مسئلے کو مزید پیچیدہ بناتا ہے وہ ان کا متضاد موقف ہے۔ ایک طرف تو وہ یہ دعوی کرتے ہیں کہ حدیث سلطان محمود غزنوی پر منطبق نہیں ہوتی۔ یہ وہ موقف ہے جو معروف علماء سے میل کھاتا ہے۔ لیکن دوسری طرف بڑی آسانی سے یہ دعوی بھی کر جاتے ہیں کہ اس حدیث کا اطلاق امام مہدی پر ہوتا تو ہے لیکن براہ راست نہیں، بلکہ ان کے اصحاب پر ہوتا ہے۔ یہ لوگ اپنے موقف پر فٹ کرنے کے لیے تشریح کو توڑ مروڑ دیتے ہیں اور یہ کہتے ہیں کہ حدیث ان کے پیرووں پر منطبق ہوتی ہے۔

تاریخی تشریحات: ریکارڈ کی درستی

ہندوستان پر مسلم حملوں کو تاریخی اہمیت حاصل ہے، جیسا کہ حافظ ابن حجر نے لکھا ہے۔

''مسلمانوں نے ہندوستان پر حملہ معاویہ کے زمانے میں ۴۴ھ میں کیا تھا اور کچھ ایسی چیزیں واقع ہوئی تھیں جن کو نیچے واضح کیا گیا ہے۔ ہندوستان پر حملہ عظیم سلطان محمود بن سبکتگین نے بھی کیا تھا جو کہ غزنہ کا حاکم تھا اور جس نے ۴۰۰ ہجری میں ہندوستان کو فتح کر لیا تھا۔ اس نے اس سرزمین پر حملہ کیا، قتل کیا، لوگوں کو قیدی بنایا اور مال غنیمت حاصل کیا۔ وہ سومنات کے مندر میں داخل ہوا اور سب سے بڑی مورتی کو توڑ دیا جس کی پوجا وہاں کے لوگ کیا کرتے تھے۔ اس نے مندر کی تلواروں اور جواہرات پر قبضہ کر لیا۔ اس کے بعد وہ فاتح بن کر سلامتی کے ساتھ واپس ہوا۔'' حوالہ: البدایہ والنہایہ (۶/ ۲۲۳)

''اس سال (۹۴ھ) میں القاسم بن محمد الثقفی نے ہندوستان کو فتح کیا اور اتنا مال غنیمت حاصل کیا کہ اسے بیان یا شمار نہیں کیا جا سکتا۔''

حوالہ: البدایہ والنہایہ (۹/ ۱۱۳)

''اسی سال (۹۶ھ) میں یمین الدولہ۔محمود بن سبکتگین۔ نے ہندوستان پر حملہ کیا اور بہت سے شہروں پر فتح حاصل کر لی اور بڑی مقدار میں مال غنیمت حاصل کیا۔ اس نے وہاں کے ایک راجا۔ کراچی کے راجا کو بھی قیدی بنا لیا تھا، جو اس شہر کو فتح کر لیے جانے کے بعد فرار ہو گیا تھا۔ اس نے ان کے بتوں کو توڑ ڈالا۔'' حوالہ: البدایہ والنہایہ (۱۱/ ۳۵۸)

''اس سال (۱۴۹ھ) میں محمود بن سبکتگین نے ہندوستان پر حملہ کیا اور جنگ میں ہندوستان کے راجا کا سامنا کیا۔ لوگوں کے درمیان گھمسان کا رن واقع ہوا تھا۔ اس کے بعد جنگ کا خاتمہ ہندوستان کی شکست فاش پر ہوا اور مسلمانوں نے ان کے بہت سے آدمی قتل کر دیے اور ان سے بڑی مقدار میں مال غنیمت حاصل کیا، جس میں ہیرے جواہرات اور سونا چاندی شامل تھا۔ انھوں نے ہندوستانیوں سے ۲۰۰ ہاتھی بھی حاصل کیے اور جو میدان جنگ چھوڑ کر بھاگ گئے تھے ان کا پیچھا بھی کیا اور کئی مندروں کو تباہ کر دیا۔ حوالہ: البدایہ والنہایہ (۱۲/ ۸)

یہ تاریخی واقعات بشمول ہندوستان پر حملوں اور فتح کے، نبوت کی علامت کے طور پر کام کرتے ہیں کیوں کہ ان کی پیشین گوئیاں نبی محمد ﷺ نے فرمائی تھی۔ ان پیشین گوئیوں کو پورا ہونا اس علم غیب کو ثابت کرتا ہے کہ جس کا علم اللہ نے آپ ﷺ کو عطا کیا تھا۔ استاد محمد عبدالوہاب بجیری ان واقعات کی اہمیت کو تسلیم کرتے ہیں اور ان واقعات کو رسولِ کریم ﷺ کی مستند احادیث سے مربوط کرتے ہوئے کہتے ہیں:

''یہ بات نوٹ کرنے کے لائق ہے کہ مذکورہ حدیث، یعنی حدیث ثوبان، نبوت کی ایک علامت ہے۔ مسلمانوں نے امویوں کے عہد میں ہندوستان اور سندھ پر حملہ کیا۔ [اسکے بعد بعض ایسے واقعات کا ذکر کیا ہے جو ہندوستان پر حملے اور اسے فتح کرنے کے دوران پیش آئے تھے]۔''

حوالہ: بلوغ الامانی من اسرار الفتح الربانی (۲۲/ ۴۱۱)

عابد خوندمیری کے دعوے کے برعکس ہندوستان پر حملے حقیقت میں عسکری مہمات تھیں جو مسلم افواج کی طرف سے انجام دی گئی تھیں، جن کا بنیادی مقصد فتح حاصل کرنا، لوٹ مار کرنا اور بتوں کو توڑ پھوڑ نا تھا۔ یہ تاریخی واقعات سید جون پوری کے وجود سے پہلے ہی واقع ہو چکے ہیں اور اس بات کا کافی ثبوت فراہم کرتے ہیں کہ غزوہ ہند سے مراد یہی عسکری مہمات ہیں۔

اگر ہم دلیل کے طور پر یہ تسلیم کر بھی لیں کہ ہند پر حملہ آور ہونے والی یا اسے فتح کرنے والی یہ فوج امام مہدی سے تعلق رکھتی ہے اور ان کی آمد کی ایک

علامت کی حیثیت رکھتی ہے، ایسی صورت میں بھی سید جون پوری کا دعوی بے بنیاد ہی رہتا ہے۔ مہدوی اور غیر مہدوی، دونوں ہی قسم کے تاریخی ماٰخذ سید جونپوری کے عہد میں ایسے کسی واقعے کے پیش آنے کی خبر نہیں دیتے۔ اس لیے اس کی تشریح ان کے متبعین یا پیروکاروں سے کرنا عبث ہے۔ اس کے علاوہ یہ بات بھی ذہن نشین رہنی چاہیے کہ ان کے زمانے میں ہندوستان فتح کیا ہی نہیں کیا گیا تھا۔ یہ بات مزید ان کے دعوے کو کمزور ثابت کرتی ہے۔

گروہ اول کی وضاحت: کیا گروہ اول سے مراد مہدی ہیں؟

مہدوی مرشد استدلال پیش کرتے ہیں:

''مذکور بالا حدیث میں دو گروہوں کا ذکر کیا گیا ہے۔ ایک ہند میں جنگ کرے گا اور دوسرا وہ ہے جو عیسیٰؑ کے ساتھ ہوگا۔ یہ واضح نہیں ہے کہ پہلا گروہ کس سے متعلق ہوگا۔ دوسرا گروہ مامور من اللہ عیسیٰؑ سے متعلق ہوگا۔ اگر دوسرا گروہ مامور من اللہ سے متعلق ہے تو پہلا گروہ بھی مامور من اللہ سے ہی متعلق ہونا چاہیے۔ پہلا گروہ جو جہنم کی آگ سے نجات یافتہ ہوگا، وہ کسی ایسے شخص سے متعلق کیسے ہوسکتا ہے جو مامور من اللہ نہ ہو؟ اس کا مطلب یہ ہوا کہ پہلا گروہ امام مہدی سے متعلق ہی ہونا چاہیے، اس لیے کہ جہنم کی آگ سے نجات یافتہ ہونے کی وجہ سے انھیں تباہ ہونے سے بچایا جا رہا ہے۔'' مہدوی مرشد عبدالحکیم تدبیر۔ حوالہ: برہان مہدویہ

میرا جواب:

مہدوی مرشد نے حدیث کی جو تشریح پیش کی ہے، اسے کوئی مضبوط بنیاد حاصل نہیں ہے۔ حدیث میں دو نمایاں گروہوں کا ذکر کیا گیا ہے۔ ایک وہ جو ہند میں جنگ کرے گا اور دوسرا وہ جو نبی عیسیٰ علیہ السلام کا ساتھ دے گا۔ حدیث میں کہیں بھی واضح طور پر یہ ذکر نہیں ہے کہ پہلا گروہ مامور من اللہ ہوگا، نہ یہ کہا گیا ہے کہ پہلے گروہ کا تعلق امام مہدی سے ہوگا۔ یہ دعوی کہ پہلے گروہ کا تعلق امام مہدی سے ہی ہونا چاہیے، جس کی بنیاد صرف اس بات کو بنا لیا گیا ہے کہ یہ گروہ جہنم کی آگ سے نجات دہندہ ہے، ایک مفروضہ ہے اور بلا دلیل دعوی ہے۔

اگر دلیل کے طور پر ہم یہ تسلیم کر بھی لیں کہ حدیث میں ہند پر حملہ آور ہونے والے یا اسے فتح کرنے والے جس لشکر یا فوج کا ذکر ہے، اس کا تعلق امام مہدی سے ہی ہے اور ان کی آمد و ظہور کی ایک علامت کی حیثیت رکھتا ہے، تو یہ بات خاص طور سے غور کرنے والی ہے کہ سید جون پوری کا مہدی ہونے کا دعوی ٹھوس شواہد سے محروم ہے۔ مہدوی اور غیر مہدوی دونوں ہی قسم کے تاریخی حوالے ان کے زمانہ زندگی میں کسی اہم واقعے کے رونما ہونے کا ذکر نہیں کرتے۔ تاریخی ریکارڈ کا موجود نہ ہونا سید جون پوری کے ذریعے کیے ہوئے دعووں کو کمزور کرتا ہے اور ان کی تشریح اور دعووں کے متعلق شکوک وشبہات پیدا کرتا ہے۔ علاوہ ازیں، یہ حقیقت کہ ہندوستان سید جون پوری کے عہد میں فتح نہیں کیا گیا تھا، اس دلیل کو مزید کمزور کر دیتی ہے جو ان کے پیروکاروں کی طرف سے پیش کی جاتی ہے۔ اس قسم کے دعووں کی صحت کو جانچنے کے لیے دستیاب تاریخی ثبوتوں کا تنقیدی جائزہ لینا اور علماء و ماہرین کے اجماع و اتفاق پر انحصار کرنا ضروری ہے۔

ضعیف حدیث اور حضرت ابو ہریرہؓ کی مبینہ حمایت:

عابد خوندمیری کا حضرت ابو ہریرہؓ کی طرف منسوب ایک ضعیف حدیث پر انحصار، جس میں وہ جذبہ وشوق کے ساتھ غزوہ ہند میں شرکت کی خواہش کا اظہار کرتے ہیں، سخت سوالات کے دائرے میں آتا ہے۔

عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ، قَالَ وَعَدَنَا رَسُولُ اللَّهِ صلى الله عليه وسلم غَزْوَةَ الْهِنْدِ فَإِنْ أَدْرَكْتُهَا أُنْفِقْ فِيهَا نَفْسِي وَمَالِي فَإِنْ أُقْتَلْ كُنْتُ مِنْ أَفْضَلِ الشُّهَدَاءِ وَإِنْ أَرْجِعْ فَأَنَا أَبُو هُرَيْرَةَ الْمُحَرَّرُ .

''نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ہم سے غزوہ ہند کا وعدہ لیا۔ اگر میں غزوے میں شریک ہوسکا تو اپنی جان اور مال اس راہ میں قربان کر دوں گا۔اس کے بعد اگر میں قتل کر دیا گیا تو میں افضل الشہداء میں سے ہوں گا اور اگر زندہ واپس آ گیا تو میں آزاد (مُحَرَّرْ [1]) ابوہریرہؓ ہوں گا۔''

حوالہ: سنن النسائی ۳۱۷۳؛ مسند (۱۲ / ۲۸) ۱۲۸۷؛ الحکیم ۶۱۷۷؛ نسائی الکبری ۴۳۶۷؛ بیہقی ۱۸۵۹۹؛ کتاب الفتن لابی نعیم ۱۱۵۰۔ درجہ: ضعیف [2]

حدیث غزوہ ہند میں کسی مخصوص فرد کی شمولیت کا ذکر نہیں کرتی۔ اپنی دلیل کی بنیاد ایک ضعیف اور متنازع فیہ حدیث پر رکھ کر مہدوی مرشد عابد خوندمیری نے اپنے دعوے کی معتبریت وصحت کو کمزور کر دیا ہے اور اپنے ذریعے جو تشریح کی ہے اس کی کمیوں کو عیاں کر دیا ہے۔

یہی حدیث ایک دوسری روایت میں بھی آئی ہے جو ضعیف ہی ہے۔ اس میں کہا گیا ہے:

''تم میں کا ایک گروہ ہند کو فتح کر لے گا۔ اللہ ان کے لیے [ہند] کو کھول دے گا یہاں تک کہ اہلِ ہند اپنے بادشاہ کو قید کر کے نہ لے آئیں گے۔ اللہ اس گروہ کے گناہوں کو معاف کر چکا ہوگا۔ جب وہ لوگ [ہند سے] واپس آئیں گے تو عیسی بن مریم کو ملک شام میں پائیں گے۔''

راوی: حضرت ابوہریرہؓ [و۔۶۱ھ/۶۸۱ء]۔ درجہ: ضعیف

''ابوہریرہؓ سے مروی اس حدیث میں، جسے ابونعیم نے نقل کیا ہے، فتح ہند کے متعلق جو کچھ کہا گیا ہے وہ ابھی تک واقع نہیں ہوا ہے۔ بلکہ یہ اس وقت واقع ہوگا جب عیسیٰؑ ابن مریمؑ کا نزول ہوگا، اگر حدیث میں جو بات کہی گئی ہے، وہ صحیح ہے۔ اللہ بہتر جانتا ہے۔''

شیخ العلامۃ حمود التویجری [۱۳۳۴ - ۱۴۱۳ھ]۔ حوالہ: اتحاف الجماعۃ (۱/۳۶۶)

نتیجۂ بحث۔ مغالطہ آمیزی کا پردہ فاش

غزوہ ہند اور مہدوی مرشد کے دعوے کا جامع تجزیہ کر کے ہم نے بحسن وخوبی ان کی غلط اور گمراہ کن تشریح کو مسترد کر دیا ہے۔

صحیح حدیث، تاریخی واقعات اور علمائے کرام کی آراء متفقہ طور پر سید جون پوری کے غزوہ ہند سے تعلق وربط سے انکار کرتی ہیں۔

احادیث نبویہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے متعلق دعووں کی جانچ پڑتال کرتے وقت ضروری ہے کہ مستند اور صحیح احادیث اور علمائے امت کے اجماع پر انحصار کیا جائے۔ بحث کے طور پر اگر ہم سید جون پوری کے دعوے کو تسلیم کر بھی لیں تو وہ حدیث میں مذکور ان تقاضوں کو پورا کرنے میں ناکام نظر آتے ہیں جو مہدی ہونے کے لیے ضروری ہیں۔

---

[1] اَلْمُحَرَّرْ: (آگ سے) آزاد ہونے والا۔

[2] ضعیف از امام الذہبی [673ھ 748ھ]؛ میزان الاعتدال (1/388)۔ ابن حجر عسقلانی [773ھ 852ھ] تہذیب التہذیب (2/59)۔ شیخ ناصر البانی [1332ھ 1420ھ] ضعائف النسائی۔ شعیب الارناووط [1346ھ 1425ھ] تخریج مسند احمد (37/42)۔

خلاصہ:

مہدی موعود سے غزوہ ہند کو مربوط کرنے کے لیے مہدوی مرشد نے جو دعوی کیا ہے اس کے پیچھے مضبوط اور ٹھوس بنیاد نہیں ہے۔ حدیث میں کسی فرد مخصوص، بشمول سید جون پوری، کا ذکر نہیں ہے، جس کا نام غزوہ ہند کے لیڈر یا کمانڈر کے طور پر لیا گیا ہو۔ یہ ایک عمومی ارشاد ہے جس میں امت کے اندر دو گروہوں کو نمایاں کیا گیا ہے جنھیں جہنم کی آگ سے نجات دے دی جائے گی: ایک وہ گروہ جو ہند پر حملہ آور ہوگا اور دوسرا وہ جو عیسیٰ علیہ السلام بن مریم کے ساتھ ہوگا۔

مہدوی مرشد نے بڑی چابک دستی سے حدیث کو اپنے موقف پر فٹ کرنے کے لیے استعمال کر لیا ہے اور یہ کہہ دیا ہے کہ یہ حدیث سید جون پوری یا ان کے متبعین پر براہ راست منطبق ہوتی ہے۔ یہ اسلوب تحقیق ان کی تشریح کے معتبر ہونے سے متعلق تشویش پیدا کرتا ہے اور ان کے دلائل کی صحت و اعتبار کو مشکوک بناتا ہے۔

تاریخی واقعات، جو بطور ثبوت معتبر حوالوں میں محفوظ ہیں، اس بات کی تصدیق و توثیق کرتے ہیں کہ ہند پر مسلم حملے اور فتح ہند کا واقعہ سید جون پوری کی موجودگی سے پہلے ہی ہو چکا تھا۔ یہ واقعات ان پیشین گوئیوں پر پورے اترتے ہیں جو رسولِ کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے بیان کی ہیں اور سید جون پوری کے مہدی ہونے کی حیثیت سے ان کو کوئی نسبت نہیں ہے۔

اگر غزوۂ ہند ابھی تک واقع نہیں ہوا ہے، تو یہ سمجھا جاتا ہے کہ وہ نبی خدا حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے نزول سے بالکل پہلے ہوگا، اسی کے ساتھ ساتھ امام مہدی کے لشکر کا ظہور ہوگا، جو کہ ابھی ہونا باقی ہے۔

سیاہ جھنڈوں کے نقش قدم پر
مزید احادیث کی جستجو

تعارف:

اس باب میں ہم سیاہ جھنڈوں سے متعلق حدیث کی صحت واستناد کا جائزہ لیں گے اور احادیث کے مابین تقابل کریں گے۔

ان روایات کے حوالے سے علماء کے ڈسکورس اور روایات کی سندوں کا ٹھوس بنیادوں پر جائزہ لیں گے۔

اس سے ہمارا مقصد ان احادیث کی صحت واعتبار اور اہمیت کا یقین حاصل کرنا ہے۔

اس کے علاوہ ان تاریخی اشارات پر بھی غور وفکر کریں گے جو گزشتہ صدیوں کے دوران سیاہ جھنڈوں سے مراد لیے گئے ہیں۔

حدیث ۱۴.۱

قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صلى الله عليه وسلم " إِذَا رَأَيْتُمُ الرَّايَاتِ السُّودَ قَدْ جَاءَتْ مِنْ خُرَاسَانَ فَائْتُوهَا فَإِنَّ فِيهَا خَلِيفَةَ اللَّهِ الْمَهْدِيَّ.

''جب تم سیاہ جھنڈے دیکھو کہ وہ خراسان کی طرف سے آچکے ہیں تو ان کے پاس چلے جانا کیوں کہ انھی سیاہ جھنڈوں کے درمیان اللہ کے خلیفہ مہدی ہوں گے۔''

راوی: ثوبانؓ۔حوالہ: مسند احمد (۵ / ۲۷۷) ۲۲۴۶۷۲؛ المستدرک للحاکم (۴ / ۵۰۲)؛ مشکاۃ ص ۴۷۱؛

اسی مفہوم کی حدیث منتخب کنزالعمال (۶ / ۲۹) میں ام سلمہ سے بھی مروی ہے۔ درجہ: ضعیف[ع۱]

ع۱ ضعیف از امام الذہبی [673ھ 748ھ] میزان الاعتدال (3 / 128)۔ امام ابن کثیر [701ھ ۔774ھ] البدایہ والنہایہ (10 / 55)۔ ابن حجر عسقلانی [773ھ 852ھ] تہذیب التہذیب (7 / 324)۔ ابن خلدون [732ھ ۔808ھ] التاریخ (1 / 320)۔

حدیث ۱۴.۲

قَالَ رَسُولُ اللّٰہِ صلی اللہ علیہ وسلم: تخرج من خراسان رایات سوداء لا یردها شيء حتی تنصب بإیلیاء

''[ایک لشکر مع] سیاہ جھنڈوں کے خراسان کی طرف سے ظاہر ہوگا۔ کوئی چیز انھیں واپس نہیں پھیر سکے گی حتی کہ ان کے جھنڈے ایلیاء (یروشلم) میں ثبت نہ کر دیے جائیں۔''

راوی: حضرت ابوہریرہؓ۔ حوالہ: سنن ترمذی ۲۲۶۹؛ مسند احمد (۱۴/۳۸۳) ۸۷۷۵؛ سیوطی ۲۷۸۴۷؛ الفتن ابونعیم (۱/۲۱۳)؛ معجم الاوسط (۴/۳۱)؛ دلائل النبوۃ (۶/۵۱۶)؛ تاریخ دمشق (۳۲/۲۸۱)۔ درجہ: ضعیف[1]

حدیث نمبر ۱۴.۳

قَالَ رَسُولُ اللّٰہِ صلی اللہ علیہ وسلم: یخرج ناس من المشرق فیوطئون للمهدي، یعنی سلطانه

''مشرق کی طرف سے کچھ لوگ برآمد ہوں گے جو مہدی، یعنی اس کی سلطنت کے لیے راہ ہموار کریں گے۔''

راوی: عبداللہ بن حارث بن جزع الزبیدیؓ۔ حوالہ: سنن ابن ماجہ ۴۰۸۸؛ سیوطی ۲۷۸۵۳؛ المعجم الاوسط (۱/۹۴) ۲۸۵؛ عقد الدرر ص: ۱۲۵۔ درجہ: ضعیف

سند کی کمزوری کا انکشاف:

حدیثِ ثوبانؓ کے باریک بینی سے جائزے اور جانچ پرکھ کرنے کے بعد یہ بات سامنے آتی ہے کہ تینوں سندیں جن کے توسط سے اسے روایت کیا گیا ہے، صحیح نہیں ہیں۔ یہ نتیجہ اصول حدیث اور محدثین کی آراء کے مطابق اس حدیث کے باریک بینی سے جائزے پر مبنی ہے۔ جہاں تک ان لوگوں کا تعلق ہے جو مختلف روایات کے سلسلے میں یہ اصول رکھتے ہیں کہ وہ ایک دوسرے کو تقویت دیتی ہیں، وہ کہہ سکتے ہیں کہ یہ حدیث صحیح ہے یا حسن ہے کیوں کہ یہ کئی سندوں سے روایت کی گئی ہے۔ لیکن صحیح نقطۂ نظر وہی ہے جو اوپر بیان کیا گیا ہے۔ اس لیے کہ کسی حدیث کا مختلف سندوں کے ذریعے تقویت حاصل کرنا اس شرط کے ساتھ مشروط ہے کہ وہ روایت منکر نہ ہو اور راوی کے پہلو سے اس میں کوئی خامی نہ پائی جاتی ہو۔

''ابن علیہؒ سے اس حدیث کے متعلق سوال کیا گیا تو انھوں نے جواب دیا: خالد اس حدیث کو روایت کیا کرتے تھے، لیکن اس کی جانب کوئی توجہ نہیں دی گئی۔ ابن علیہ نے اسے، یعنی سیاہ جھنڈوں سے متعلق حدیث عن خالد عن ابی قلابہ عن ابی اسماء عن ثوبان عن رسول اللہ کی روایت کو ضعیف کے درجے میں رکھا ہے۔ امام احمد بن حنبل [۱۶۴۔۲۴۱ھ]۔ حوالہ: العلل (۲/۳۲۵)

سیاہ جھنڈوں کا فریب:

مہدوی مرشدین کی دلیل ہے:

''امام مہدی کا خراسان میں تشریف لانا احادیث صحیحہ میں مذکور ہے۔ روایات کی مشہور کتاب، مشکاۃ میں ایک حدیث حضرت ثوبان سے

---

[1] ضعیف؛ از: امام ترمذی [209ھ-279ھ]۔ ابن حجر عسقلانی [773ھ 852ھ] القول المسدد (1/53)۔ شیخ احمد شاکر [1309ھ 1377ھ] مسند (16/316)۔ شیخ ناصر الدین البانی [1332ھ 1420ھ] سلسلة الضعيفة 4825۔ شعیب الارناووط [1346ھ 1425ھ] تخریج مسند احمد۔

روایت کی گئی ہے کہ رسول اللہ نے فرمایا کہ جب تم خراسان کی طرف سے سیاہ علموں (جھنڈوں) کو آتے ہوئے دیکھو تو تم ان کی طرف چلے جانا، کیوں کہ ان علموں کے درمیان اللہ کا خلیفہ، المہدی ہوگا۔ اس حدیث کو مشاہدے کی بنا پر درست قرار دیا گیا ہے کیوں کہ نبی محمد ﷺ نے فرمایا ہے کہ کانوں سے سنی گئی بات آنکھوں سے مشاہدہ کی جانے والی بات کی طرح مستند نہیں ہوتی۔ سیاہ علم یا سیاہ جھنڈے نبی ﷺ کی نبوت کی علامت ہیں، جس طرح تسلیم، توکل، فقر، فاقہ اور تمام امور کا سرا اللہ کے ہاتھ میں دینا ہے۔ یہ بھی کہا جاتا ہے کہ الرایات السود (سیاہ جھنڈوں) کا مطلب اللہ کی نشانیاں ہیں، اس لیے کہ واضح دلیل کی بات کی جائے تو سیاہ رنگ خدا کے حقیقی ظہور کی علامت ہے۔"

مہدوی مرشد سید برہان الدین۔ حوالہ: شواہد ولایت ص: ۴۷

میرا جواب:

اول، امام مہدی کے خراسان سے ظاہر ہونے سے متعلق مہدوی مرشد نے جس حدیث کا ذکر کیا ہے، اس کے سلسلے میں اہم بات نوٹ کرنے کی یہ ہے کہ وہ حدیث اجماعِ امت کی رو سے ضعیف خیال کی جاتی ہے۔ سید جون پوری کے مہدی ہونے کے دعوے کی حمایت میں ایک ضعیف حدیث پر انحصار کرنا ان لوگوں کے دلائل کی صداقت کو کمزور کر دیتا ہے۔

اس کے علاوہ، مہدوی مرشدین اس طرح سے من مانی تشریح کرتے ہیں کہ لفظ ''خراسان'' کو تو لغوی مفہوم میں لیتے ہیں اور 'سیاہ علم' کا علامتی مفہوم لیتے ہیں۔ یہ بے ترتیبی ان کی تشریح پر سوالات کھڑے کرتی ہے۔ اگر وہ 'خراسان' کو لغوی معنی میں لیتے ہیں تو پھر 'سیاہ علموں' (سیاہ جھنڈوں) کو علامتی اور استعاراتی مفہوم میں کیوں لیتے ہیں؟ یہ طریقہ ٹھوس علمی جائزے کے بجائے ذاتی خواہش اور عصبیت کا معاملہ نظر آتا ہے۔

جب یہ بات درست ہے کہ سید جون پوری نے خراسان کا سفر کیا تھا اور انجام کار ان کا انتقال فرح میں ہوا، تو ایسا کوئی تاریخی ثبوت یا قابل اعتماد رپورٹ یا روایت موجود نہیں ہے جو سید جون پوری کا تعلق کسی بھی جائز طریقے سے سیاہ جھنڈوں سے قائم کر سکتی ہو۔ خراسان اور مہدی کے درمیان ربط کی کڑی بنیادی طور پر سیاہ جھنڈوں کی علامتی تشریح پر مبنی ہے اور یہ ربط بے بنیاد ہے کیوں کہ اس کا کوئی معقول ثبوت یا شہادت موجود نہیں ہے۔

علاوہ ازیں، 'الرایات السود' (سیاہ جھنڈوں) کی علامتی تشریح محض اس مقصد سے کہ وہ پیشین گوئی کے بیانیے میں فٹ بیٹھ جائے، حماقت بھی ہے اور فریب دہی بھی ہے۔ یہ ضروری ہے کہ احادیث نبویہ کی تشریح کا اسلوب جامعیت کے ساتھ ہو، اور پہلے فرض کیے ہوئے مفروضے کو ثابت کرنے کے لیے متعصب اور جانب دارانہ اور زبردستی کی تشریحات سے بچا جائے۔

بہ حیثیت مجموعی مہدوی مرشدین کے ذریعے جو دلیل پیش کی گئی ہے اور جس میں ایک ضعیف حدیث پر انحصار کیا گیا ہے نیز من مانی تشریح اختیار کی گئی ہے، وہ دلیل تنقیدی جائزے کے سامنے ٹک نہیں پاتی، بلکہ مزید سید جون پوری کے دعوے کو کمزور کر دیتی ہے۔

ہوشیار: مکاروں اور فریب کاروں کی چابک دستی

تاریخ کے ہر دور میں مسلمانوں کے متعدد گروہوں نے خود کو المہدی سے جوڑنے کی کوشش میں روایات اور علامتوں، مثلاً 'سیاہ جھنڈے' کا استحصال کیا ہے۔ المہدی ایک برحق لیڈر ہوں گے جو آخری زمانے میں ظاہر ہوں گے۔ اس کی ایک نمایاں مثال خلافت عباسیہ کی ہے، جس نے سیاہ جھنڈوں کو اپنے مقصد کے لیے استعمال کرتے ہوئے اپنے خلیفہ کے بارے میں المہدی ہونے کا دعوی کیا تھا۔ اس طرح وہ اپنی حکومت کو جواز فراہم کرنا چاہتے تھے۔

ابھی حال کے زمانے کی بات ہے جب ہم نے ۱۹۷۹ میں **جھیمن العتیبی** کی قیادت میں الم ناک بغاوت کا مشاہدہ کیا تھا۔اس بغاوت کے دوران **العتیبی** کے ماننے والے اسلامی حرمت کو پامال کرنے کا جرم کرتے ہوئے مکہ مکرمہ میں مسجد حرام کے اندر مسلمانوں کے قتل کے مرتکب ہوئے تھے۔انھوں نے غلط اور بے بنیاد طور پر یہ دعوی کیا تھا کہ ان میں ایک شخص مہدی موعود ہے اور غلط بیانی کے ذریعے سے لاعلم مسلمانوں کو اپنی پرتشدد بغاوت پر اڑے رہنے کے لیے آمادہ کررہے تھے۔

اس بات کو تسلیم کرنا ضروری ہے کہ یہ فریب کار اور دھوکے باز لوگ ضعیف احادیث کو اپنے مقصد کے لیے استعمال کرتے رہیں گے اور مغالطہ آمیز دلیلوں کے ذریعے سے معصوم مسلمانوں کو گمراہ کرتے رہیں گے تاکہ وہ ان کے گمراہ کن عزائم کی حمایت کرسکیں۔اس لیے یہ ضروری اور اہم ہو جاتا ہے کہ ایسے کسی بھی گروہ کا جائزہ لیا جائے جو صرف مشکوک روایات اور بے بنیاد دعووں پر ہی انحصار نہ کرتے ہوں بلکہ اپنے لوگوں کی حرکت واعمال اور اپنے لیڈروں کے کردار کی بنیاد پر اسلام کو فروغ دینے کے مدعی ہوں۔

مہدی رپورٹ کارڈ
سید جون پوری کی سیرت بمقابل مستند علامات مہدی

تعارف

رپورٹ کارڈ (بعد کا صفحہ دیکھیں) میں ہم نے گہرائی سے سید جون پوری اور مہدیٔ موعود کی ان اہم علامتوں کے درمیان ربط کا جائزہ لیا ہے، جو مستند حوالوں سے ثابت شدہ ہیں۔ یہ علامتیں اور نشانیاں حقیقی مہدی کی شناخت کرنے میں اہم سمجھی جاتی ہیں۔ اور ان سے یہ واضح ہو جاتا ہے کہ سید جون پوری ان نبوی اشارات پر پورا اترنے میں ناکام رہتے ہیں۔

وہ ۲۲ میں سے ۳ ہی نمبر حاصل کر پاتے ہیں، جو افسوس کی بات ہے، اور بھونڈی کارکردگی کا مظہر ہے اور ان کے دعوے کے تعلق سے سنگین شکوک وشبہات کو جنم دیتا ہے۔ یہاں تک کہ جب بعض علامتوں یا نشانیوں کے کمزور ہونے یا قابل تشریح ہونے کے امکان کو پیش نظر رکھا جاتا ہے تو متوقع ۱۵ تا ۲۰ نمبرات اور سید جون پوری کے مابین قطعی وحتمی موازنہ اس نتیجے کو مستحکم کرتا ہے کہ وہ مہدیٔ موعود نہیں ہو سکتے۔

اہم علامتوں کا جائزہ:

حقیقی مہدی کو دوسروں سے الگ کر دینے والی علامتوں میں سے دو علامتیں/نشانیاں وہ ہیں جن کی حیثیت دو اہم پہلوؤں کی ہے:

اول، مہدی خود سے اپنے مہدی ہونے کا کھلے عام اعلان نہیں کریں گے، اور

دوم، ان پر حملے کا ارادہ رکھنے والا لشکر یا تو تباہ ہو جائے گا یا البائدہ کے مقام پر دھنسا دیا جائے گا۔

یہ دو نشانیاں امام مہدی اور ان کے مشن کی ابتدائی پہچان ہوں گی۔ لیکن سید جون پوری ان دونوں ہی معیاروں پر پورا اترنے میں ناکام ہیں، اس لیے کہ ان کا مہدی ہونے کا دعوی اپنی زبان سے کرنا نبوی پیشین گوئی کے خلاف ہے، اور نہ کوئی دستاویزی ثبوت اس بات کا ہے کہ کوئی لشکر ان کے زمانے میں دیکھا گیا ہو۔

علاوہ ازیں، کچھ حتمی علامتیں ہیں جو امام مہدی کے زمانہ اقتدار میں ان کی بالادستی واختیار کو ظاہر کریں گی، عدل اور مساوات کا قیام، زمین کو بالکل اسی طرح عدل سے معمور کر دینا، جس طرح وہ ظلم وجبر سے معمور ہو گی، اور نماز کے دوران حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی امامت کرنا۔ بدقسمتی سے سید جون پوری کا عہد

ان اہم نشانیوں کو پورا کرنے میں بری طرح ناکام ہے۔ عدل اور مساوات کا دور لانے میں ان کی ناکامی اور نماز میں عیسیٰ علیہ السلام کی امامت نہ کرنا مزید ان کے دعویِ مہدویت کو بے بنیاد بناتا ہے۔

غلط تشریح کے اور مطلب کی بات نکالنے کے انداز:

ہمارے اس جائزے کے دوران ہم نے سید جون پوری کے مہدوی فرقے کے اندر اپنے مطلب کی بات لے لینے، ضعیف احادیث پر اعتماد کرنے اور اپنے بیانیے میں فٹ کرنے کے لیے تشریحات کو توڑنے مروڑنے کے عجیب انداز کا مشاہدہ کیا ہے۔

جب جب ان کا سامنا ان پیشین گوئیوں سے ہوتا ہے جو ان کے اپنے لیے اختیار کردہ کردار سے میل نہ کھاتی ہوں تو بڑی آسانی سے خدائی حکم کا دعوی ٹھونک دیتے ہیں اور ان کے متبعین مستند احادیث کے الفاظ کی نئی نئی تشریح کرنا شروع کر دیتے ہیں جو ان کے مزعومہ اعتقاد پر صادق آسکتی ہوں۔

یہ حرکتیں نہ صرف یہ کہ ان کی سلامتی فکر پر شبہات قائم کرتی ہیں، بلکہ عوام کے لیے گمراہی کا سبب بھی بنتی ہیں۔

مہدی رپورٹ کارڈ

مدعی مہدویت کا نام: سید محمد جون پوری　　نتیجہ: ناکام

ناکام　　کامیاب　　ہوسکتا ہے　　متوقع: ۳/۲۲

سلسلہ نمبر	حقیقی مہدی موعود کی نشانیاں یا خصوصیات	سید جون پوری	صفحہ نمبر
1	مہدی حضرت فاطمہؓ کے سلسلہ نسب سے ہوں گے	20	✗
2	مہدی حضرت حسن کے شجرہ نسب سے تعلق رکھتے ہوں گے	18	✗
3	ان کا نام محمد ہوگا		✓
4	ان کے والد کا نام عبداللہ ہوگا	22-25	✗
5	ان کی پیشانی کشادہ ہوگی اور لمبی ناک ہوگی		
6	مہدی کا تعلق مدینہ (مدینہ نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) سے ہوگا	27-30	✗
7	مہدی کا ظہور زلزلوں کی کثرت کے زمانے میں ہوگا	76-77	✗
8	مہدی امت نبویہ کے آخری زمانے میں آئیں گے	73-75	✗
9	خلیفہ کے انتقال ہوجانے پر اس وقت سیاسی کشمکش برپا ہوگی	26-27	✗
10	خلیفہ کے تین بیٹے خزانے کے لیے لڑ پڑیں گے	45-46	✗
11	اللہ مہدی کی ایک ہی رات میں تطہیر قلب کردے گا	39-44	✗
12	مکہ کے لوگ ان کے ہاتھ پر بیعت کریں گے	30-31	✗
13	مہدی خود مہدی ہونے کا دعوی نہیں کرینگے بلکہ لوگوں کی طرف سے مجبور کیے جائینگے	31-32	✗
14	بیعت خانہ کعبہ کے نزدیک مقام ابراہیم اور رکن یمانی کے درمیان میں ہوگی		✓

15	شام کی طرف سے آنے والا لشکر مدینہ کے اطراف میں دھنسا دیا جائے گا	35-36	✕
16	مشرق کی جانب سے سیاہ جھنڈے اٹھائے ہوئے ایک لشکر آئے گا	47-49	✕
17	شام اور عراق کے نیک اور صالح لوگ ان سے بیعت کریں گے	37	✕
18	مہدی عرب پر حکومت کریں گے	50-53	✕
19	وہ مہدی بننے کے بعد ۷۔۹ برس تک رہیں گے اور حکومت کریں گے		
20	وہ زمین کو مساوات اور عدل سے اسی طرح بھر دیں گے جس طرح وہ ظلم و جبر سے بھری ہوئی ہو گی	55-65	✕
21	وہ کسی حساب وشمار کے بغیر دولت تقسیم کریں گے	67-72	✕
22	مہدی نماز میں حضرت عیسیٰؑ کی امامت کریں گے	80-101-102	✕

بحث کا حاصل:

سید جون پوری کے مہدی موعود ہونے کی علامتوں کی صداقت کا عمیق جائزہ لینے کے بعد یہ واضح ہو چکا ہے کہ وہ اس اہم اور بنیادی معیار پر پورا اترنے میں بری طرح ناکام ہیں۔ ۲۲ میں سے محض ۳ نمبر پانے کے بعد یہ بات ناقابل تردید ہو جاتی ہے کہ ان کا خود کے بارے میں نبی محمد ﷺ کے شجرہ نسب سے ہونے اور مہدی موعود ہونے کا دعوی ٹھوس شہادت سے محروم ہے۔ یہ جائزہ صریح طور پر اس بات کو اجاگر کرتا ہے کہ سید جون پوری اصل مہدی موعود تھے ہی نہیں۔ اس سے معلوم ہوتا ہے کہ اس قسم کے دعووں کا جائزہ لیتے وقت فہم وفراست اور تنقیدی جائزے کی کیا اہمیت ہوتی ہے، ساتھ ہی اس ضرورت کو بھی نمایاں کرتی ہے کہ نبی ﷺ کی پیشین گوئی کے مطابق اصل وحقیقی مہدی کے ظہور کا انتظار کرنا ضروری ہے۔

جَآءَ الْحَقُّ وَزَهَقَ الْبَاطِلُ ۚ إِنَّ الْبَاطِلَ كَانَ زَهُوقًا

کہو، حق آ گیا اور باطل فنا ہو گیا۔ حقیقت میں باطل کو فنا ہونا ہی ہے۔"

(قرآن، سورہ الاسراء۔ ۱۷:۸۱)

جھوٹے مدعیوں کا پردہ فاش

جھوٹے مہدیوں کا فریب

تعارف:

اس باب میں ہم مہدی لقب کے جھوٹے مدعیوں کے تشویش ناک مسئلے کا جائزہ لیں گے۔ان گہرے اثرات پر بھی غور کریں گے جو ان جھوٹے مدعیوں نے مسلم دنیا پر چھوڑے ہیں اور جس کی وجہ سے امت کے اندر انتشار فکر ہوا اور بہت سے لوگ گمراہ ہو گئے۔

بنیادی احادیث جو کہ اس طرح کے جعل سازوں کے ظہور کی پیشین گوئی کرتی ہیں، ان کا جائزہ لیتے ہوئے ہم اس مسئلے کی سنگینی اور حق و باطل کے درمیان تمیز کی اہمیت پر روشنی ڈالیں گے۔

حدیث: جعل ساز بھیڑیے

حدیث ۱۵.۱

قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صلى الله عليه وسلم "يَخْرُجُ فِي آخِرِ الزَّمَانِ رِجَالٌ يَخْتِلُونَ الدُّنْيَا بِالدِّينِ يَلْبَسُونَ لِلنَّاسِ جُلُودَ الضَّأْنِ مِنَ اللِّينِ أَلْسِنَتُهُمْ أَحْلَى مِنَ السُّكَّرِ وَقُلُوبُهُمْ قُلُوبُ الذِّئَابِ"

''آخری زمانے میں کچھ لوگ ظاہر ہوں گے جو دین میں دنیا کو لپیٹے ہوئے ہوں گے، انھوں نے لوگوں کو دکھانے کے لیے بکری کی نرم کھال پہن رکھی ہوگی، ان کی زبانیں شکر کی طرح میٹھی ہوں گی اور ان کے دل بھیڑیوں کے دل ہوں گے۔''

راوی: ابو ہریرہؓ۔حوالہ: سنن الترمذی ۲۴۰۴، سیوطی ۲۷۸۴۸۔درجہ: حسن[1]

پیغمبر محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اپنی الہامی حکمت میں ہمیں ان غدار و عہد شکن افراد کے سلسلے میں ہوشیار کیا ہے جو دنیا کے آخری زمانے میں ظاہر ہوں گے۔وہ اپنے دینی و مذہبی حلیے سے دنیا کو دھوکہ دیتے ہوں گے۔آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ایسے لوگوں کے متعلق وضاحت فرمائی ہے کہ وہ بظاہر بھیڑ/بکری کی طرح نرم ورحم

[1] حسن از ابن حجر عسقلانی [773ھ 852ھ] تخریج مشکوۃ المصابیح (5/63) اور ھدایۃ الرواۃ 5252۔

دل نظر آئیں گے، لیکن ان کے سینوں میں ایسے مکار اور سفاک دل ہوں گے جیسے بھیڑیے کا دل ہوتا ہے۔ یہ تصویر یا منظر کشی ان فریبیوں کی جعل ساز اور پر فریب فطرت کا نقشہ پیش کرتی ہے، جو دین و مذہب کا استعمال ذاتی مفاد کے لیے کرتے ہیں اور شک و شبہ سے عاری اہل ایمان کی گمراہی کا سبب بنتے ہیں۔

حدیث: جعلی پیغمبروں کی اکثریت

حدیث ۱۵.۲

قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صلی اللہ علیہ وسلم "لاَ تَقُومُ السَّاعَةُ حَتَّى يَنْبَعِثَ دَجَّالُونَ كَذَّابُونَ قَرِيبٌ مِنْ ثَلاَثِينَ كُلُّهُمْ يَزْعُمُ أَنَّهُ رَسُولُ اللَّهِ"

''قیامت اس وقت تک واقع نہیں ہوگی جب تک تیس کے قریب جھوٹے فریبی دجال ظاہر نہیں ہو جائیں گے، ان میں کا ہر فرد یہ دعوی کرے گا کہ وہ اللہ کا رسول ہے۔''

راوی: ابو ہریرہؓ [و-۶۱ ھ/۶۸۱ء] -حوالہ: سنن ترمذی ۲۲۱۸؟ سنن ابی داود ۴۳۳۳؛ مسند احمد ۱۰۸۶۵؛ سیوطی ۲۵۲۶۰؛ صحیح مسلم ۱۵۷ام اور صحیح بخاری ۳۶۰۹۔ درجہ: متفق علیہ[1]

نبی محمد ﷺ نے یوم جزا کے قریبی زمانے میں متعدد کذّابوں کے ظہور کی پیشین گوئی فرمائی ہے، جو خود کو پیغمبر خدا کہیں گے۔ یہ خوفناک پیشین گوئی بڑے پیمانے پر فریب اور جھوٹ کے عام ہونے کو نمایاں کرتی ہے جو کہ سماج کے اندر تک سرایت کر جائے گا، اور تقریباً تیس افراد جھوٹے طور پر خدائی لبادہ اوڑھے ہوئے ہوں گے۔ ان کا مقصد عوام الناس کے ایمان و عقیدے کا استحصال کرنا ہوگا۔ یہ لوگ ان کے اعتماد و بھروسے کا ناجائز فائدہ اٹھائیں گے اور خود کو قانونی و شرعی اعتبار سے جائز امام و قائد ثابت کریں گے۔

''یہ (لفظِ دجال) ''الدجل'' سے نکلا ہے، جس کا مطلب ہوتا ہے حق کو چھپانا، پوشیدہ رکھنا اور یہ لوگ کسی انمول چیز کو پیش کریں گے۔ یہ ہمارے زمانے میں بھی موجود رہیں گے۔'' امام النووی [۶۳۱-۶۷۶ ھ] -حوالہ: المنہاج صحیح مسلم (۱۸/ ۴۵)

جھوٹے مدعیانِ مہدیت کے مظاہر:

تاریخ کے مختلف ادوار میں ظاہر ہونے والے متعدد جھوٹے مدعیان مہدویت کے درمیان جھوٹے مدعیوں کا رجحان و مظہر ایک خاص اہمیت کا حامل ہے۔ یہ فریب کار لوگ مکاری کے ساتھ خود کو مہدی موعود کے طور پر سامنے لاتے ہیں، جبکہ وہ تو خدائی ہدایت و رہنمائی سے تربیت یافتہ امام ہوں گے اور ان کا مقصد و ہدف دنیا میں حق و انصاف کا بول بالا ہوگا۔ مہدیؑ کی آمد میں تاخیر اور ان کی آمد کے انتظار کا یہ لوگ غلط استعمال کرتے ہیں اور اپنی قوت و اقتدار اور کنٹرول قائم کرنے کے لیے کمزور ایمان والوں کو اپنے اشاروں پر چلاتے ہیں۔

اسی لیے یہ ضروری اور اہم ہے کہ کسی بھی مدعی مہدویت کو گہرے شک کی نگاہ سے دیکھا جائے۔ حقیقی مہدی صرف اپنے دعوؤں سے نہیں پہچانا جائے گا، بلکہ معجزاتی نشانیوں کی موجودگی سے بھی پہچانا جائے گا اور اس بات سے بھی پہچانا جائے گا کہ پوری مسلم دنیا سے آکر مکہ میں جمع لوگوں میں سے اہل حق مومنین اس کے گرد اکٹھا ہو جائیں گے۔ یہ چیز اندھی قبولیت کے بجائے فہم و فراست اور ٹھوس شواہد پر اعتماد کی اہمیت کو واضح کرتی ہے۔

[1] متفق علیہ (امام بخاری [194ھ256ھ] امام مسلم [202ھ-261ھ])

ان افراد کی مثالیں جنھوں نے مہدی ہونے کا جھوٹا دعویٰ کیا:

پوری اسلامی تاریخ کے دوران متعدد ایسے لوگ آئے جنھوں نے جھوٹ کی بنیاد پر المہدی المنتظر ہونے کا دعویٰ کیا۔ چنانچہ یہ کوئی حیرت کی بات نہیں ہے کہ مختلف پس منظر سے تعلق رکھنے والے ایسے لوگ گزرے ہوں جنھوں نے ایسے بے بنیاد دعوے کر رکھے ہوں۔ جھوٹے اور ناجائز دعوے کرنے والوں میں یہ لوگ شامل ہیں:

عبید اللہ بن میمون القداح (۲۵۹ھ۔ ۳۲۲ھ): اس کا تعلق ایک مجوسی خاندان سے تھا لیکن جھوٹ کی بنیاد پر خود کے بارے میں نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے آل ونسب سے ہونے کا دعویٰ کیا تھا۔ اس کے عزائم بدنیتی پر مبنی تھے اور خود کو اسلام مخالف فرقے الرافضة القرامطة الباطنية سے جوڑتا تھا۔ اسے سلطنت فاطمیہ کا بانی بھی کہا جاتا ہے۔

حوالہ: منہاج السنہ (۴۹/ ۳۱۸)۔محمد بن تومرت: (۴۸۵۔۵۲۴ھ)

منافق اور کذاب جس نے مکر وفریب کے ساتھ خود کے بارے میں مہدی منتظر ہونے کا اعلان کیا تھا۔ یہ شخص اپنے ظلم وجبر کے لیے مشہور تھا۔

حوالہ: ادارۃ البحوث العلمیہ

مہدی کیسان گروپ:

یہ فرقہ یہ عقیدہ رکھتا تھا کہ المہدی اصل میں محمد بن الحنفیہ تھا، جو رضوی پہاڑی پر رہتا ہے اور دو شیر اس کی حفاظت پر مامور رہتے ہیں۔
حوالہ: المنار المنیف ص: ۱۵۳

ہندستان میں ہر وہ شخص جس نے امام مہدی ہونے کا دعویٰ کیا، اسے بدعتی اور ملحد شمار کیا گیا۔ اس کا مشاہدہ قادیانی ملحد مرزا غلام احمد (۱۲۵۰ھ۔ ۱۳۲۶ھ) کے معاملے میں کیا جا سکتا ہے جس نے مہدی موعود اور عیسیٰ مسیح ہونے کا دعویٰ کیا تھا۔

پوری تاریخ میں مختلف لوگوں نے مختلف زمانوں اور علاقوں میں مہدئ ہونے کا دعویٰ کیا۔ ان میں سے ہر ایک نے دعوے کے ثبوت میں اپنے اپنے گمراہ کن دلائل پیش کیے۔ یہ خود ساختہ مہدی مختلف بیانیوں، طرح طرح کے بے بنیاد جوازات کے ساتھ میدان میں آئے تا کہ اپنے مفروضہ خدائی مشن کو جائز ثابت کر سکیں۔ اپنی قانونی وشرعی حیثیت ثابت کرنے کے لیے ان مدعیوں نے پیشین گوئیوں کی الٹی سیدھی تشریحات سے لے کر جعلی شجرۂ نسب اور اپنے حساب سے تیار کیے ہوئے تاریخی رشتے قائم کرنے میں نئی نئی حکمت عملیاں اختیار کی ہیں۔

مسخِ حقیقت: جھوٹے مدعیوں کی پرفریب حکمت عملیاں:

مہدویہ فرقے کے بانی سید محمد جون پوری کے دعووں کا جائزہ لینے کے دوران ہم نے مرزا غلام احمد قادیانی اور ان کے فرقے سے زبردست مشابہت ومماثلت کا مشاہدہ کیا ہے۔ جس طرح مرزا غلام احمد قادیانی نے اپنے پورے فرقے کی بنیاد سنن ابن ماجہ میں موجود اس انتہائی ضعیف حدیث پر رکھی ہے جس میں کہا گیا ہے: ''عیسیٰؑ کے علاوہ کوئی مہدی نہیں ہوگا۔'' اسی طرح سید جون پوری بھی اسی درجے کی ضعیف حدیث پر اپنے فرقے کی بنیاد رکھتے ہیں جو کنز العمال اور دیگر تیسرے درجے کی کتابوں میں ملتی ہے۔ اس میں کہا گیا ہے: ''وہ امت کیسے تباہ کی جا سکتی ہے جس کے آغاز میں میں ہوں، آخر میں عیسی ابن مریم ہیں اور درمیان میں المہدی ہیں۔''

یہ دونوں اشخاص اوران کے متبعین مستند وصحیح احادیث کی تشریح کرنے میں ایک ہی طرح کا اسلوب اختیار کرتے ہیں جو ان کے مزعومہ بیانیے میں فٹ ہوتا ہو۔اپنے مطلب کی بات لے کر اور دوسری قابل اعتماد روایات کے معانی ومطالب کو توڑ مروڑ کر یہ لوگ اپنے دعووں کو سچ ثابت کرنے کی کوشش کرتے ہیں۔مخصوص قسم کی ضعیف احادیث پر ہی توجہ کو محدود کیے رہنا اور مہدی سے متعلق مستند اور صحیح روایات کے غالب مجموعے کو نظر انداز کر دینا ان کے مہدی موعود ہونے کی شرعی وقانونی حیثیت پر سنگین شبہات پیدا کرتا ہے۔یہ حقیقت ہے کہ اپنے بیانیے میں فٹ کرنے کے لیے انھیں قابل اعتماد روایات کی تشریحِ نو اور انھیں توڑ مروڑ کر پیش کرنے کی ضرورت ہوتی ہے، واضح طور پر اسلامی تعلیمات کے اندر مہدی کے ثابت شدہ تصور سے انحراف کی عکاسی کرتی ہے۔

کیا سید جون پوری نے اللہ کا پیغمبر ہونے کا دعوی کیا تھا؟

یہاں اگر یہ شبہ پیدا ہو جائے کہ جب نبی کریم ﷺ کی نبوت اور ان کے مشنِ قانون سازی کا سلسلہ منقطع ہو جائے تو اللہ کے خلیفۂ موعود، اور پیغمبر خدا ﷺ کے عکس ثانی یعنی امام مہدی باطنی پیغمبر کیسے ہو سکتے ہیں؟ اور سورہ جمعہ کی آیت ۲ اور ۳، جس میں کہا گیا ہے:

هُوَ الَّذِي بَعَثَ فِي الْأُمِّيِّينَ رَسُولًا مِّنْهُمْ يَتْلُوا عَلَيْهِمْ آيَاتِهِ وَيُزَكِّيهِمْ وَيُعَلِّمُهُمُ الْكِتَابَ وَالْحِكْمَةَ وَإِن كَانُوا مِن قَبْلُ لَفِي ضَلَالٍ مُّبِينٍ وَآخَرِينَ مِنْهُمْ لَمَّا يَلْحَقُوا بِهِمْ وَهُوَ الْعَزِيزُ الْحَكِيمُ

(وہی ہے جس نے امیوں کے درمیان انھی میں سے ایک رسول بھیجا جو انھیں قرآن کی آیات پڑھ کر سناتا ہے، اور ان کا تزکیہ کرتا ہے اور انھیں کتاب وحکمت کی تعلیم دیتا ہے، اگر چہ وہ اس سے کھلی گمراہی میں مبتلا تھے، اور ان کے بعد والوں میں بھی بھیجا جو اب تک ان سے نہیں ملے ہیں اور وہ عزیز وحکیم ہے۔)

امام مہدی الموعود (سید جون پوری) سے نقل کیا جاتا ہے کہ انھوں نے فرمایا: ''اللہ تعالیٰ نے مجھ سے کہا کہ آیت کریمہ کے الفاظ ''وَآخَرِينَ مِنْهُمْ'' سے صرف تمہارے ہی لوگ مراد ہیں اور الفاظ ''رَسُولًا مِّنْهُمْ'' سے تم مراد ہو۔''

میں کہتا ہوں کہ حقیقت یہ ہے تو یہ وہی بات ہے جو مہدی موعود نے کہی ہے، اس لیے کہ آیت میں جو بات کہی گئی ہے اس سے یہ مفہوم واضح ہوتا ہے، اس لیے کہ اللہ کا کلام اور اس کا مفہوم یہ ہے کہ صرف خدا ہی ہے جس نے پیغمبر کو امیوں کی طرف بھیجا، پیغمبر اللہ کے رسول ﷺ ہیں اور جس پیغمبر کو بعد کے لوگوں میں بھیجا گیا، وہ مہدی ہیں۔ حوالہ: مجمع الآیات وتصدیق الآیات از بندگی میاں شاہ قاسم ''مجتہدِ گروہ، ص: ۶[1]

کیا سید جون پوری نے اپنے اوپر وحی کے نزول کا دعوی کیا ہے؟

امام مہدی (سید جون پوری) کے بارے میں روایت ہے کہ انھوں نے فرمایا: ''اللہ تعالی مجھے حکم دیتا ہے: ''ہم اپنے ایمان کے خزانوں کے چابیاں تمہارے ہاتھوں میں دے چکے ہیں؛ اور ہم نے تمھیں نبی محمد ﷺ کے دین کا حامی وناصر بنا دیا ہے، اور ہم تمہارے حامی وناصر ہیں۔ جاؤ اور ہر شخص کو اس کی دعوت دو۔ جو بھی تمھیں تسلیم کرلے گا وہ مومن ہوگا اور جو بھی تمھیں مسترد کرے گا وہ کافر ہوگا۔''

اس کے علاوہ امام مہدی نے فرمایا کہ اللہ حکم دیتا ہے:

---

[1] سید قاسم بندگی میراں حضرت سید یوسف (بارہ بنی اسرائیل) سید جونپوری کے پڑپوتے ہیں۔آپ 989ھ (1581ء) میں جلور میں پیدا ہوئے۔

''ہم نے تمھیں اولین اور آخرین کے علم سے نواز دیا ہے، اور قرآن کے معانی و مفاہیم تم پر کھول دیے ہیں۔'' مزید برآں امام مہدی سے یہ بھی روایت کیا جاتا ہے کہ انھوں نے فرمایا: ''اگر یہ بندہ قرآن کے مطالعے اور قرآن پر غور وفکر کے بعد باہر آتا ہے اور پھر اس کی تشریح و توضیح بیان کرتا ہے تو یہ بندہ جھوٹا ہے، ظالم ہے اور اللہ پر تہمت لگانے والا ہے۔ جو کچھ یہ بندہ کہتا ہے، قرآنی آیات پر عمل کرتا ہے، اسے لوگوں کو پڑھ کر سناتا ہے، پڑھتا ہے یا اس کی تشریح کرتا ہے، وہ اسی طرح کرتا ہے جس طرح اللہ نے اسے سکھایا ہے۔ مجھے درمیان میں کسی وسیلے کے بغیر اللہ کی طرف سے راست تازہ معلومات حاصل ہوتی ہیں۔ یہ ہے وہ صورت حال جس میں اللہ کا یہ بندہ رہتا ہے۔

امام مہدی نے اللہ کے حوالے سے یہ بھی فرمایا ہے کہ وہ ان کو حکم دیتا ہے:

''اس کے بعد یہ ہماری ذمے داری ہے کہ (ہر ایک کے لیے) اس کے معانی کو واضح کردیں۔''

امام مہدی اللہ سے روایت کرتے ہیں کہ وہ کہتا ہے کہ قرآن کی یہ آیت (۷۵:۱۹) ان (امام مہدی) کے ہی حق میں نازل ہوئی تھی۔ امام اللہ کا یہ فرمان نقل کرتے ہیں: ''ہم نے تمھیں نبی محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا وارث بنایا ہے۔ ہم نے تمھیں مکمل طور پر نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا ہم مثل بنا دیا ہے۔ جس نے بھی تمھیں تسلیم کیا، سمجھو اس نے مجھے تسلیم کر لیا۔ اور جس نے بھی تمھیں تسلیم نہیں کیا، سمجھو اس نے مجھے تسلیم نہیں کیا۔''

حوالہ: حاشیہ انصاف نامہ از میاں ولی بن یوسف ص: ۵۔۶، نقل ۱۵ [ع۱]

امام مہدی (سید جون پوری) کہتے ہیں: ''جو کچھ یہ بندہ کہتا ہے اسے کرتا ہے۔ وہ اس کو اللہ کے حکم سے کرتا ہے۔ اللہ تعالیٰ قرآن کی جس آیت کو بھی دکھاتا ہے، یہ بندہ اس کی تلاوت کرتا ہے۔ اللہ تعالیٰ جو بھی بیان اسے سکھاتا ہے یہ بندہ اسے دوسروں تک پہنچا دیتا ہے۔'' انھوں نے مزید کہا: ''یہ، یعنی کہ مجھے ہر روز اللہ کی طرف سے کسی واسطے اور وسیلے کے بغیر نئی تعلیمات سکھائی جاتی ہیں۔'' اس بندے کا حال ہے۔''

حوالہ: شواہد ولایت از بندگی میاں سید برہان الدین، ص: ۱۳۱ [ع۲]

کیا سید جون پوری نے نبی محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ہم مثل ہونے کا دعویٰ کیا تھا؟

روایت کیا جاتا ہے کہ ایک دن فراہ کے مقام پر بعض علماء نے حضرت امام (سید جون پوری) سے پوچھا: ''کیا آپ نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی امت میں شامل ہیں؟'' امام نے جواب دیا: ''ہاں۔'' علماء نے مزید کہا: ''ایک حدیث میں نبی محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو یہ فرماتے ہوئے روایت کیا گیا ہے: ''اگر پوری امت کے ایمان کے مقابلے میں حضرت ابوبکرؓ کے ایمان کو وزن کیا جائے تو حضرت ابوبکرؓ کے ایمان کا وزن پوری امت کے ایمان کے وزن سے زیادہ ہوگا۔'' اس سے پتا چلتا ہے کہ حضرت ابوبکرؓ پوری امت سے افضل ہیں۔'' حضرت امام نے پوچھا: کس کے ایمان کا وزن زیادہ ہے:

حضرت نبی محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا یا حضرت ابوبکرؓ کا؟'' علماء نے جواب دیا: ''حضرت نبی محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ایمان کا وزن زیادہ ہے۔'' حضرت امام نے فرمایا: ''ہمارے ایمان کا وزن حضرت نبی محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے وزن کے برابر ہے۔'' علماء نے پھر پوچھا: ''جب کہ آپ تو خود حضرت محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی امت میں ہیں، آپ کا ایمان نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ایمان کے برابر کیسے ہوسکتا ہے؟'' حضرت امام نے فرمایا: ''میں اس امت میں اسی طرح شامل ہوں جس طرح نبی محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اس امت میں شامل ہیں۔'' حوالہ: شواہد ولایت از بندگی میاں سید برہان الدین ص: ۱۸۵

ع۱ حضرت بندگی میاں ولی بن یوسف سید محمد جونپوری کے تابعی ہیں اور پانچوں خلفاء کی صحبت سے فیض پایا ہے۔ انہیں دیکھا اور براہ راست ان سے سنا ہے۔ اس طرح وہ جونپوری کی باتوں کو صرف ایک درمیانی راوی کے ذریعے نقل کرتے ہیں۔ اسی وجہ سے ان کی دو کتابیں "انصاف نامہ" اور "حاشیہ انصاف نامہ" میں روایات سب سے زیادہ مستند ہیں۔

ع۲ سید برہان الدین سید خوندمیری کے پڑپوتے ہیں (سید جونپوری کے داماد)۔

''حضرت امام مہدی (سید جون پوری) اللہ سبحانہ وتعالیٰ کے اس حکم کے مطابق اکثر کہا کرتے تھے: ''جس نے نبی محمد ﷺ کو نہ دیکھا ہو وہ مجھے دیکھ لے۔''
حضرت امام مہدی موعود سے روایت ہے وہ کہتے ہیں: ''یہ بندہ (سید جون پوری)، حضرت محمد رسول اللہ ﷺ اور حضرت ابراہیم رسول اللہ علیہ السلام اگر بیک وقت ایک ہی جگہ پر موجود ہوتے تو کوئی ان تینوں میں سے ایک دوسرے کی تمیز نہ کر پاتا۔ کوئی یہ جان نہ پاتا کہ امام کون ہے، حضرت نبی محمد مصطفیٰ ﷺ کون ہیں اور حضرت ابراہیم خلیل اللہؑ کون ہیں، کیوں کہ ان تینوں کی شکل وصورت ایک جیسی ہے اور ان کے کردار واوصاف بھی ایک جیسے ہیں۔'' حوالہ: ''شواہد ولایت از بندگی میاں سید برہان الدین ص: ۲۷۰

مذکورہ بالا ثبوتوں سے یہ صاف ہو گیا ہے کہ جدید معروف مہدوی افکار وخیالات کے برعکس مہدوی مرشدین وہ لوگ ہیں جو سید جون پوری کی شخصیت کے بارے میں غلو سے کام لیتے ہیں۔ یہاں ہم نے خود فرقہ مہدویہ کے انتہائی قابل اعتماد علماء کی ہی کتابوں سے سے دکھا دیا ہے کہ سید محمد جون پوری نے نبی ہونے کا دعویٰ کیا، یا یہ دعویٰ کیا کہ وہ اور نبی محمد ﷺ ایک ہی ہیں، یا ہم سر ہیں، جیسا کہ یہ لوگ کہتے ہیں۔ مزید برآں، سید جون پوری کے تابعین کے درمیان ان کے اس موقف کی تائید پر اتفاق ہے۔

''حقیقت میں تمام مہدوی اس مسئلے پر متفق ہیں کہ نبوت کی مہر (حضرت محمد ﷺ) اور ولایت کی مہر (سید جون پوری) ایک ہی ذات وہستی ہیں اور دونوں ایک دوسرے کے مساوی ہیں۔'' مہدوی مرشد بندگی میاں شاہ قاسم مجتہدِ گروہ- حوالہ: میزان العقائد ص: ۵ [1]

دست یاب وموجود شواہد وثبوت سے یہ واضح ہو جاتا ہے کہ سید جون پوری کا نبی ہونے کے سلسلے میں یا نبی محمد ﷺ کے مساوی ہونے کے سلسلے میں عقیدہ وایمان مہدی فرقے کے اندر موجود ہے۔ شاہ قاسم کا بیان مہدویوں کے اس بات پر اتفاق واتحاد کی عکاسی کرتا ہے کہ مہر نبوت اور مہر ولایت دونوں کو ایک ذات کا الگ الگ پہلو سمجھا جاتا ہے۔ یہ عقیدہ، یعنی نبی محمد ﷺ اور سید جون پوری کو ایک ہی سکّے کے دو رخ قرار دینا باوثوق مہدویوں کے درمیان پوری تاریخ میں پوری قوت کے ساتھ موجود رہا ہے۔ اگر چہ بعض نام کے مہدوی حضرات ممکن ہے مختلف اوقات میں خود کو اپنے ان عقائد سے الگ کرتے رہے ہوں، تاہم اصل اور کٹّر مہدویوں کا آج بھی بنیادی عقیدہ یہی ہے، جو ان کے ایمان کا جز ولاینفک بنا ہوا ہے۔ اہم اور قابل ذکر بات یہ ہے کہ نبی حضرت محمد ﷺ اور سید جون پوری کو ایک ہی ہستی قرار دینے کا عقیدہ کج روی ہے، گستاخانہ ہے اور خالص ومسلّمہ اسلامی عقائد سے کھلا انحراف ہے۔

تاریخی نمونے: جھوٹے مہدیوں کے فریبوں کی تکرار

نبی ﷺ نے اپنے مشہور ارشاد گرامی میں ایک تشویش ناک علامت کی پیشین گوئی فرمائی ہے جو دنیا کے آخری زمانے میں واقع ہو گی [دیکھیں حدیث ۲.۱۵]۔ آپ ﷺ نے تنبیہ فرمائی ہے کہ یوم جزا جیسے ہی قریب آئے گا تو مکر وفریب کی ایک لہر پوری دنیا کو اپنی لپیٹ میں لے لے گی، جس میں تقریباً تیس مکّار وکذاب ظاہر ہوں گے۔ ان میں سے ہر ایک بے حیائی کے ساتھ اللہ کا پیغمبر ہونے کا دعویٰ کرے گا۔ یہ ہدایت نبوی ایسے لوگوں کی موجودگی کے بارے میں ایک یخ بستہ یاددہانی کی طرح ہے جو اپنی انا وتکبر اور گمراہ مقاصد کے تحت حق کو توڑ مروڑ دیں گے اور عوام الناس کو گمراہ کریں گے۔

یہ جھوٹے فریبی، فریب دہی اور جعل سازی کے اپنے منفرد حربوں کے ساتھ، اس مکروہ پیشین گوئی کو پورا کرنے کی کوشش کرتے ہیں جو نبی ﷺ نے فرمائی ہے۔ ان کے جھوٹے دعووں، جو کہ مستند احادیث کو توڑ مروڑ کر پیش کرنے اور دینی ومذہبی تصورات کو من مانے طریقے سے استعمال کرنے کی

[1] سید قاسم سید جونپوری کے پڑپوتے ہیں۔

مثالوں سے بھرے پڑے ہیں، کا مقصد ان اہل ایمان کو گمراہ کرنا ہے جنھیں اپنے ایمان پر کوئی شک وشبہ نہیں ہے۔

فریب اور دجل کے تشویش ناک نمونوں میں ہمیں تاریخ کے مختلف ادوار میں ایسے متعدد افراد کا مشاہدہ ہوتا ہے جو اپنے جری اور گستاخانہ دعوائے نبوت کے لیے طرح طرح کے حربوں کا سہارا لیتے ہیں۔ مثال کے طور پر مرزا غلام احمد نے شروع شروع میں خود کے مہدی موعود ہونے کا اعلان کیا۔ اس کے بعد ہی اس نے اپنے مقام ورتبے کو مزید ترقی دے کر اللہ کا نبی ہونے کا اعلان کر دیا۔ اسی طرح سید جون پوری نے بھی اسی سے ملتا جلتا طریقہ اختیار کیا، اور خود کے بارے میں اللہ کی طرف سے مقرر کردہ نبی ہونے کا دعویٰ کر دیا۔

جھوٹے نبیوں کی بار بار آمد اور خود کے بارے میں اعلان کرنے کے نئے نئے اسلوب ایک تشویش ناک رجحان کو ظاہر کرتے ہیں۔ مسیلمہ کذاب نے اپنے بارے میں نبوت کا دعویٰ کرنے کے لیے نبی ﷺ کے ہی ارشاد کو من مانے طریقے سے استعمال کر لیا تھا۔ بہاء اللہ اور علی جاہ محمد بھی اسی جمعیت میں شامل ہو گئے، جن میں سے ہر ایک نے مفروضہ حیثیت نبوت کے حق میں مسخ شدہ جواز پیش کیے۔

مرزا غلام احمد اپنے دلائل کو جواز فراہم کرنے کے لیے خاص طور سے گنجلک استدلال کا سہارا لیتا ہے۔ اس نے اس حدیث کو من مانے طریقے سے لیا ہے جس میں کہا گیا ہے کہ مہدی ہی عیسیٰؑ ہوں گے۔ اس حدیث کو اس نے اپنے دعوائے نبوت کی بنیاد بنایا ہے۔ علاوہ ازیں، اس نے ''رسول'' کی اصطلاح کی بھی نئی تشریح کی ہے تا کہ خود کو اس کے دائرے سے باہر رکھ سکے، اور اس طرح صرف نبی ہونے کا دعویٰ کیا۔ ''رسول'' اور ''نبی'' کے درمیان فرق کو توڑ مروڑ کر پیش کرتے ہوئے مکاری کے ساتھ خود کو رسول کے بجائے نبی کے مقام پر فائز کرنے کی کوشش کی ہے۔

اسی انداز میں سید جون پوری نے مہر نبوت اور مہر ولایت کے درمیان بے بنیاد فرق تخلیق دے کر مہر نبوت سے متعلق ثبوت وشواہد اور دلائل سے دامن بچایا ہے اور یہ سمجھانے کی کوشش کی ہے کہ وہ مہر ولایت ہیں۔

اس پینترے بازی کے ذریعے سے سید جون پوری نے ذات نبوی کی ممتاز ونمایاں خصوصیات واوصاف کو دھندلا کر اپنی شناخت کو نبی محمد ﷺ کی ذات وشناخت کے ساتھ لپیٹنے کی کوشش کی ہے۔ خود کے بارے میں مہر ولایت ہونے کا دعویٰ کر کے انھوں نے یہ اشارہ دیا ہے کہ وہ نبی ﷺ کی روحانی میراث کے حتمی وآخری اوتار ہیں۔ حدود کو جان بوجھ کر دھندلا دینے کا مقصد اپنے پیروکاروں کو یہ سمجھا کر گمراہ کرنا ہے کہ وہ کوئی الگ شخصیت ہونے کے بجائے نبی محمد ﷺ کا ہی اوتار اور اگلا روپ ہیں۔

خلاصہ بحث:

سید جون پوری نے براہ راست اور بالواسطہ، دونوں ہی طریقے سے نبی اللہ ہونے کا دعویٰ کر کے اور کسی واسطے (فرشتے کے توسط کے بغیر) کے بغیر اپنے اوپر وحی آنے کا دعویٰ کر کے خود کو نبی محمد ﷺ کی نبوت پر پورا اترنے والے مقام پر فائز کر لیا ہے۔ وہ نہ صرف یہ کہ پیشین گوئی کو اپنے اوپر ثبت کرنا چاہتے ہیں، بلکہ یہ کہنا چاہتے ہیں کہ صرف تنہا وہی پیشین گوئی کے مصداق ہیں۔ اپنی خواہش کے مطابق مہدی موعود کا مقام ومرتبہ حاصل کرنے کے بجائے، ان کے افعال واعمال نے انھیں ان ۳۰ جھوٹے دجالوں کی صفات واوصاف سے قریب تر کر دیا ہے، جو جھوٹے مدعی ہوں گے اور قیامت کے آنے سے پہلے ظاہر ہوں گے اور فریب وجعل سازی کے ذریعے نبوت کا دعویٰ کریں گے۔

بحیثیت مومن ہمارے لیے نبیِ محمد ﷺ کی تنبیہ و وعید پر توجہ دینا اور یہ سمجھنا ضروری ہے کہ فریبیوں اور دجالوں کا فروغ قرب قیامت کے زمانے کا لازمی فتنہ ہوگا۔ قرآن و سنت کی تعلیمات کی بنیادوں سے جڑے رہتے ہوئے ہی ہم دجل و فریب کے تاریک سمندر کو پار کر سکتے ہیں اور اپنے ایمان کی شفافیت کو محفوظ رکھ سکتے ہیں۔ ہمیں چوکس و بیدار رہنا ہوگا، ایسے دعووں کا تنقیدی نگاہوں سے جائزہ لینا ہوگا، قابل اعتماد اہلِ علم حضرات سے رہنمائی لینی ہوگی، اس لیے کہ علم، فہم و شعور اور خلوص و عقیدت کے ذریعے سے ہی ہمارے لیے خود کی حفاظت کرنا ممکن ہوگا اور ہم اپنے درمیان ابھرنے والے دجالوں کے پیچ حقیقی اسلامی تعلیمات کو باقی رکھ سکیں گے۔

وَاِذَا قِيْلَ لَهُمُ اتَّبِعُوْا مَآ اَنْزَلَ اللّٰهُ قَالُوْا بَلْ نَتَّبِعُ مَآ اَلْفَيْنَا عَلَيْهِ اٰبَآءَنَا ۭ اَوَلَوْ كَانَ اٰبَآؤُهُمْ لَا يَعْقِلُوْنَ شَـيْــــًٔـا وَّلَا يَهْتَدُوْنَ

''اور جب ان سے کہا جاتا ہے کہ پیروی کرو اس کی جو اللہ نے نازل کیا ہے، تو وہ کہتے ہیں کہ (نہیں) بلکہ ہم اس کی پیروی کریں گے جس پر ہم نے اپنے باپ دادا کو پایا ہے۔ کیا اس وقت بھی (یہ انھی کی بات مانیں گے) جب کہ ان کے باپ داد کچھ عقل نہ رکھتے رہے ہوں اور نہ ہدایت پر رہے ہوں؟'' (القرآن/ سورہ البقرہ/ ۲:۱۷۰)

تاریخی انکشاف
سید جون پوری کی دست برداری

تعارف

اس پوری کتاب کے دوران میں ہم نے احتیاط اور باریک بینی کے ساتھ سید محمد جون پوری کی زندگی، ان کے بیانات، ان کے خطابات اور ان کی عملی زندگی کا جائزہ لیا ہے، تاکہ ہم ان کے مہدی موعود ہونے کے دعوے کی حقیقت کو جان سکیں۔ ہم نے ان کے دعوے کو چیلنج کرتے ہوئے مستند اور صحیح احادیث اور منطقی دلائل پیش کیے۔

اس تجزیے کے ذریعے سے ہم نے اطمینان بخش اسلوب میں یہ ثابت کر دیا ہے کہ سید جون پوری مہدی منتظر یا مہدی موعود نہیں ہیں۔ اب، اس باب میں، ہم اس آخری اور حتمی شہادت پر غور کریں گے جو ان کے اعتبار کا مزید قلع قمع کر دیتی ہے یعنی ان کے مہدی ہونے کے دعوے سے دست بردار ہو جانا۔ اس تاریخی واقعے تک پہنچتے ہوئے، جس میں لازمی طور پر شبہات بھی ہیں، ہم کوشش کریں گے کہ ایسی جامع و مسکت دلیل فراہم کر دیں جو سید جون پوری کے مہدی ہونے کے دعوے کو چیلنج کرنے والی ہو۔

تاریخی واقعات کی دریافت

عبدالقادر بدایونی کی کتاب 'منتخب التوارخ'، جو کہ تین حصوں پر مشتمل ہے اور تاریخ کا جامع خلاصہ پیش کرتی ہے، اس کتاب کے صفحات میں سید جون پوری سے متعلق ایک ایسا انکشاف درج ہے جو اپنی جانب توجہ مبذول کرا لیتا ہے۔ بدایونی کی اس کتاب کے تیسرے جز و میں مصنف کے شناسا یا شہنشاہ اکبر کے دربار سے وابستہ صوفیائے کرام اور شعرائے عظام کے احوال درج ہیں۔

اسی تیسرے جز و میں ہماری نگاہ ایک ایسے غیر معمولی ٹکڑے سے ٹکراتی ہے جو اپنی توجہ مبذول کیے بغیر نہیں رہتا۔ اس تاریخی واقعے کی رو سے، سید جون پوری نے اپنی زندگی کے آخری لمحے میں مبینہ طور پر یہ اعلان کیا تھا کہ: ''من مہدیِ موعود نیستم'' (میں مہدیِ موعود نہیں ہوں۔) ثبوت کا یہ دلچسپ ٹکڑا ہمارے جامع و ہمہ گیر تجزیے کی بنیاد ہے، جو ہمیں اس بات پر مجبور کرتا ہے کہ جون پوری کے دعوے کی صداقت و استناد کا جائزہ لیا جائے۔

ان کا بیان اس طرح ہے:

''اس کے بعد ایک بوڑھے مغل نے کسی ذکر میں میر سید محمد جون پوری کی مہدویت کا مسئلہ چھیڑ دیا اور ان سے تصدیق وشہادت طلب کی۔ انھوں نے کہا: ''جس وقت میر سید محمد جون پوری نے رحلت فرمائی تھی میں فراہ میں حاضر تھا، انھوں نے مہدویت کے دعویٰ سے انکار کیا تھا اور کھلے لفظوں میں کہہ دیا تھا کہ میں مہدی موعود نہیں ہوں۔'' واللہ اعلم۔'' عبدالقادر بدایونی [۹۴۶ - ۱۰۲۴ ھ] - حوالہ: منتخب التواریخ، جلد سوم، ص: ۴۰۱[1]

بدایونی کی کتاب میں بیان کردہ یہ شہادت ہمارے اس جائزے میں بہت اہمیت کی حامل ہے۔ اگرچہ بدایونی نے اس شہادت و گواہی کی تصدیق سے متعلق تھوڑا سا شبہ ظاہر کیا ہے، تاہم اسے ہم بالکل مسترد نہیں کر سکتے۔ اس کے بجائے ہمیں اسے ایک قابل قدر شہادت اور ثبوت کے طور پر تسلیم کرنا چاہیے جو کہ مہدوی فرقے کے ذریعے فروغ دیے جانے والے بیانیے کو چیلنج کرتا ہے۔ اس تاریخی انکشاف کی اہمیت اس کے زمانے کے اعتبار سے ہی نہیں ہے، بلکہ اس حقیقت کے اعتبار سے بھی ہے کہ یہ تقریباً اسی دور میں لکھی گئی ہے جس دور میں مہدوی فرقے کی کتابیں مثلاً انصاف نامہ، حاشیہ انصاف نامہ، اور نقلیات میاں عبدالرشید لکھی گئی تھیں۔

مہدوی تعلیمات کی روشنی میں جون پوری کی دست برداری کا جائزہ

جون پوری کی دست برداری کی شدت واہمیت کو بہتر طور پر سمجھنے کے لیے ہم خود مہدی فرقے کی ہی تعلیمات وعقائد کی طرف رجوع کرتے ہیں۔ درج ذیل اقتباس کا مطالعہ کیجیے:

''جس نے بھی غفلت وبے ہوشی کی حالت میں [مہدی ہونے کا] دعوی کیا ہے، وہ ہوش میں آ جانے کے بعد کچھ وقت کے بعد اپنے اس دعوے سے باز آ گیا ہے، یا پیغمبر محمد ﷺ کا حقیقی فرماں بردار ہونے کی بجائے فریب وجعل پایا گیا ہے تو اسے قتل کر دیا گیا۔ ان کے درمیان جو بھی ولی رہا ہے، اس کے بارے میں یہ سمجھا گیا ہے کہ وہ جھوٹ نہیں بولے گا، اور اگر اس نے مہدی ہونے کا دعوی واعلان کیا ہے تو اس کے عقیدے میں فریب شامل ہے، کیوں کہ ہر نبی کے پاس ولایت ہوتی ہے اور ان کی ختم ولایت امت محمدیہ میں مقرر ہے۔ ان میں کے ایک فرد کو اللہ اور پیغمبر خدا کی طرف سے یہ علم حاصل ہوا کہ وہ ختم ولایت ہے، اور امت کے ایک فرد ہونے کی وجہ سے اس نے یہ اعلان کیا کہ وہ ولایت محمدی کی مہر (ختم) ہے، اور کیوں کہ یہ عہدہ ومنصب مہدی علیہ السلام کے لیے محفوظ ہے، اسلئے اسے یہ یقین ہوا کہ وہی مہدی موعود (مہدی موعود علیہ السلام) ہے۔ کوئی بھی ولی، جس نے اس انداز سے دعوی کیا ہے، اپنے دعوے پر مصر نہیں رہا ہے، حتی کہ اگر وہ اس دعوے سے واپس نہ پھرا ہو تو اس کے متبعین نے حقیقت کا ادراک کیا اور ان کی پیروی کرنا بند کر دیا، اس نبی کی طرح جس کی امت تواتر کے ساتھ حق پر قائم نہ رہی ہو، تو اس کے لیے لازمی ہو جاتا ہے کہ وہ آنے والے انبیا میں سے اپنے والے نبی کے علاوہ کسی دوسرے نبی کی پیروی کرے۔'' مہدوی مرشد قاضی منتجب الدین جونیری - حوالہ: مخزن الدلائل ص: ۱۰۸-۱۰۹

''مہدویت کے ثبوت کے ساتھ ساتھ مہدی کے لیے لازمی ہوگا کہ وہ خدائی تعلیمات اور اپنے اچھے اخلاق کے ساتھ لوگوں کو اللہ تعالی کی طرف

---

[1] یہ تسلیم کرنا ضروری ہے کہ تاریخ، اپنی حقیقت کے لحاظ سے، ان لوگوں کے نقطہ نظر اور ذہنی ساخت کی بنا پر تشکیل پائی ہوئی ایک کہانی ہے جو واقعات کو بیان کرتے ہیں۔ لہذا، تاریخی بیانات کو تنقیدی نگاہ سے دیکھنا اور صرف تاریخی مآخذ پر انحصار کرنے کی حدود متعین کرنا ضروری ہیں۔ جبکہ مُنتخب التواریخ سے حاصل کردہ تاریخی بیان ہمیں جونپوری کے دعوے کو چیلنج کرنے کے لیے قیمتی ثبوت فراہم کرتا ہے، یہ بھی واضح رہنا چاہیے کہ یہ ہمارے بنیادی ثبوت کے طور پر نہیں بلکہ مہدویت کو رد کرنے کے لیے ایک اضافی ثبوت کے طور ہے۔ جونپوری کے دعوہ مہدویت کی حقیقت تک پہنچنے کے لئے ہمیں متعدد مآخذ، جیسے کہ حدیث، منطقی دلائل، اور تاریخی بیانات کا جامع جائزہ لینا چاہیے۔

بلائے، اور موت آنے تک وہ ثابت قدمی کے ساتھ اور پورے ہوش وحواس کے ساتھ اپنے مہدی ہونے کے دعوے پر قائم رہے۔ اور سبحانہ وتعالی کسی غلط کار اور جھوٹے فریبی کو ایک صالح اور پسندیدہ شخص کا مقام عطا نہیں کرنا چاہتا اور نہ اسے اس کی موت آنے تک اس باعزت مقام پر باقی رہنے دیتا ہے۔ اس کے علاوہ، اللہ تعالیٰ ایسے فریبی کا کوئی نام ونشان اس کی موت کے بعد باقی نہیں رہنے دیتا ہے۔............ اگر کسی شخص کے اندر حضرت مہدی کی ایک آدھ نشانی مل بھی جاتی ہے، حالاں کہ حقیقت میں وہ مہدی نہیں ہوتا، تو اللہ سبحانہ وتعالیٰ اس کی خواہش کو پورا نہیں ہونے دیتا اور نہ اس کے دعوے کو جاری رہنے کی اجازت دیتا ہے۔'' مہدوی مرشد عبدالملک سجاوندی۔ حوالہ: سراج الابصار ص: ۸۵

مہدوی مرشدین کی تحریریں حقیقی مہدی کا فیصلہ کرنے والے معیار کے متعلق قابل قدر معلومات فرماتی ہیں۔ ان کے مطابق ایک حقیقی مہدی کے لیے ضروری ہے کہ وہ اپنے دعوائے مہدویت پر ہوش وحواس کے ساتھ اور ثابت قدمی کے ساتھ اس وقت تک قائم رہے جب تک اسے موت نہ آجائے۔ اس اصول سے کسی بھی طرح کی روگردانی یا انحراف اس عقیدے میں فریب وجعل سازی کا یقین دلائے گا۔ جب ان اصول اور تعلیمات کو جون پوری پر منطبق کیا جاتا ہے تو ایک نا قابل تردید نتیجہ سامنے آتا ہے۔ ان کی [دعوائے مہدویت سے] دست برداری ایک نا قابل تردید ثبوت کی طرح نظر آتی ہے، کیوں کہ انھوں نے خود اپنے دعوے کے فریب کا اعتراف کرلیا تھا، جیسا کہ انھوں نے خود واضح لفظوں میں بستر مرگ پر اس دعوے کو ترک کردیا تھا۔

سید جون پوری کی دست برداری: کھلا تضاد

سید جون پوری کی مبینہ دست برداری یا دعوائے مہدیت سے پیچھے ہٹنے کا انکشاف ان کے بیانات میں موجود نہایت مضبوط اختلافات اور تضادات کو سامنے لاتا ہے۔ یہ انکشاف مہدوی فرقے کی تعلیمات اور اس فرقے کی مرکزی شخصیت کے افعال کے درمیان مکمل تضاد پیدا کردیتا ہے۔ اگر ہم تاریخی واقعات کو درست مان کر چلیں تو یہ واضح طور پر صاف ہوجاتا ہے کہ خود جون پوری نے بھی اپنی زندگی کی شام ڈھلتے ڈھلتے اپنے دعوے کی جعل سازی کا اعتراف کرلیا تھا۔ یہ موروثی تضاد واختلاف ان کے دعووں کی معتبریت اور قانونی وشرعی حیثیت پر کافی شبہات پیدا کردیتا ہے۔

مثال کی مدد سے سمجھنے کی کوشش

مہدی ہونے کے دعوے سے سید جون پوری کا دست بردار ہونا اس ٹمٹاتے ہوئے دیے کی مانند ہے جو اچانک بجھ جاتا ہے اور کمرے کو مکمل تاریکی میں ڈال دیتا ہے۔ ٹھیک اسی طرح جس طرح روشنی کا اچانک غائب ہوجانا دیے کی لو کی نزاکت کو عیاں کرتا ہے، اسی طرح سید جون پوری کی دست برداری ان کے مزعومہ خدائی مشن کی بے یقینی اور کمزوری کو طشت از بام کردیتی ہے۔ ایک ایسے دیے کی طرح جو اپنی ٹمٹاتی لو کو باقی رکھنے میں ناکام رہتا ہے، سید جون پوری کا اپنے دعوے سے دست بردار ہونا بھی ان کے دعوے کی ناپائیداری کو سامنے لے آتا ہے اور اس بنیاد کو ہی کمزور کردیتا ہے جس پر ان کے پیروکار اور متبعین نے اپنے عقائد کی عمارت کھڑی کی تھی۔

ایک عدالت کے منظر نامے کا تصور کریں، جہاں ایک گواہ اپنا موقف بیان کرتا ہے اور پورے اعتماد کے ساتھ کچھ مخصوص ومتعین واقعات کے سلسلے میں اپنی گواہی درج کراتا ہے۔ کمرۂ عدالت اس کے الفاظ اور جملوں کا اسیر ہوجاتا ہے اور گواہ کی گواہی انتہائی وزن دار قرار پاتی ہے۔ تاہم جرح کے دوران گواہ اچانک ان واقعات پر اپنی گواہی سے مکر جاتا ہے جس کی وجہ سے ابتدا میں جو دعوے کیے گئے تھے وہ شکوک وشبہات کے گھیرے میں آجاتے ہیں۔ جیسے ہی گواہ کی ثقاہت اور صداقت کو جانچ کے دائرے میں لایا جاتا ہے، کمرۂ عدالت کا ماحول تبدیل ہوجاتا ہے۔ اسی طرح سید جون پوری کے اپنے مہدی ہونے کے دعوے سے پلٹنے کو بھی اسی گواہ کی حیثیت سے دیکھا جاسکتا ہے جو اپنے گذشتہ بیانات سے مکر گیا ہو۔ اس طرح انھوں نے مہدئ موعود

ہونے کے اپنے مزعومہ کردار وحیثیت کا اعتبار کھودیا۔ جس طرح مکری ہوئی گواہی گواہ کے اعتبار اور سچائی کے بارے میں سوالات پیدا کر دیتی ہے، اسی طرح سید جون پوری کا اپنے دعوے سے پھر جانا بھی ان کے دعووں کی صداقت واعتبار کو سوالات کے دائرے میں لے آتا ہے اور ان کے پیروکاروں کو ایک بے یقینی کی صورت حال میں لاکر چھوڑ دیتا ہے۔

سید جون پوری کی توبہ

''سید محمد جون پوری نے غلط طور پر مہدی موعود ہونے کا دعوی کیا تھا اور ہوسکتا ہے کہ انھوں نے مبینہ طور پر بڑی غلطیاں کی ہوں، لیکن وفات کے وقت، الحمدللہ یہ سمجھ لینے کے بعد کہ مہدی کی کوئی نشانی ان کے اندر نہیں ہے، انھوں نے اپنے قابل اعتماد خلیفہ کی موجودگی میں یہ کہتے ہوئے سچے دل سے توبہ کی: من مہدیِ موعود نیستم (میں مہدی موعود نہیں ہوں) اور ایک مسلمان کی حیثیت سے وفات پائی۔

انھوں نے کوئی نیا فرقہ ایجاد نہیں کیا اور مسلمانوں کو تقسیم کرنے کا ان کا کوئی ارادہ نہیں تھا۔ ہوسکتا ہے کہ ان کے اس آخری پیغام کو افغانستان سے ہندوستان پہنچنے میں مہینوں لگ گئے ہوں، جب کہ اس دوران مہدوی فرقے کے اندر انحرافات پہلے ہی پختہ شکل اختیار کر چکے ہوں۔ اس زمانے کے مرشدین نے مبینہ مادی اور دنیاوی فائدوں کو ہاتھ سے نہ جانے دینے کے لیے حضرت جون پوری کے اس آخری پیغام کہ وہ اپنے مہدی ہونے کے دعوے سے پلٹ گئے ہیں، کو بدنیتی کی وجہ سے قبول کرنے سے انکار کر دیا ہو، اور ان کے پرانے انحراف پر خود کو قائم رکھتے چلے گئے ہوں۔ ہمارا مقصد اور ارادہ ہرگز مذہبی احساسات کو ٹھیس پہنچانا یا عداوت پیدا کرنا نہیں ہے اور نہ حضرت جون پوری کی توہین واہانت کرنا ہمارا مقصد ہے، جو کہ میرے پردادا تھے، بلکہ احترام کے ساتھ ثبوت پیش کرتے ہوئے آپ کی رہنمائی کرنا ہے۔ مذہب میں کوئی زور زبردستی نہیں ہے اور نہ عقیدے پر عمل اور اس کی تبلیغ واشاعت پر کوئی پابندی ہے۔''

عامر اکبر (بانی 'ٹووَارڈز اِسلام)۔ سید جون پوری کے پڑپوتے

نتیجہ بحث

نتیجہ یہ نکل کر آیا کہ سید جون پوری کا اپنے مہدی ہونے کے دعوے سے پھر جانا ایک اہم ترین مرحلے کی حیثیت رکھتا ہے جو مہدی ہونے کی حیثیت کی صداقت کو مزید نا قابل اعتبار بناتا ہے۔ منتخب التواریخ کے حوالے سے تاریخی واقعات اور ان کے ساتھ ساتھ مہدوی مرشدین کی تعلیمات سید جون پوری کے اپنے دعوے کو فریب ودجل تسلیم کرنے کے سلسلے میں مضبوط اور ٹھوس شواہد کا کام کرتی ہیں۔ ان تاریخی انکشافات کے جائزہ کے بعد ہم جون پوری کے دعووں کی صداقت اور اعتبار پر سوالیہ نشان لگانے کے لیے مجبور ہیں، جو اس بات کا تقاضا کر رہے ہیں کہ وہم اور بے یقینی کے داغ سے مبرا حق کی جستجو کی جائے۔ تنقیدی جائزے اور تجزیے کے ذریعے سے ہی یہ ممکن ہے کہ ہم سید جون پوری کی دعوائے مہدویت سے دست برداری کے ارد گرد پھیلی ہوئی پیچیدگیوں کو سلجھائیں اور آخر کار مہدوی روایت پر ان پیچیدگیوں کے غیر معمولی مضمرات کو گہرائی کے ساتھ سمجھ لیں۔

دعوے سے مراجعت تک
غور وتدبر کی ایک کہانی

سید جون پوری کی دست برداری مہدویت کے فسانے کو عیاں کر دیتی ہے:

''مہدویت۔ایک دعوی کا انکار'' نے باریکی وپیچیدگی کے ساتھ مہدویت کی بنیادوں کو تہس نہس کر دیا ہے، اور اسے ایک پرفریب عقیدے کے طور پر عیاں کر دیا ہے جس کی بنیاد غیر ثابت شدہ دعووں پر قائم ہے۔ مہدی ہونے کے دعوے سے سید جون پوری کا پلٹ جانا اس جامع تجزیے میں ایک اہم ترین مرحلے کی حیثیت رکھتا ہے۔اس سے [سماج کے اندر] گہرائی تک اترے ہوئے غلط تصورات کو طشت از بام کرنے کے سلسلے میں تاریخی شہادتوں اور تنقیدی تجزیے کی قوت وطاقت کی اہمیت ثابت ہوتی ہے۔

ٹھوس جائزے اور تحقیق مسلسل کے ذریعے سے ہم ایک پیچیدہ بیانیے کو وضاحت کی روشنی میں لے آئے ہیں، اور انجام کار شکوک وشبہات کے لیے کوئی گنجائش باقی نہیں رہنے دی گئی ہے۔ انکشافِ حقیقت کے اس سفر نے نہ صرف یہ کہ صدیوں سے سنبھالے ہوئے عقائد کو چیلنج کر دیا ہے بلکہ حصول حق کے سلسلے میں ایک ٹھوس سبق بھی دیا ہے۔ اس کے علاوہ علمی دیانت کے ساتھ دعووں کی تفتیش وتحقیق کی اہمیت کو بھی واضح کر دیا ہے یعنی واضح طور پر یہ بات قاری کے ذہن نشین ہوگئی ہے کہ **''سید جون پوری''**، **''مہدیٔ موعود''** نہیں ہیں۔

حفاظتِ خداوندی
مسلم امت باطل پر کبھی متحد نہیں ہو سکے گی

تعارف

عقیدۂ اسلامی میں علمائے امت کے اجماع کو نمایاں مقام حاصل ہے، جو کہ عقیدہ وعمل کے باب میں امت کے لیے رہنما روشنی کی حیثیت رکھتا ہے۔ اسلامی تعلیمات نے اجتماعی حکمت ودانش اور اہل علم علماء کے درمیان اتفاق واتحاد کی اہمیت پر زور دیا ہے اور ان کے متفقہ اجماع کو حفاظت خداوندی سے نوازے جانے کا ذکر کیا ہے۔ یہ باب اجماعِ امت کے تصور، اسلامی تعلیمات کی حفاظت وصیانت میں اس کے کردار اور علماء کے درمیان اجماع اور عام مسلمانوں کے درمیان اجماع کے فرق سے بحث کرتا ہے۔ علماء کے درمیان اجماع واتفاق کی شدید اہمیت پر غور وفکر کرتے ہوئے یہاں اس اہم کردار پر زور دیا گیا ہے جو امت کو انحراف اور گمراہی سے محفوظ رکھنے کے سلسلے میں علمائے امت نے ادا کیا ہے۔

حدیث ١٦.١

قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صلی الله علیه وسلم":

إِنَّ اللَّهَ لاَ يَجْمَعُ أُمَّتِي علَى ضَلاَلَةٍ وَيَدُ اللَّهِ مَعَ الْجَمَاعَةِ وَمَنْ شَذَّ شَذَّ إِلَى النَّارِ ".

"بلاشبہ میری امت کسی گمراہی پر مجتمع نہیں ہوگی اور اللہ کی مدد جماعت کے ساتھ ہوگی، اور جس نے انحراف کیا وہ منحرف ہو کر جہنم کی طرف گیا۔"

راوی: عبداللہ بن عمر [و۔ ۷۱ھ/ ۶۹۱ء] ۔حوالہ: سنن الترمذی ۲۱۶۷؛ مستدرک حاکم (۱/ ۱۱۵) ۳۹۷؛ المعجم الکبیر ۱۳۶۲۳؛ المقاصد الحسنہ ۱۲۸۸؛ سیوطی ۱۱۷۷۱۔ درجہ: صحیح[ع۱]

ع۱ صحیح از امام ترمذی [209ھ-279ھ]۔ امام الہیثمی [909ھ 974ھ] مجمع الزوائد (5/ 218)۔ شیخ ناصر البانی [1332ھ 1420ھ] صحیح الجامع 1848۔

حدیث ۱٦.۲

سیکونُ بعدي هَنَاتٌ وهَنَاتٌ فمَن رأَيْتُموه فارَق الجماعةَ أو يُريدُ أنْ يُفرِّقَ بينَ أمّةِ محمَّدٍ صلّى اللهُ عليه وسلَّم وأمرُهم جميعٌ فاقتُلوه كائنًا مَن كان فإنّ يدَ اللهِ مع الجماعةِ وإنَّ الشّيطانَ مع مَن فارَق الجماعةَ يرتَكِضُ.

''میرے بعد آفتیں اور مصائب آئیں گے، پس تم جس کو دیکھو کہ اس نے جماعت سے علیحدگی اختیار کر لی ہے یا امت محمدیہ ﷺ کے معاملے تفریق پیدا کرنا چاہتا ہے، خواہ وہ کوئی بھی ہو، تو اسے قتل کر دو، کیوں کہ اللہ کا ہاتھ جماعت پر ہے اور بے شک شیطان اس کے ساتھ ساتھ بھاگتا ہے جو جماعت کو پھاڑتا ہے۔''

راوی: عرفجہ بن شریح الاشجعیؓ - حوالہ: سنن النسائی ۴۰۲۰ - درجہ: صحیح[1]

حدیث کی تشریح:

''جماعت (متحد معاشرے، اجتماعیت) سے مراد، علماء کے مطابق اصحاب فقہ، اصحاب علم اور اصحاب حدیث ہیں۔''

امام ترمذی [۲۰۹-۲۷۹ھ] - حوالہ: جامع الترمذی

''اس حقیقت کے متعلق کوئی اختلاف رائے نہیں ہے کہ عوام کے اجماع کی کوئی اہمیت نہیں ہے۔''

امام الشاطبی [۷۲۰-۷۸۰ھ] - حوالہ: الاعتصام

''یہاں جماعۃ سے مراد اہل سنت والجماعت کے [علما] ہیں۔'' امام الطیبی [و-۷۴۳ھ/ ۱۳۴۲ء] - حوالہ: تحفۃ الاحوذی ۲۱۶۷

''امت سے مراد یہاں ''امت کے علماء'' ہیں۔ اس لیے کہ عوام الناس دینی امور و معاملات میں علماء سے ہی رجوع کرتے ہیں اور علماء کا ہی سہارا لیتے ہیں جب ان پر کوئی آفت آن پڑتی ہے۔ اللہ تعالی نے علماء کی حفاظت کی ہے۔''

امام المناوی [952-۱۰۳۱ھ] - حوالہ: فیض القدیر ۱۸۱۸

''حدیث یہ بتاتی ہے کہ اگر مسلمان متفقہ طور پر کسی بات پر راضی ہو جاتے ہیں، تو اسے حق ہی ہونا چاہیے اور اس سے جو مراد ہے وہ علماء کا باہم متفق و متحد ہونا ہے۔ عوام الناس کا اجماع و اتفاق کوئی وزن نہیں رکھتا کیوں کہ ان کا اجماع علم کی بنیاد پر نہیں ہوتا ہے۔''

ملّا علی القاری [و-۱۰۱۴ھ/ ۱۶۰۵ء] - حوالہ: مرقاۃ المفاتیح (۲/ ٦۱) ۱۷۳

معنیٔ مراد

مذکور بالا احادیث کی اہمیت یہ ہے کہ وہ اس حفاظت خداوندی کو نمایاں کر کے بیان کرتی ہیں جو نبی ﷺ کی امت کے علماء کو عطا کی گئی ہے۔ اللہ اپنی حکمت مطلقہ کے تحت اس بات کا یقین دلاتا ہے کہ اجتماعی فیصلے اور علم سے آراستہ علماء کے اتحاد و اتفاق کو باطل کے پالے میں گرنے سے محفوظ کر دیا گیا ہے۔

اس بات کو سمجھنا ضروری ہے کہ یہ حفاظت خاص طور سے امت کے علماء پر منطبق ہوتی ہے، جو دین کا گہرا علم اور اس کی سمجھ رکھتے ہیں۔ ان کا باہمی اتفاق امت کے لیے رہنما روشنی کا کام کرتا ہے اور عقیدہ و عمل کے باب میں امت کو شفافیت اور درست سمت فراہم کرتا ہے۔

---

[1] صحیح از شیخ ناصر البانی [1332ھ 1420ھ] صحیح الجامع 3621

البتہ اس بات کالحاظ رکھنا بھی ضروری ہے کہ چندیا جمہور علماء کا اجماع یا اتفاق راست طور پر یہ مطلب نہیں رکھتا کہ متعلقہ عقیدہ یا عمل درست ہی ہے۔ خدائی حفاظت کے زیر اثرات ایک مخصوص زمانے کے دوران علماء کے مکمل اتفاق ہوتا ہے، نہ کہ جمہور علماء کا اتفاق، جس میں غلطی کا احتمال باقی رہتا ہے۔

اسی طرح عوام الناس اور جہلاء کا اتفاق و اجماع بھی حق کے تعین کے سلسلے میں فیصلہ کن حیثیت نہیں رکھتا۔ اس لیے کہ اس بات کا امکان ہے کہ ان کا فہم و شعور اس گہرائی اور مہارت علمی سے محروم ہو جو علماء کے پاس ہوتی ہے۔ حدیث علماء کے اجماع و اتفاق کی اہمیت پر زور دیتی ہے، کیوں کہ اس کی بنیاد علم ہوتی ہے اور اللہ کی حکمت و مصلحت اس کی رہنمائی کرتی ہے۔

گویا، ان احادیث کا بنیادی پیغام یہ ہے کہ اہل سنت والجماعت کے علماء، جو خود کو اسلام کی تعلیمات کا پابند رکھتے ہیں، کبھی بھی کسی باطل یا گمراہی پر باہم متفق نہیں ہو سکتے۔ ان کی اجتماعی دانش مندی اور ہدایت و رہنمائی اسلام کی صراط مستقیم کی حفاظت کی ضمانت ہوتی ہے اور امت کو انحراف اور غلط عقائد و اعمال میں مبتلا ہونے سے روکتی ہے۔

مذکور بالا تفہیم اور گذشتہ صفحات (ص ۸۰ - ۸۳) پر مذکور علماء کے اقتباسات کی بنیاد پر یہ ذہن میں رکھنا ضروری ہو جاتا ہے کہ مہدی موعود کی اصل شناخت سے متعلق اہل سنت والجماعت کے علما کے مابین اجماع پایا جاتا ہے۔ ان کے اجتماعی فہم کے مطابق اصل و حقیقی مہدی وہ شخص ہو گا جو نماز میں عیسیٰؑ کی امامت کرے گا، یہ وہ کردار ہے جس کی تکمیل سید جون پوری کے یہاں نہیں ہوئی ہے۔ اس لیے یہ واضح اور مبنی بر ثبوت ہے کہ علماء متفقہ طور پر اس بات پر زور دیتے ہیں کہ حقیقی مہدی، جن کا انتظار اہلِ ایمان کو ہے، ابھی تک ظاہر نہیں ہوئے ہیں۔ اسلامی حوالہ جات اور روایات کی تشریح کے سلسلے میں اجماعِ علماء کی پابندی اور ان کی مہارت علمی پر اعتماد کے بعد ہی امت اپنے عقیدہ و ایمان پر ثابت قدم رہ سکتی ہے کہ صبر کے ساتھ امام مہدی موعود کے ظہور کا انتظار کرتی رہے، اور اس کے ساتھ ساتھ غلط تصورات یا غلط دعووں کے بہکاوے میں آنے سے خود کی حفاظت کرتی رہے۔

ضمنی نوٹ - اجماعِ امت کا فریب

ہدایت و حق کے معاملے میں یہ کہنا کہ اکثریت کی رائے ہمیشہ برحق ہوتی ہے، فریب خوردگی ہے۔ اگرچہ یہ بات درست ہے کہ امت محمد یہ صلی اللہ علیہ وسلم کے اندر اس بات کی ضمانت فراہم کر دی گئی ہے کہ یہ قوم متفقہ اور متحدہ طور پر کسی گمراہی پر جمع نہیں ہو گی، لیکن اس کا اطلاق علماء پر ہوتا ہے نہ کہ عوام الناس پر۔ البتہ جب ہم وسیع معنی میں بنی نوع انساں کی بات کرتے ہیں تو اس کی اکثریت بالعموم گمراہی کی طرف ہی رجحان رکھتی ہے۔

قرآنی آیت اس بات پر زور دیتی ہے کہ باطل کے پیروکاروں کی تعداد حق کے پیروکاروں سے زیادہ ہوتی ہے۔

وَمَآ أَكۡثَرُ ٱلنَّاسِ وَلَوۡ حَرَصۡتَ بِمُؤۡمِنِينَ.

’’اور لوگوں کی اکثریت، اگر تم چاہو بھی، تو مومن نہیں ہے۔‘‘ (قرآن/سورۃ یوسف/ ۱۲: ۱۰۳)

......إِنَّهُ ٱلۡحَقُّ مِن رَّبِّكَ وَلَٰكِنَّ أَكۡثَرَ ٱلنَّاسِ لَا يُؤۡمِنُونَ.

’’...... بلاشبہ یہ حق ہے جو تیرے رب کی طرف سے آیا ہے، لیکن لوگوں کی اکثریت اس پر ایمان نہیں لاتی۔‘‘ (قرآن/سورہ ہود/ ۱۱: ۱۷)

وَإِن تُطِعۡ أَكۡثَرَ مَن فِي ٱلۡأَرۡضِ يُضِلُّوكَ عَن سَبِيلِ ٱللَّهِ ......

’’اگر تم دنیا میں موجود اکثریت کی فرماں برداری کرنے لگو تو وہ تجھے اللہ کے راستے سے بھٹکا دیں گے۔‘‘ (قرآن/سورہ الانعام/ ۶: ۱۱۶)

''یہ آیات بتاتی ہیں کہ ماننے والوں یا پیروکاروں کی تعداد حق ہونے کی علامت نہیں ہوا کرتی، اور پیروکاروں کی قلت تعداد اس بات کا اشارہ نہیں ہوا کرتی کہ فلاں بات جس کی وہ پیروی کررہے ہیں وہ حق نہیں ہے۔ اس کے برعکس حقیقت کچھ اور ہے کہ حق کے ماننے والوں کی تعداد بہت ہی کم ہوا کرتی ہے، لیکن اللہ کے نزدیک ان کی عزت، مقام اور انعام واکرام بہت عظیم ہوتا ہے۔ اس لیے کیا حق ہے اور کیا باطل ہے، اس کا فیصلہ ہمیں ثبوتوں اور شہادتوں کی بنیاد پر کرنا چاہیے۔''

شیخ عبدالرحمن بن نصیر السعدی [۱۳۰۷-۱۳۷۶ھ] -حوالہ: تفسیر السعدی ۱۰/ ۲۷۰)

حق وصداقت کا فیصلہ کسی بھی معاملے میں کتاب اللہ اور سنت رسول اللہ کی جانب سے اس کی تصدیق کے ذریعے اور امت کے اسلاف کے درمیان اجماع واتفاق کے ذریعے ہوتا ہے۔ ان مستند حوالوں اور مآخذ سے ان کو مربوط کرکے ہم اس بات کا یقین حاصل کرسکتے ہیں کہ کوئی بات درست اور برحق ہے۔ اکثریت کی آراء جب ان بنیادی اصولوں سے ٹکراتی ہو، تو اس کا کوئی وزن شمار نہیں کیا جاتا۔

اس بات کا اعتراف کرتے ہوئے کہ اکثریت کا رجحان گمراہی کی طرف ہوتا ہے، اس کو اس حدیث سے مربوط کرنا ضروری ہے جو اس حقیقت کو پیش کرتی ہے کہ جماعت/ اجتماعیت یعنی متحدہ سماج ومعاشرے پر اللہ کا ہاتھ ہوتا ہے۔ یہ حدیث امت کے اندر موجود ان علماء کی اہمیت کو اجاگر کرتی ہے جو مستند روایات اور اسلاف امت کے اجماع واتفاق کی پیروی کرتے ہیں۔ یہ اصحاب علم علماء، اپنے متبعین کی کم تعداد کے باوجود، حق کو باقی وزندہ رکھنے میں اہم کردار کے حامل ہوتے ہیں۔ ان کا اجتماعی فہم اور علمی اتفاق واجماع امت کے لیے مشعل راہ کا کام کرتا ہے اور اسے گمراہی کے گڑھے میں گرنے سے محفوظ رکھتا ہے۔

مختصر یہ کہ یہ تصور کرلینا غلطی اور فریب ہے کہ اکثریت ہمیشہ برحق ہوتی ہے۔ اس کے بجائے ہمیں اس بات کا ادراک ہونا چاہیے کہ حق کا فیصلہ وتعین مستند حوالوں کی پابندی اور اہل علم علماء کے اجماع واتفاق کی پیروی کے ذریعے ہوتا ہے۔ ان بنیادوں اور اصولوں پر انحصار کرتے ہوئے ہی ہم حق سے متعلق پیچیدگیوں کو جان سکتے ہیں اور خود کو گمراہی کی آفتوں سے محفوظ رکھ سکتے ہیں، حتی کہ اس وقت بھی جب کہ امت کی اکثریت راہ حق سے بھٹک چکی ہو۔

وَمَنۡ يُّشَاقِقِ الرَّسُوۡلَ مِنۡۢ بَعۡدِ مَا تَبَيَّنَ لَهُ الۡهُدٰى وَيَتَّبِعۡ غَيۡرَ سَبِيۡلِ الۡمُؤۡمِنِيۡنَ نُوَلِّهٖ مَا تَوَلّٰى وَنُصۡلِهٖ جَهَنَّمَ‌ ؕ وَسَآءَتۡ مَصِيۡرًا

''اور جو بھی ہدایت کے واضح ہوجانے کے بعد رسول کی مخالفت کرے گا مومنوں کے راستے کے علاوہ کی پیروی کرے گا تو ہم اسے وہی دیں گے جو اس نے لیا ہے اور اسے جہنم میں جھونک دیں گے اور وہ برا ٹھکانہ ہے۔''

(قرآن/ سورہ النساء/ ۱۱۵:۴)

❁❁❁❁❁❁❁

TOWARDS ISLAM

اِسلام کی جانب

دانش مندی، حقائق اور گہری بصیرت کے اس عظیم کارنامے میں، یہ لاثانی کتاب سید محمد جونپوری کے مہدی موعود ہونے کی غلط فہمیوں اور تحریفات کو بے نقاب کرتی ہے۔ اور ان کے جھوٹے، خود ساختہ اور بے بنیاد دعووں کو مسترد کرتی ہے۔ مہدویت کی حتمی سچائی کی تحقیقات کے لیے مصنف نے باریک بینی سے مستند احادیث کا مطالعہ کیا، علمی اجماع کا تجزیہ کیا اور اسلام کی تاریخ کے واقعات کا احاطہ کیا۔ اس کتاب کے ہر صفحے کے ساتھ، دھوکہ دہی کے پردے اٹھائے گئے ہیں، جو جونپوری کے ذریعے قائم کی گئی خرافات اور غلط فہمیوں کو بے نقاب کرتے ہیں، جن کا دعویٰ جونپوری کے پیروکار کرتے ہیں۔ جب آپ حقائق، شواہد، استدلال اور سچائی کی جستجو کی پُرعزم تلاش شروع کرتے ہیں تو متوجہ، روشن خیال اور ہمیشہ کے لیے تبدیل ہونے کے لیے تیار ہو جائیں، جو آخر کار آپ کو اسلام کی جانب لے کر جائیں گے۔ انشاء اللہ!

ہمارا وژن

مہدوی برادری کے لوگوں کو قرآن و سنت کی بنیاد پر اسلام کے حقیقی عقائد اور طریقوں سے آگاہ کرنا جیسا کہ صحابۂ کرامؓ نے سمجھا ہے اور انہیں ان کے منحرف عقائد سے بچانا ہے۔

ہمارا مقصد

ہم ایک دوسرے کا ساتھ دینے، تعاون کرنے اور حکمت عملی بنانے کے لیے سابق مہدوی لوگوں کی ایک عالمی ٹیم بنا رہے ہیں جو ہمارے مہدوی دوستوں اور خاندانوں کو اسلام کی طرف آنے میں مدد کرے گی۔ انشاء اللہ!

جز مشترک

ہم اس جز مشترک کے پابند ہیں جو کہ کتاب اللہ ہے: قرآن، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی تعلیمات، احادیث اور صحیح ہدایت یافتہ صحابہ کی روایات۔

www.IsMahdaviyatRealIslam.com